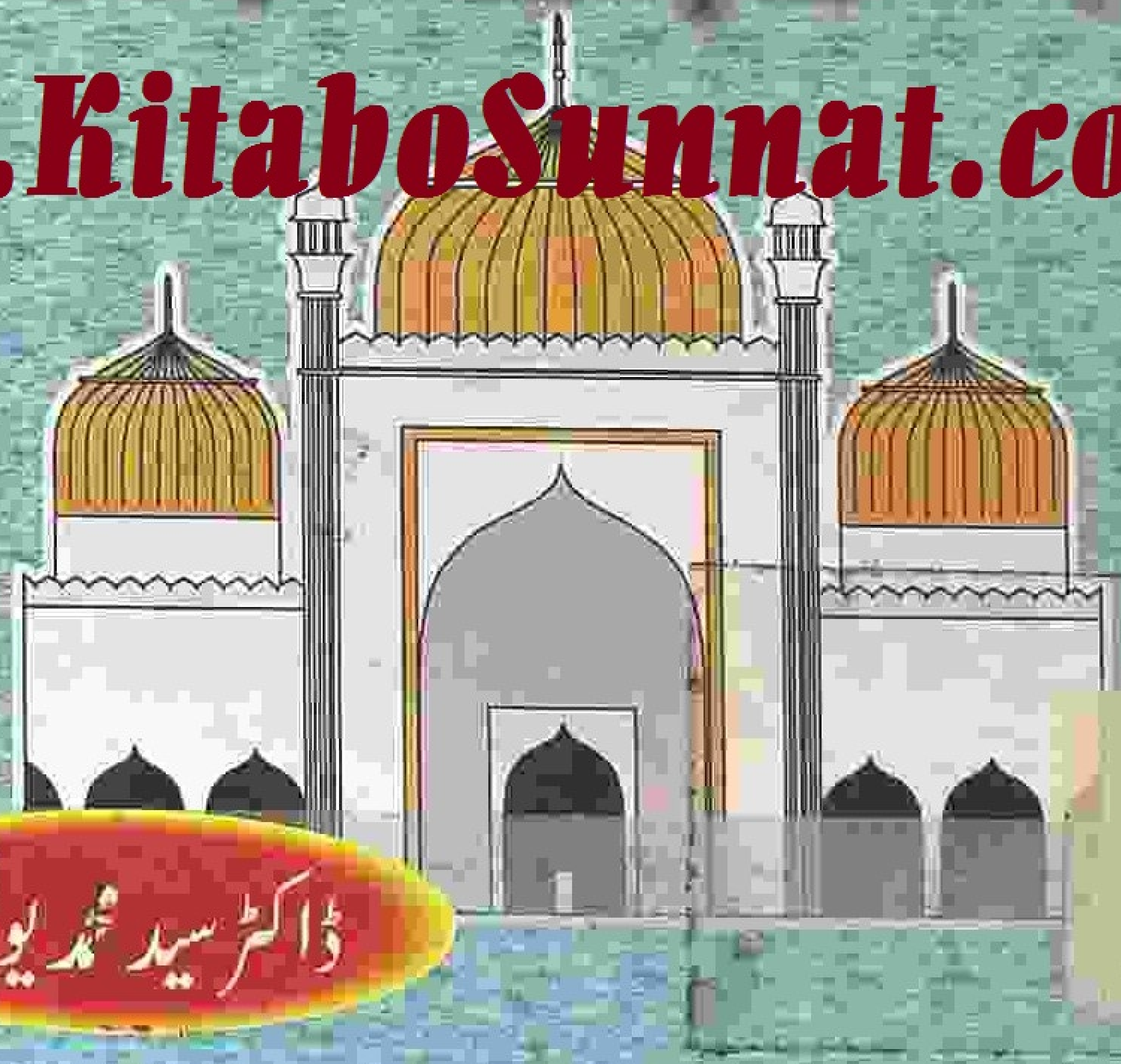
چیچنیا

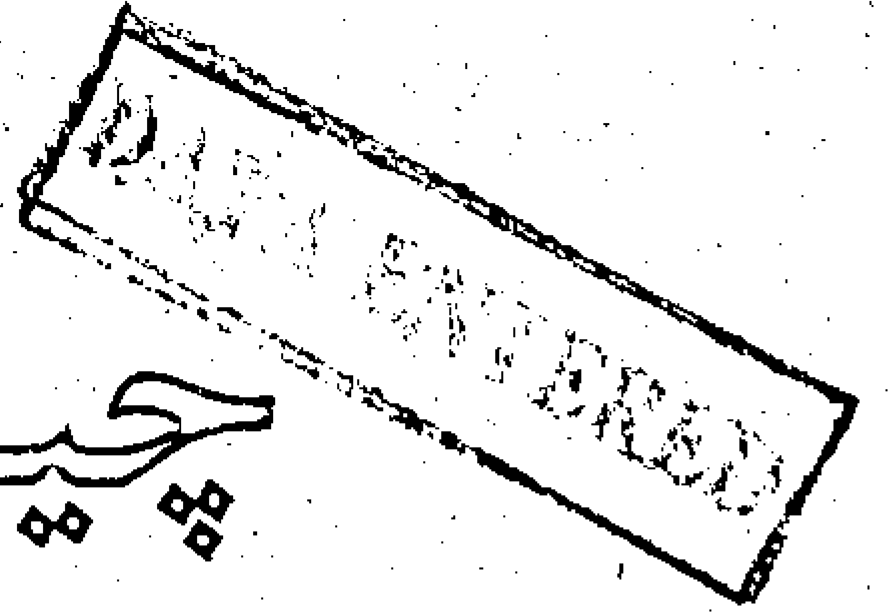
میں

اسلام اور مسلمان



ڈاکٹر سید محمد یونس





چیچنیا میں اسلام اور مسلمان

مصنف

ڈاکٹر سید محمد یونس

مترجم

ڈاکٹر محمد سمیع اختر

(ریڈر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ایچ۔ وائی پرنٹرز، لاہور
غزنی سٹریٹ ۰ اردو بازار

یکے از مطبوعات

سندھ ساگر اکادمی لاہور

پوسٹ بکس 862

2000ء

محمد مسعود پرنٹرز پبلشرز نے

ایچ، وائی پرنٹرز لاہور

سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت : 75 روپے

عرض مترجم

بیسویں صدی عیسوی کی آخری چوتھائی بلکہ آخری دہائی میں جب ہم پوری دنیا میں اسلام، اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کو درپیش مشکلات ومسائل، آلام ومصائب اور شدائد ومظالم کا جائزہ لیتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کے اس قول کی صداقت مزید نکھر کر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے جہاں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "الکفر ملة واحدة" آج دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں امت مسلمہ اسلام دشمن عناصر کی سازشوں کی شکار نہ ہو، کہیں تو یہ دشمنی مبینہ طور پر سامنے آچکی ہے۔ اور کہیں درپردہ جاری ہے، اسلام دشمنی نے تمام ہی مغربی ویورپی ممالک کو اپنے باہمی اختلافات ونزاعات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے اور آج ان کا ون پوائنٹ فارمولہ یہ ہے کہ کسی بھی قیمت پر دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلام کو ایک طاقت کی حیثیت سے ابھرنے، پنپنے اور غالب ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد سے مغربی ممالک نے اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کو اپنے وجود کے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرلیا ہے اور اسے ختم کرنے کے لئے وہ ہر ممکن وسائل کو استعمال کررہے ہیں خواہ اس کے لئے ان کو اپنے تمام تر اخلاقی جمہوری اور انسانی اصولوں کی بلی ہی کیوں نہ چڑھانی پڑے۔ آج پوری دنیا میں اپنی جمہوریت نوازی، انسان دوستی اور انسانی حقوق کی پاسداری کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے ان ممالک کے سامنے جب مسلمانوں کی آزادی یا کسی آزاد اسلامی مملکت کے قیام کا مسئلہ آتا ہے تو تمام تر انسانی اصولوں کو بالائے طاق رکھدیا جاتا ہے اور یہ لوگ امن پسند اور معصوم مسلم عوام کیخلاف ایسے وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جن پر انسانیت شرمسار ہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کے خلاف مغرب کے ظلم وبربریت کی کوئی ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں۔ بدقسمتی سے آج ان

اسلام مخالف قوتوں کے پاس ہر طرح کے اقتصادی، سیاسی، حربی، سائنسی اور مواصلاتی وسائل وذرائع کی فراوانی ہے جن کا وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جم کر استعمال کر رہے ہیں اور وہ اسلام کو اس صفحہ ہستی سے مٹانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ:

''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور (اسلام) کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو غالب کر کے رہے گا۔ (سورہ الصف آیت ۸)

سوویت یونین کے منتشر ہونے کے بعد ۱۹۹۱ء میں اپنی آزادی اور اسلام پسندی کا اعلان کرنے والا چھوٹا سا اسلامی ملک چیچنیا بھی ایک عرصے سے اسلام دشمن عناصر کی سازشوں کا شکار ہے، اور یہاں کے مسلم مجاہدین اپنی بے سروسامانی اور جنگی وسائل وذرائع کی کمی کے باوجود جدید ترین اسلحوں سے لیس روس کی بری وفضائی فوجوں کے وحشیانہ حملوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ میں یہاں کے مسلم عوام کو شدید جانی ومالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے، روسی فوجوں نے ان معصوم شہریوں کو اپنی وحشت، بربریت ودرندگی کا نشانہ بنایا ہے، اور یہ روسی فوجیں منظم طور پر مسلمانوں کی نسل کشی پر آمادہ ہیں لیکن یہاں کے باہمت مسلم مجاہدین نے اپنی ایمانی قوت اور دینی حمیت کے ذریعہ تمام ظلم وستم کا نہ صرف سامنا کیا بلکہ بسا اوقات روسی فوجوں کا ناطقہ بند کر دیا اور متعدد محاذ پر ان کو پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا جب کہ روسی فوجوں کو دیگر ترقی یافتہ ملکوں کی تکنیکی امداد بھی حاصل رہی، بہرحال ڈاکٹر سید محمد یونس کی یہ کتاب چیچنیا کے ماضی اور حال کا منظر نامہ پیش کرتی ہے، مصنف نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ قدیم تاریخی ذخائر کو کھنگالتے ہوئے اس ملک کے ابتدائی وارتقائی مراحل سے بحث کی ہے، یہاں آباد قدیم عیسائی قوموں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ کس طرح اسلام کی شعائیں خلفائے راشدین کے دور میں قفقاز کے علاقے تک پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر کس طرح یہاں کی آبادی نے مسلم فاتحین کا استقبال کیا تھا اور اسلام کے عدل ومساوات، اور انسان دوستی سے متاثر ہو کر

انہوں نے اسلام کو قبول کرلیا اور کچھ ہی سالوں میں یہاں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہوگیا، ڈاکٹر یونس چیچنیا کے جغرافیائی حدود کا ذکر کرتے ہوئے کسی حد تک شاشان اور شیشان میں التباس کا شکار ہوگئے ہیں جب کہ یہ دونوں الگ الگ ملک ہیں تاہم چیچنیا سے متعلق دیگر تاریخی حقائق تہذیبی خصوصیات اور علمی خدمات کے ذکر میں انہوں نے تاریخی و تحقیقی اصولوں کا پوری طرح لحاظ کیا ہے۔

چیچنیا قفقاز کے شمال مشرق میں واقع ایک چھوٹا سا ملک ہے، آزادی کے اعلان سے قبل چیچنیا اور انگوشیا ایک ہی ملک تھے لیکن روسی حکومت نے سازش کے تحت انگوشیا کو الگ کردیا تاکہ چیچنیا کی افرادی قوت کم ہوجائے اور یہاں کے مجاہدین پر قابو پانا آسان ہوجائے، بہرحال اس کا رقبہ تیرہ ہزار تین سو مربع کلومیٹر ہے۔۱۹۹۱ء کے اعداد وشمار کے مطابق یہاں کی کل آبادی ۱۵ لاکھ سے متجاوز تھی جس میں دس لاکھ مسلمان، تین لاکھ روسی، ایک لاکھ انگوشی، ۱۴ ہزار ارمنی، ۳ ہزار داغستانی، ۵۱ ہزار تاتاری، ۴ ہزار ترکی اور پانچ ہزار یہودی نسل کے لوگ آباد تھے، اس کے شمال مشرق میں داغستان، شمال مغرب میں اوستینیا اور انگوشیا اور جنوب میں جورجیا واقع ہے، دینی اعتبار سے یہاں کے باشندے حنفی مسلک کے ماننے والے راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں، کمیونسٹ حکومت قائم ہونے کے بعد روس نے دیگر مسلم علاقوں کی طرح یہاں بھی مسلمانوں کی عملی زندگی سے دین اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کے اثرات کو ختم کرنے کی کوشش کی، اسلامی عبادات کی ادائیگی، اسلامی روایات کی پابندی، عربی زبان یہاں تک کہ عربی حروف کے استعمال کو بھی قانوناً ممنوع قرار دے دیا۔ ان تمامتر پابندیوں کے باوجود یہاں کے مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ دین اسلام سے اپنے رشتے کو قائم رکھا بلکہ خفیہ طور پر نئی نسل کی اسلامی خطوط پر تعلیم وتربیت کا ایسا انتظام کیا کہ ان کے ذہنوں میں دین اسلام کی عظمت اور اسلامی تہذیب وتمدن کی بالادستی گھر کرگئی، اور یہ ان مخلص اور دوراندیش مسلمانوں کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ نئی نسل الحاد وگمراہی اور اباحیت زدہ تہذیب میں ضم ہوجانے سے محفوظ رہ گئی بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اس

طرح کی سختیوں اور پابندیوں نے ان کے ایمان ویقین کو مزید پختگی عطا کی۔
فاضل مصنف نے مستند تاریخی حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کمیونسٹ انقلاب سے قبل بھی یہاں کے علماء کرام اور صوفیائے عظام نے نہ صرف یہ کہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی بلکہ صلیب زدہ قیصر روس کی فوجوں سے سالہا سال تک عملی جہاد بھی کیا، اسی طرح یہاں کے راسخ العقیدہ مسلمانوں نے دین اسلام کے تحفظ اور اپنی آزادی وخود مختاری کی حفاظت کو ہمیشہ ترجیح دی۔
فاضل مصنف نے چیچنیا کے بعض علماء وصوفیا کا ذکر بھی کیا ہے جنہوں نے اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر قیصر روس کی فوجوں کے خلاف زبردست معرکہ آرائی کی اور اپنی بے سروسامانی کے باوجود ایک طویل مدت تک معرکہ آرائی کے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جذبہ جہاد یہاں کے مسلم عوام کی سرشت میں داخل ہے اور اسی جذبہ کے تحت یہ لوگ گذشتہ سات سالوں سے روسی فوجوں کا مقابلہ کرتے آرہے ہیں۔ اور زبردست جانی، مالی اور معاشی نقصانات کے باوجود انہوں نے روس کے سامنے ہتھیار ڈالنا قبول نہیں کیا۔ چیچنیائی عوام کی جرأت وشجاعت پوری مغربی دنیا کے لئے حیران کن ہے۔ روس نے دسمبر ۹۴ء میں چیچنیا پر باقاعدہ فوجی مداخلت کا فیصلہ کیا حالانکہ پارلیمنٹ اور بعض تجربہ کار روسی فوجی افسران اس کے حق میں نہیں تھے تاہم روس نے اس پندرہ لاکھ والے چھوٹے سے ملک کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے جدید ترین جنگی سازوسامان سے لیس اپنی چار لاکھ فوجوں کو اس دعوے کے ساتھ اتارا کہ چند دنوں یا زیادہ سے زیادہ دو ہفتے میں چیچنیا پر روس کا قبضہ مکمل ہو جائے گا۔ روس کا یہ خواب تو پورا نہ ہو سکا لیکن اس مہذب دور میں روسی فوج نے یہاں کے مختلف شہروں میں بے بس عوام، معصوم بچوں اور مجبور عورتوں کے ساتھ بربریت ودرندگی کا جو وحشیانہ سلوک کیا اور جس بے دردی سے ان نہتوں کا قتل عام کیا وہ انسانیت کے لئے باعث ننگ وعار ہے۔ فاضل مصنف نے بعض شہروں میں روسی فوج کے ہاتھوں ہونے والے انسانیت سوز وحشیانہ جرائم کا ذکر تفصیل

سے کیا ہے جن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ چیچنیا میں روسی فوجوں کی درندگی کو دیکھ کر خود روسیوں نے اپنی فوج کو وحشی جانور قرار دیا۔ فاضل مصنف نے اس امر پر شدید رنج کا اظہار کیا ہے کہ انسان دوستی انسانی حقوق کا تحفظ، انسانی آزادی کا احترام کرنے والے بین الاقوامی امن ادارے اور انسانی حقوق کے تحفظ کا چیمپین کہلانے والے مغربی ممالک نے بھی ایسے وحشیانہ جرائم پر یا تو خاموشی کی پالیسی اختیار کر لی یا پھر اسے روس کا داخلی معاملہ قرار دیتے ہوئے اسے مزید ظلم واستحصال کرنے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

روسی حکمرانوں اور ان کے مغربی مشیر کاروں کا خیال تھا کہ اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے پہلے صدر جنرل جوھر دودائیف کی شہادت سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور اس ملک پر قابو پالیا جائے گا۔ چنانچہ روسی فوج کیجانب سے ان کو قتل کرنے کے پے در پے ناکام کوششوں کے بعد بالآخر جدید ترین تکنیکی امداد سے ۲۱ اور ۲۲ اپریل کی درمیانی شب کو روس کی سازش یوں کامیاب ہو گئی کہ غروزنی شہر سے ۳۵ کلو میٹر دور قصبہ Gekhichr میں جنرل دودائیف ایک ہوائی حملہ کے دوران اپنی قیام گاہ پر شہید کر دئے گئے۔ لیکن ان کی شہادت کے دو سال گزر جانے کے بعد آج بھی یہ جنگ جاری ہے موجودہ صدر اوسلا مقصودوف پر بھی کئی بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں اور ان کے ارد گرد روسی فوج کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور بے شمار معاشی پابندیوں کے ذریعہ ان کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ روس کی شرائط کو قبول کر لیں تاہم روس اب تک یہاں کے مجاہدین کو اپنے آگے جھکانے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس کے امکانات ہیں۔ اعلان آزادی کے بعد روس نے اس ملک سے متعلق جو پالیسی اختیار کی ہے وہ مسلم نسل کشی اور اسلام دشمنی کی پالیسی ہے یہاں بڑے پیمانے پر قتل عام، املاک و آراضی کی تباہی و بربادی کو دیکھتے ہوئے مغرب کے بعض باضمیر اخبار آج روس کو یہ مشورہ دینے پر مجبور ہیں کہ وہ اس طرح انکی آبادی کو ختم کرنے کے بجائے ان کو آزادی دینے کے راستوں پر غور کرے۔

فاضل مصنف نے چیچنیا مسئلہ سے متعلق اسلامی ممالک اور مغربی ممالک کے

روپے پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور پھر اس مسئلہ کے حل کے ضمن میں مسلم ممالک اور مسلمانوں پر عائد ہونے والی ذمے داریوں کا بھی ذکر کیا ہے اس مسئلہ سے متعلق انفرادی طور پر بعض اسلامی ملکوں نے دلچسپی تو ضرور لی ہے لیکن اجتماعی طور پر متحد ہو کر اسے پورے عالم اسلام کا ایک اہم مسئلہ بنا کر بین الاقوامی سطح پر حل کرنے کی اب تک کوئی منظم کوشش نہیں کی گئی جسکا نتیجہ ہے کہ یہاں کے بے بس مسلم عوام پر آج بھی روسی مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں پر ہو رہے مظالم پر ہم یہ کہہ کر خاموشی اختیار نہیں کر سکتے کہ یہ کسی ملک کا اندرونی معاملہ ہے کیونکہ مسلمان تو ایک جسم کے مانند ہیں اگر دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو اس کی تکلیف پوری دنیا کے مسلمان محسوس کریں گے۔ چیچنیا میں روسی جارحیت کے خلاف آواز بلند کرنا مسلمانوں کا انسانی اور دینی فریضہ ہے۔ چیچنیا کا جہاد تمام مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ فراہم کراتا ہے یہ اس جہاد کی پکار ہے کہ امت مسلمہ میں عام بیداری کی لہر پیدا ہو اور وہ ایسے جسد واحد میں تبدیل ہو جائے کہ ایک عضو کی تکلیف کو پورا جسم محسوس کرے۔ اور جب تک ہم جسد واحد میں تبدیل نہیں ہو جاتے مغرب کی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہم نے آج متحد ہو کر اسلام مخالف قوتوں کا مقابلہ نہیں کیا تو اس آزمائش کی گھڑی میں دیر یا سویر ہم بھی مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اصولاً ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دنیا کے ممالک دہشت گردی کا مقابلہ کرنے والی مملکت کو قوت بہم پہنچائیں لیکن زمانے کی ستم ظریفی دیکھیے کہ دہشت گردی کی ہمت افزائی کرتے ہوئے دہشت گردی کا مقابلہ کرنے والوں پر ہی دہشت گردی کا لیبل چسپاں کیا جاتا ہے۔

بہر حال چیچنیا کے مسلم مجاہدین اپنی بے سر و سامانی کے باوجود جس مومنانہ شجاعت اور دینی غیرت وحمیت کے ساتھ اپنی آزادی اور دینی تشخص کی حفاظت کے لئے روس کی اعلی تربیت یافتہ فوجوں کا مسلسل مقابلہ کر رہے ہیں اس کے لئے وہ ہمارے ہر ممکن تعاون وہمدردی کے مستحق ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی نصرت الٰہی ان کے شامل حال ہوگی اور نہ صرف یہ ملک آزاد ہوگا بلکہ یہاں سے اسلامی بیداری کی

یہ لہر قرب وجوار کے دیگر ملکوں تک بھی پھیلے گی۔

میری معلومات کی حد تک اردو زبان میں چیچنیا کے حالات وواقعات سے متعلق اب تک کوئی کتاب شاید منظر عام پر نہیں آئی ہے چنانچہ اسی خلا کو پر کرنے اور اردو داں طبقے کو چیچنیا کے سلگتے ہوئے مسئلہ سے واقف کرانے کے لئے ہلال پبلکیشنز نے ڈاکٹر محمد یونس کی کتاب "المسلمون فی جمہوریۃ الشاشان وجہادھم فی مقاومۃ الغزو الروسی" کا اردو ترجمہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میرے مشفق وکرم فرما بڑے بھائی جناب امان اللہ خاں کی مسلم مسائل سے ذاتی دلچسپی کی بنا پر یہ کتاب "چیچنیا میں اسلام اور مسلمان" زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے، میں اس موقع پر اپنے اساتذہ کرام اور رفقاء کا بالخصوص پروفیسر محمد راشد ندوی، ڈاکٹر صلاح الدین عمری اور ڈاکٹر عبید اللہ فہد صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے بوقت ضرورت میری رہنمائی فرمائی اسی طرح میں اپنی نصف آخر محترمہ ڈاکٹر تسنیم کوثر کا بھی ممنون کرم ہوں جنہوں نے نہ صرف یہ کہ دوران ترجمہ مشکل مقامات کو حل کرنے میں میری مدد فرمائی بلکہ گھر کی چھوٹی بڑی ذمے داریوں سے فارغ ہو کر اس کام کو مکمل کرنے کا حوصلہ اور وقت فراہم کرایا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ میرے مشفق والدین پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے ہمارے سروں پر ان کے سائے کو تادیر قائم رکھے کیونکہ آج میں جس قابل بھی ہوں یہ ان کی عدیم المثال قربانیوں اور پر خلوص دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ اللہ تعالیٰ میرے تمام کرم فرماؤں کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے ذریعہ مسلمانوں کو مسئلہ چیچنیا کو سمجھنے کی توفیق دے اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ وہ اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کریں۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر محمد سمیع اختر

(ریڈر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

آج اسلام دشمن قوتیں امت مسلمہ کے خلاف ایکا کر چکی ہیں، پوری دنیا میں ہر جگہ ان دشمنوں نے امت مسلمہ کو اپنی ظلم وزیادتی کا نشانہ بنا رکھا ہے ابھی ایک زخم مندمل بھی نہیں ہونے پاتا کہ وہ اسے اس سے زیادہ گہرا اور شدید زخم دیدیتی ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے یہاں تک کہ آج امت مسلمہ کا پورا بدن چھلنی ہو گیا ہے۔

کشمیر، فلپائن، فلسطین، صومالیہ، بوسینیا ہرزے گوونیا اور چیچنیا غرضیکہ عالم اسلام کے بیشتر علاقوں میں مسلمانوں کا خون تیزی سے رس رہا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو آج بین الاقوامی برادری کی دشمنی اور ان کی زیادتی کا بھی سامنا ہے۔

اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے امن پسند مسلم عوام کے خلاف روس کی دشمنی اور فوجی کاروائی اور دوسری طرف بڑی طاقتوں کی زیادتی ودرندگی کے خلاف مسلم عوام کی ثابت قدمی و مقابلہ آرائی آج پوری دنیا میں ضرب المثال بن چکی ہے اور سب سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ روس آج کی متمدن مغربی دنیا اور عالمی فوجدار امریکہ کی آنکھوں کے سامنے اس ظلم وزیادتی کا ارتکاب کر رہا ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

کوئی مسئلہ یا کوئی معاملہ جب مسلمانوں سے متعلق ہو تو ہر ایک اس سے پہلو تہی برتتا ہے اور مسئلہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جب مسئلہ غیر مسلموں سے متعلق ہو تو پوری دنیا حرکت میں آجاتی

23381

ہے اور اسکا حل ڈھونڈنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہے۔

اکثر مسلمان یہ سوال پوچھتے ہیں چیچنیا میں اسلام کب اور کیسے پھیلا؟ کس زمانے میں پھیلا؟ یہاں کے لوگوں نے اسلام کب قبول کیا؟ اسلام سے قبل انکا مذہب کیا تھا؟ یہاں اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ روس کا اس ملک پر کب قبضہ ہوا؟ قیصر اور بالشویک دونوں ادوار میں اس ملک پر حکومت سے متعلق روسیوں کی کیا سیاست رہی؟ چیچنیا کے عوام نے اپنے علماء کی قیادت میں غاصبوں سے مقابلہ آرائی اور اپنے ملک ومذہب کی حفاظت کے لئے کتنی جنگیں لڑیں؟ اسے روسی چنگل سے آزادی کب ملی؟ اور اعلان آزادی کے تین سال بعد روس نے ان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے ایک بار پھر ان کے خلاف جنگ کیوں شروع کی؟ اور اس طرح کے متعدد سوالات واشکالات امت مسلمہ کی اکثریت کے ذہنوں میں گھوم رہے ہیں۔

اور یہی وہ اسباب ہیں جن سے مجبور ہو کر میں نے چیچنیا پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا او . میں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس طرح کے تمام سوالات کا تشفی بخش جواب دوں" ولا يكلف الله نفسا الا وسعها" (بقرہ ۲۵۶) (اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا)

میں نے تاریخ کے سمندر میں غوطہ زنی کی، تاریخ کے مختلف ادوار میں چیچنیا کی صورت حال اور قدیم قفقاز کے علاقوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ یہ علاقہ قدیم زمانے سے ہی دنیا کی ترقی یافتہ قوموں اور حکومتوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ ہر ملک کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اس علاقے کی ثروت اور یہاں کے قدرتی ذخائر پر قبضہ کر لے، اس علاقے کی جغرافیائی اہمیت بھی ہے کیونکہ یہ ایشیاء اور یورپ کے درمیان پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ براعظم یورپ میں داخل ہونے کا یہ واحد راستہ ہے۔ قفقاز کے راستے ہی مختلف قومیں یورپ میں داخل ہوئیں۔ یورپ اور ایشیاء

براعظموں کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے بھی اس علاقے پر ترقی یافتہ ملکوں نے تسلط جمانے کی کوشش کی اور یہ تجارتی راستہ چیچنیا سے ہو کر گزرتا تھا اور یہ راستہ چیچن راستہ یا طریق الحریر کے نام سے معروف تھا۔

اس دنیا میں جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور اسکی شعائیں پوری دنیا میں مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گئیں تو پھر اسلامی فوجوں نے ممالک کو فتح کرنا اور وہاں دعوت اسلامی کی نشرواشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ عمر بن خطابؓ کے دور (۱۳۔ ۲۳ھ / ۶۳۴۔ ۶۴۴ء) میں ۱۸ھ مطابق ۶۳۹ء کو اسلامی فوجوں نے ان علاقوں کی طرف پیش رفت شروع کی اور قفقاز کے جنوب مشرق میں واقع ملک اذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور جب ان ممالک کے حالات بہتر ہو گئے اور انتظامی امور درست ہو گئے تو پھر ان فوجوں نے ماوراء النھر کے ممالک کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں ممالک میں چیچنیا بھی تھا جہاں کے باشندوں نے اسلامی فوجوں کا خوشی کے ساتھ استقبال کیا کیونکہ یہ لوگ بائزنطینی حکمرانوں کے ظلم وستم سے تنگ آچکے تھے، انہوں نے یہاں کے باشندوں کو غلام بنا رکھا تھا، یہاں کے تمام وسائل وذخائر پر قبضہ کر رکھا تھا، ان کی دولت وثروت کو لوٹ رہے تھے اور متعدد قسم کے بھاری بھرکم ٹیکسوں کے ذریعہ ان کی کمر توڑ دی تھی، مزید براں عیسائیت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے آرتھوڈکس پادریوں نے بھی ان کا جینا حرام کر رکھا تھا اور ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھا رہے تھے۔

چیچنیا کے عوام ان کے ظلم سے تنگ آچکے تھے اور جس قدر جلد ہو سکے وہ ان کی غلامی سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے متمنی تھے۔ چنانچہ اسلامی فتح ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی جس نے ان کو بائزنطینی حکمرانوں سے نجات دیا اور ان سامراجی قوتوں کے چنگل سے ملک کو آزاد کرا کر وہاں کے باشندوں کے حوالے کر دیا۔ یہاں مسلمانوں نے مساجد ومدارس قائم کیے، مسلم علماء نے درس دینا شروع کیا، یہاں کے نوجوانوں کی کثیر تعداد ان دروس میں شریک ہوتی، بعض شاگردوں نے تو علم وفن کے میدان میں اسقدر مہارت حاصل کی کہ

وہ ان علماء سے بھی آگے نکل گئے اور یہاں کے بعض عالموں کی شہرت تو پوری دنیا میں پھیل گئی۔ یہاں تک کہ اپنے دور میں بغداد کی سب سے بڑی یونیورسٹی "مدرسہ نظامیہ" میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے عباسی خلیفہ نے یہاں کے کسی عالم کو مقرر کیا۔

چیچنیا کے لوگ عدل پسند اسلامی حکومت کے زیر سایہ برابر امن وامان اور آزادی کی زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ روسی انقلاب آیا اور اس نے قفقاز کے دیگر ممالک کے ساتھ ساتھ چیچنیا پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور روسی سامراج نے یہاں کے باشندوں کو ذلیل کیا اور ان کو اپنا غلام بنا لیا۔

سابق سوویت یونین کے ممالک میں رہنے والے مسلمان بھائی خواہ ان کا تعلق ایشیا سے ہو یا یوروپ سے وہ آج اس بات کے سب سے زیادہ ضرورت مند ہیں کہ وہ عالم اسلام کے ممالک میں رہنے والے اپنے مسلم بھائیوں کے حالات سے واقف ہوں اور ساتھ ہی وہ ان کی مدد اور ہر طرح کی تائید ونصرت کے بھی مستحق ہیں، اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ روسی استبداد کی سخت الفاظ میں مذمت کی جائے۔

وقت آچکا ہے کہ مشرق میں رہنے والا ہر مسلمان مغرب میں رہنے والے اپنے مسلم بھائی سے واقفیت حاصل کرے کیونکہ تمام مسلمان "لااله الا الله محمد رسول الله ﷺ" کے مضبوط رشتے میں مربوط ہیں اور اسلام کے ایک جھنڈے تلے سب جمع ہیں اور وہ باہم اخوت کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ "انما المؤمنون اخوة"[1] (تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں) اور مسلمانوں کا ایک دوسرے کے احوال واخبار سے واقف ہونا شرعا واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "جس نے مسلمانوں کے معاملات سے دلچسپی نہیں لی وہ ان میں سے نہیں۔"[2]

مسلمانوں کے معاملے میں دلچسپی لینا اور ان کی فکر کرنا کوئی عام بات نہیں بلکہ

---

(۱) حجرات آیت نمبر ۱۰ (۲) ابو بکر الهیثمی: مجمع الزوائد مجلد ۱۰/۲۴۸ طبع ۲ دار الکتب العربی بیروت ۱۹۶۷ء الشوکانی الفوائد المجموعہ ص ۳۷ مطبعۃ السنۃ المحمدیہ۔ القاہرہ

یہ ہر باشعور مسلمان پر فرض ہے وہ اپنے پریشان حال بھائی کی دادرسی کرے، مصیبت میں اسکی مدد کرے، اگر وہ کمزور ہو تو اسے سہارا دے محتاجوں کا ساتھ دے کیونکہ وہ بھی امت مسلمہ کے جزء لاینفک ہیں اور اسی امت مسلمہ کے جسم کے اعضاء ہیں۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، آٹھ فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے، اس کتاب کو لکھنے کے سلسلے میں جن مصادر و مراجع سے مدد لی گئی ان کی فہرست اور کتاب کے موضوعات کی فہرست بھی شامل ہے۔

پہلی فصل میں جغرافیائی اور اقتصادی اعتبار سے چیچنیا کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس کے قدرتی ذخائر اور تجارتی نقطہ نظر سے اس کے محل وقوع کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

دوسری فصل میں چیچنیا کے عوام کی اصل اور یہاں کے اہم شہروں کا ذکر ہے اور تاریخی حقائق سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ چیچنیا کے عوام ہزاروں سال سے یہاں آباد ہیں اور وہ اس مٹی میں رچ بس گئے ہیں۔ ان کو اپنی اس سرزمین سے محبت ہے اور وہ اس کے لئے مخلص ہیں اور انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر اس ملک کی دشمنوں اور حملہ آوروں سے حفاظت کی ہے۔ اس طرح چیچنیا کے عوام اپنی شجاعت، اپنی طاقت اور حق کے لئے اپنی جانفشانی و قربانی کے لئے مشہور ہیں، انہوں نے ہر دور میں دین اسلام اور دینی شعائر کو سختی سے پکڑے رکھا۔

تیسری فصل میں اس بات سے بحث کی گئی ہے کہ چیچنیا میں اسلام کس طرح داخل ہوا اور یہاں کے عوام نے کس طرح اپنی رضا اور رغبت کے ساتھ اسلام کو قبول کیا اور پھر اسلام نے کس طرح یہاں کے باشندوں کو بازنطینی حکومت کے مظالم سے نجات دلایا، مسلم فاتحین نے ملک کو بازنطینی غاصبوں کے چنگل سے آزاد کرایا اور پھر یہاں کے اصل باشندوں کے حوالے کر دیا۔

چوتھی فصل میں یہ بحث ہے کہ اسلام نے کس طرح یہاں کی تمدنی و تہذیبی

زندگی پر اپنے اثرات مرتب کئے اسی طرح اس فصل میں مسلمانوں کے ان کارناموں کا ذکر بھی ہے جن کی بدولت چیچنیائی عوام کی عملی واقتصادی زندگیوں میں چار چاند لگ گئے، اور یہاں بہت سے ایسے عظیم علماء پیدا ہوئے جو پوری دنیا میں مشہور ہوئے۔ اسی طرح مسلمانوں کے ذریعہ قائم کئے گئے ان مساجد ومدارس کا ذکر بھی ہے جن کی بدولت یہاں علمی تحریک کی فضا پروان چڑھی، اس کے بعد میں نے چیچنیا کے بعض نامور علماء کی حیات وخدمات پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان کی تصنیفات کا ذکر بھی کیا ہے جو آج بھی عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں اسلام پر کام کرنیوالے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

پانچویں فصل اس بات پر مشتمل ہے کہ روس نے قیصری اور بالشویک دونوں زمانوں میں روس پر کس طرح قبضہ کیا اور کس طرح ایک محدود رقبے اور قلیل آبادی والا روس ایک وسیع ترین سامراج میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے کس طرح یکے بعد دیگرے ایشیا اور یورپ کے بیشتر مسلم ممالک کو ہڑپ کر لیا میں نے ان اسباب کا جائزہ بھی لیا ہے جن کی بدولت روس کے لئے ایسا ممکن ہو سکا، اس ضمن میں مغربی ممالک کے ساتھ مل کر عالم اسلام کے خلاف روس کی اس سازش کا بھی ذکر ہے جسکی وجہ سے عالم اسلام منتشر ہوا۔

چھٹی فصل میں قیصری اور بالشویک دونوں زمانوں میں چیچنیا پر روسی نظام حکومت کا ذکر ہے اور اس بات کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ روس نے کس طرح ہر ممکن حربے اور ہر ممکن وسائل کو اختیار کر کے دین اسلام، عربی زبان اور اسلامی شعائر کو ختم کرنے کی کوشش کی، اس نے علماء دین کیخلاف محاذ آرائی کی، ان کا جینا دوبھر کر دیا اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی کو جیل کی کال کوٹھریوں میں سڑنے کے لئے چھوڑ دیا، اور چیچنیا کے بعض علماء کو نہایت سنگین اور ناگفتہ بہ حالات میں اپنے ملک کو چھوڑ کر سائبیریا کے جنگلوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا جن میں سے اکثر کی موت ہو گئی۔ اور یہ تمام مصیبتیں

زندگی پر اپنے اثرات مرتب کئے اسی طرح اس فصل میں مسلمانوں کے ان کارناموں کا ذکر بھی ہے جن کی بدولت چیچنیائی عوام کی عملی واقتصادی زندگیوں میں چار چاند لگ گئے، اور یہاں بہت سے ایسے عظیم علماء پیدا ہوئے جو پوری دنیا میں مشہور ہوئے۔ اسی طرح مسلمانوں کے ذریعہ قائم کئے گئے ان مساجد ومدارس کا ذکر بھی ہے جن کی بدولت یہاں علمی تحریک کی فضا پروان چڑھی، اس کے بعد میں نے چیچنیا کے بعض نامور علماء کی حیات وخدمات پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان کی تصنیفات کا ذکر بھی کیا ہے جو آج بھی عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں اسلام پر کام کرنیوالے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

پانچویں فصل اس بات پر مشتمل ہے کہ روس نے قیصری اور بالشویک دونوں زمانوں میں روس پر کس طرح قبضہ کیا اور کس طرح ایک محدود رقبے اور قلیل آبادی والا روس ایک وسیع ترین سامراج میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے کس طرح یکے بعد دیگرے ایشیا اور یورپ کے بیشتر مسلم ممالک کو ہڑپ کر لیا میں نے ان اسباب کا جائزہ بھی لیا ہے جن کی بدولت روس کے لئے ایسا ممکن ہو سکا، اس ضمن میں مغربی ممالک کے ساتھ مل کر عالم اسلام کے خلاف روس کی اس سازش کا بھی ذکر ہے جسکی وجہ سے عالم اسلام منتشر ہوا۔

چھٹی فصل میں قیصری اور بالشویک دونوں زمانوں میں چیچنیا پر روسی نظام حکومت کا ذکر ہے اور اس بات کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ روس نے کس طرح ہر ممکن حربے اور ہر ممکن وسائل کو اختیار کر کے دین اسلام، عربی زبان اور اسلامی شعائر کو ختم کرنے کی کوشش کی، اس نے علماء دین کیخلاف محاذ آرائی کی، ان کا جینا دوبھر کر دیا اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی کو جیل کی کال کوٹھریوں میں سڑنے کے لئے چھوڑ دیا، اور چیچنیا کے بعض علماء کو نہایت سنگین اور ناگفتہ بہ حالات میں اپنے ملک کو چھوڑ کر سائبیریا کے جنگلوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا جن میں سے اکثر کی موت ہو گئی۔ اور یہ تمام مصیبتیں

صرف اسلئے تھیں کیونکہ وہ مسلمان تھے، دین اسلام پر کاربند تھے، دینی عادات واطوار اور اسلامی شعائر کے پابند تھے اتنا ہی نہیں بلکہ یہاں موجود اسلامی مدارس ومساجد کو مسمار کردیا گیا، عربی زبان کی جگہ روسی زبان کو نافذ کردیا گیا تاکہ چیچنیا کے مسلمانوں کا رشتہ ان کے دین سے اور ان کے ماضی سے کاٹ دیا جائے اور دنیا کے مختلف ممالک میں موجود مسلمان بھائیوں سے ان کے تعلقات کو ختم کردیا جائے۔

اس کے بعد میں نے روسی سامراج کے خلاف چیچنیا کے عوام کی کشمکش اور ان کے جہاد پر روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے علماء کی قیادت میں دین اسلام پر جمنے اور اس کے لئے ہر طرح کی جانی ومالی قربانی دینے کی انوکھی مثال قائم کی۔ اس نے روس جیسی طاقت کو جھکنے پر مجبور کردیا اور اسکی فوجوں کو بھاری نقصان پہنچایا اور انہوں نے اپنی جنگ بندی اور اپنے جہاد کو برابر جاری رکھا یہاں تک کہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۰ء کو سوویت یونین منتشر ہوگیا اور چیچنیا کے عوام نے اپنی آزادی وخود مختاری کا اعلان کردیا اور چیچنیا کے مخلص سپوت جنرل جوہر دودائیف کو اپنا حکمران منتخب کیا اور ان کو ملک کا صدر بنایا تاکہ وہ بھنور میں پھنسی ہوئی اس کشتی کو امن کے ساحل تک پہنچادیں اور روسیوں کے ہاتھوں اس ملک کی تباہی وبربادی کو تعمیر وترقی میں تبدیل کردیں۔ (افسوس صد افسوس کہ ظالموں نے ان کو شہید کردیا تاہم تعمیر وترقی کا سلسلہ جاری ہے)

ساتویں فصل میں موجودہ دور میں چیچنیا اور روس کی فوجوں کے درمیان ہونے والے تازہ حملوں اور اس نئی جنگ کے اسباب کا ذکر ہے کہ روس نے آزاد چیچنیا مملکت کے راستے میں کس طرح رکاوٹیں کھڑی کردیں اور اسکا سیاسی اعتبار سے محاصرہ کرلیا اس کے بعد میں نے اس تازہ جنگ کے واقعات اس کے اثرات نیز روسی فوجیوں کی وحشت کا ذکر کیا ہے اور اس بات کی طرف نشاندہی بھی کی ہے کہ ان روسی درندوں نے کس طرح چیچنیائی عوام کے حقوق کو پامال کرنے اور ان کے شہروں اور بستیوں کو تباہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

آٹھویں فصل میں چیچنیا پر روسی حملے کے خلاف بین الاقوامی موقف کا ذکر

ہے کہ اس مسئلہ پر عرب اور عالم اسلام نے کیا رخ اختیار کیا ہے اسی طرح مغربی ممالک کا کیا رویہ رہا۔

خاتمہ کے اندر میں نے چیچنیا کے مسلم بھائیوں کی جانب عام مسلمانوں کی ذمے داری کو یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی توفیق دے۔اور میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس سلسلے کی شروعات ہے محققین کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ قفقاز ممالک کی تاریخ اور ان کے احوال وکوائف سے متعلق معلومات پر تفصیل سے لکھنے کی کوشش کریں اور اس بات کی بھی نشاندہی کریں کہ سوویت یونین سے الگ ہونے کے بعد ان ممالک کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے یہ ان کا دینی فریضہ بھی ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کے حالات کا علم ہو اور وہ ان کی مدد کر سکیں اور وہ کامیابی وترقی کی طرف گامزن ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے طاقت، صبر اور توفیق دے تاکہ قفقاز کے دیگر ممالک کے بارے میں بھی لکھ سکوں، اللہ تعالیٰ ہی اصل مددگار ہے میرے لئے وہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

صلى الله وسلم وبارك على نبينا وحبيبنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

ڈاکٹر سید محمد یونس

پہلا باب

چیچنیا کا جغرافیائی واقتصادی تعارف

چیچنیا شمالی قفقاز[1] کے ممالک[2] میں سے ایک ملک ہے۔

اور وہ ممالک مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) کبرڈیا: بلگاریہ: اس کے مشرق میں استیناشالیہ، مغرب میں کر تشائی الشرکسیۃ، شمال میں روس اور جنوب میں جورجیا ہے۔ اور اس ملک کا دارالسلطنت فلکتشیک ہے۔

(ب): قر تشائی الشرکسیۃ: اس کے مشرق میں کبارڈیا (بلگاریا) مغرب میں ادیجۃ (ادیغۃ) شمال میں روسی ملک اشافروبول اور جنوب میں جورجیا ہے، یہاں کی آبادی میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۸۰٪ ہے اور اسکی راجدھانی "شرکسک" ہے۔

---

(۱) البلدان الاسلامیہ والاقلیات المسلمۃ: ڈاکٹر محمد سید غلاب، ڈاکٹر حسن عبدالقادر، محمود شاکر، ص ۷۴۶-۷۴۹ الاقلیات المسلمۃ فی آسیا: سید عبدالمجید بکر ص ۴۰۱-۴۰۵۔

(۲) عربوں نے بلاد قفقاس، قبج اور قنجان اور بلاد قفقاز کو ایک معنی میں استعمال کیا ہے اور یہ علاقہ مشرق میں بحر خزر (قزوین) اور مغرب میں بحر اسود سے گھرا ہوا ہے، قفقاز کی پہاڑیوں کو ان علاقوں میں بنیادی اہمیت حاصل ہے، اور پہاڑیوں کا یہ سلسلہ شمال مغرب کی ان تنگ پہاڑی راستوں پر پھیلا ہوا ہے جہاں بحر ازوف بحر اسود سے الگ ہوتا ہے اور جنوب مشرق میں یہ علاقہ "قرم" کی پہاڑیوں سے معروف ہے، اور باکو کے پاس بحر قزوین میں جزیرہ الشمرون بھی ہے جو آج آذربائیجان کی دارلسلطنت ہے۔ ان پہاڑیوں کی اونچائی بروز چوٹی کے پاس ۵۶۳۰ میٹر ہے۔ اور ان پہاڑوں کو ایشیا اور یوروپ کے درمیان حد فاصل سمجھا جاتا ہے، شمال کی پہاڑیوں کو "دشت قفقاز" یا "صحراء

(ج) ادیفہ یا ادیجہ : اس کے مغرب میں بحر اسود، جنوب مشرق میں جورجیا، مشرق میں کرتشائی الشرکسیۃ اور شمال مشرق میں روس کے باقی ممالک ہیں اور یہاں مسلمانوں کی آبادی ۸۰٪ ہے اور اسکادار السلطنت میکوب ہے۔

(د) اوستینیا الشمالیۃ : مشرق میں چیچنیا اور انگوشیہ مغرب میں قادریہ، شمال میں روس کے اتحادی ممالک جنوب میں جورجیا، دار السلطنت ارد جونیکیزی ہے، یہاں کی آبادی میں مسلمانوں کی شرح ۵۳٪ ہے۔

(ھ) اسلامی جمہوریہ چیچنیا : اور یہی ملک ہماری بحث کا اصل موضوع ہے۔ یہاں خود مختار حکومت قائم ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہی وجہ ہے کہ روس نے اس ملک میں ایسی ذاتی حکومت قائم کرنے کی

قفقاز" بھی کہتے ہیں اور جنوبی علاقے ارمینیا اور آذربائیجان کے پہاڑوں سے متصل ہیں۔

ان علاقوں میں مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والی چھوٹی بڑی قومیں رہتی آئی ہیں جن کی زبانیں مختلف ہیں اور زبانوں کا یہ اختلاف ہی ان کے باہمی اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہے وسطی اور جنوبی علاقے خشک اور سنگلاخ ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باشندے محنت اور جفاکش مجاہد ہیں اور انہوں نے اپنی اس سختی اور بہادری سے اپنے ملک کی حفاظت کی ہے مشرقی علاقوں میں جنوب سے لیکر شمال تک آذربائیجان، شروان، داغستان اور تومون میں کروشی لوگوں کی آبادی ہے آرمینیا کے وسطیک کے علاقوں میں کرج لان اور ترکی نسل کے لوگ آباد ہیں، شمال پہاڑی وادیوں میں چیچنیائی اور انگوش نسل کے لوگ زیادہ ہیں اور مغربی علاقوں میں آجار اور سرکشی قبائل کے لوگ ہیں اور یہ تمام قومیں جنگ وجہاد کے میدان میں مہارت رکھتی ہیں انہیں پہاڑیوں پر اوستین اور قیرطان کا وجود ہے اور مغرب میں بحر آزوف تک انجاز ادیفہ کے متعدد قبائل آنبزاخ، شابسیغ اور بزادوغ آباد ہیں۔

اس کے بعد تاتاری قومیں آئیں اور ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد وہاں آباد ہوگئیں، اسی طرح یہاں ترک آئے اور پھر بکار جو شمالی قبرطانی میں مقیم ہوگئے۔ ملاحظہ ہو البلدان الاسلامیہ سید غلاب وزمیلہ ص ۲۴۴،۲۴۷، التاریخ الاسلامی (العہد العثمانی) ص ۳۶۴۔۳۶۵۔ ڈاکٹر محمود شاکر ص ۳۶۴۔۳۶۵ المسلمون فی الاتحاد السوفیتی، ڈاکٹر محمد علی البار ج ۱ / ۱۴۸۔

آزادی دی جو براہ راست اسکی تابع ہو مبادہ یہ ملک مکمل طور پر اس سے علیحدہ نہ ہو جائے۔
اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قفقاز کے ممالک مالدار ہیں۔ معدنیات، زراعت اور دیگر قدرتی وسائل کا وافر ذخیرہ ہے اور انہیں ممالک میں انفرادی قوت بھی زیادہ ہے اور یہ تمام وسائل روسی معیشت کی جان ہیں۔

محل وقوع اور مساحت!

چیچنیا جمہوریہ قفقاز پہاڑیوں کے شمال مشرق میں واقع ہے، اس کے مشرق میں جمہوریہ داغستان مغرب میں جمہوریہ استینیا الشمالیہ، شمال میں روسی خطہ استافروبول اور جنوب میں جمہوریہ جورجیا واقع ہے[1]۔
قفقاز کے پہاڑوں کی شمالی وادیوں سے پانی کا بہاؤ مسلسل جاری رہتا ہے اور پھر یہی پانی مختلف نہروں کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور قفقاز پہاڑوں سے نکلنے والی اہم ندیوں میں "ترک" ندی ہے جو چیچنیا ملک سے ہو کر گزرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کی سرزمین اپنی زرخیزی، اپنی سرسبزی اور فصلوں کی فراوانی کے لئے مشہور ہے مزید برآں یہ علاقہ قدرتی معدنیات کی دولت سے بھی مالا مال ہے جس میں خاص طور پر پٹرول قابل ذکر ہے، اس کے دارالسلطنت غروزنی کے قرب وجوار کے علاقے اس کے لئے مشہور ہیں۔[2] قدیم جغرافیہ دانوں کی کتابوں میں چیچنیا کو ایک وسیع ملک کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعض مشہور شہروں، قصبات اور یہاں کے قبائل کا ذکر ان کتابوں میں ہے۔ ان کے مطابق یہ علاقہ کافی زرخیز و سرسبز ہے اور یہ اپنے غلوں اور پھلوں کے لئے بھی مشہور تھا۔ یاقوت حموی اس ملک کا وصف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "چیچنیا ماوراء النہر (جیحون اور سیحون) کا ایک ملک ہے۔ یہاں سے علماء فصحاء، بلغاء اور رواۃ کی ایک کثیر تعداد نکلی،

---

(۱) الاقلیات المسلمۃ فی آسیا۔ سید عبدالمجید بکر ص ۳۹۹

(۲) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی عبر التاریخ: محمد علی البارج ۱/ص ۱۶۱ طبع اول، دار الشرق جدہ ۱۹۸۳ء

آزادی دی جو براہ راست اسکی تابع ہو مبادہ یہ ملک مکمل طور پر اس سے علیحدہ نہ ہو جائے۔

اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قفقاز کے ممالک مالدار ہیں۔ معدنیات، زراعت اور دیگر قدرتی وسائل کا وافر ذخیرہ ہے اور انہیں ممالک میں انفرادی قوت بھی زیادہ ہے اور یہ تمام وسائل روسی معیشیت کی جان ہیں۔

محل وقوع اور مساحت!

چیچنیا جمہوریہ قفقاز پہاڑیوں کے شمال مشرق میں واقع ہے، اس کے مشرق میں جمہوریہ داغستان مغرب میں جمہویہ استینیا الشمالیہ، شمال میں روسی خطہ اسٹافروبول اور جنوب میں جمہوریہ جورجیا واقع ہے[1]۔

قفقاز کے پہاڑوں کی شمالی وادیوں سے پانی کا بہاؤ مسلسل جاری رہتا ہے اور پھر یہی پانی مختلف نہروں کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور قفقاز پہاڑوں سے نکلنے والی اہم ندیوں میں "ترک" ندی ہے جو چیچنیا ملک سے ہو کر گزرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کی سرزمین اپنی زرخیزی، اپنی سرسبزی اور فصلوں کی فراوانی کے لئے مشہور ہے مزید برآں یہ علاقہ قدرتی معدنیات کی دولت سے بھی مالا مال ہے جس میں خاص طور پر پٹرول قابل ذکر ہے، اس کے دارالسلطنت غروزنی کے قرب وجوار کے علاقے اس کے لئے مشہور ہیں۔[2] قدیم جغرافیہ دانوں کی کتابوں میں چیچنیا کو ایک وسیع ملک کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعض مشہور شہروں، قصبات اور یہاں کے قبائل کا ذکر ان کتابوں میں ہے۔ ان کے مطابق یہ علاقہ کافی زرخیز و سرسبز ہے اور یہ اپنے غلوں اور پھلوں کے لئے بھی مشہور تھا۔ یاقوت حموی اس ملک کا وصف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "چیچنیا ماوراء النہر (جیحون اور سیحون) کا ایک ملک ہے۔ یہاں سے علماء فصحاء، بلغاء اور رواۃ کی ایک کثیر تعداد نکلی،

---

(۱) الاقلیات المسلمۃ فی آسیا۔ سید عبدالمجید بکر ص ۳۹۹

(۲) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی عبر التاریخ: محمد علی البارج ۱/ص ۱۶۱ طبع اول، دار الشرق جدہ ۱۹۸۳ء

ماوراء النہر[1] کے بیشتر ممالک میں حنفی مسلک پھیلنے کے باوجود چیچنیا میں شافعی مسلک کا زور رہا ہے، اور یہاں اس مسلک کے فروغ میں ابو بکر محمد بن اسماعیل قفال چیچنی کا اہم رول رہا ہے جنہوں نے حصول علم کی غرض سے اپنے ملک (چیچنیا) کو چھوڑ دیا، مختلف علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور پھر اپنے ملک واپس آنے کے بعد یہاں شافعی مسلک کی تبلیغ کی۔[2]

اصطخری اس ملک کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: چیچنیا اور اہلاق دونوں متصل ہیں، ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، چیچنیا کا رقبہ تین میل کی رفتار سے دو دن کی مسافت ہے خراسان[3] اور ماوراء النہر کے ممالک میں سے کوئی ملک اس کے رقبے کے برابر نہیں ہے اسی طرح یہ ملک اپنی مساجد، خوبصورت شہروں اور اپنے تمدن کے لئے بھی مشہور ہے اس کا ایک سرا تو بحر خوارزم[4] کی جانب واقع وادی چیچنیا پر ختم ہوتا ہے تو دوسرا کنارہ ابریہ کی جانب واقع باب حدید پر ختم ہوتا ہے اور اسی کے درمیان اسفیجاب بھی ہے جو قلاض کے نام سے معروف ہے ایک اور کنارہ تنکرۃ سے ملتا ہے جو قریہ نصاریٰ کے نام سے معروف

---

(۱) بلاد ماوراء النھر: وہ ممالک جو نہر جیحون کے پار واقع ہیں۔

(۲) معجم البلدان ج ۳/ ۳۰۸ چیچنیا میں اسلام اور اسلامی تہذیب کے اثرات کے تحت ابو بکر کا ذکر تفصیل سے آئے گا۔

(۳) خراسان ایک بڑا ملک ہے جس میں بہت سارے شہر ہیں۔ اس کے مشرق میں سجستان اور ہندستان ہے مغرب میں جرجان کے علاقے۔ شمال میں ماوراء النہر کے ممالک اور ترک کے بعض علاقے ہیں اور جنوب میں صحراء فارس ہے۔ المسالک: اصطخری ص ۱۴۸۔

(۴) خوارزم بھی ایک بڑا ملک ہے جو اپنے خوبصورت شہروں کے لئے مشہور ہے اس کے شمال میں خراسان اور مشرق میں بحر قزوین ہے۔ معجم البلدان: یاقوت ج ۲/ ۳۹۵، الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ: محمد فرید ص ۳۶۔

ہے اور ایک سرحد چچینیا کی پہاڑی سے ملی ہوئی ہے لیکن آبادی اس پہاڑ تک بلکہ پہاڑ کے درمیان بھی پھیلی ہوئی ہے۔

چچینیا کی سرزمین مسطح اور ہموار ہے، آبادی کے درمیان کوئی پہاڑ یا بلند زمین نہیں ہے اسکی سرحد کا بڑا حصہ ترکستان سے ملتا ہے یہاں کی عمارتیں کشادہ اور مٹی سے بنی ہوئی ہیں، عام طور سے تمام علاقوں سے ہو کر نہر گزرتی ہے جسکی وجہ سے پورا علاقہ سرسبز وشاداب ہے اور اسکا شمار ماوراء النھر کے زرخیز ترین ممالک میں ہوتا ہے(۱)۔ اس کا درالسلطنت "نبکث"(۲) ہے اور یہاں بہت سارے مشہور بڑے شہر بھی ہیں۔(۳)

ابو الربیع بلخی نے اسکا وصف اس طرح بیان کیا ہے:

الشاس بالصیف جنۃ ومن اذی الحر جنۃ لکننی یعتریني بھالدی البرد جنۃ(۴) (یہ علاقہ گرمیوں میں جنت کے مانند اور سردیوں میں گرم ہے۔) بارٹولڈ اس کا وصف کچھ اس طرح بیان کرتا ہے، چچینیا کی دارالسلطنت، نبکث یعنی تاشقند ہے وہ کہتا ہے کہ شہر نبکث دو دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ (داخلی اور خارجی) خارجی دیوار میں سات دروازے ہیں اور داخلی دیوار میں دس دروازے ہیں، داخلی شہر شہرستان میں تین دروازے ہیں جو باب ابوالعباس، باب الجنید اور باب کش کے

(۱) قدیم مسلم مورخین نے جیحون ندی (شمال میں) کے پار ممالک کو بلاد ماوراء النھر سے تعبیر کیا ہے، بلدان الخلافۃ الشرقیۃ لسترنج۔ ترجمہ بشیر فرنسیس وکورکیس عواد ص ۶۷ ۴۔

(۲) نبکث اوزبکستان کی دارالسلطنت تاشقند کے قریب آباد ہے پھر نبکث کو "شاش" کہا جانے لگا، پھر شاش عامیہ زبان "تاش" میں تبدیل ہو گیا اور پھر وہ طاش ہو گیا اور پھر اس شہر کو طاشقند کہا جانے لگا یعنی پہاڑی شہر۔ مرجع سابق ص ۵۲۵۔

(۳) المسالک والممالک: تحقیق: ڈاکٹر محمد جابر حسین، ص ۱۸۴ مطبع وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی۔ مصدر ۱۳۸۱ھ۔ ۱۹۶۱ء

(۴) معجم البلدان۔ یاقوت ۳۰۸/۳

نام سے مشہور ہیں، قلعہ کے دو دروازے ہیں ایک شہرستان کی جانب کھلتا ہے اور دوسرا سر سبز مضافاتی علاقوں کی جانب کھلتا ہے، شہر کی لمبائی ایک فرسخ اور اسکی چوڑائی بھی ایک فرسخ ہے۔ شہر چاروں طرف سے باغات اور سر سبز وادیوں سے گھرا ہوا ہے[1] جیسا کہ ہم نے جان لیا کہ چیچنیا ایک وسیع ملک ہے جو متعدد شہروں اور وادیوں پر مشتمل ہے اور یہ پورا علاقہ شاس یعنی چیچنیا کے نام سے جانا جاتا ہے۔

چیچنیا کی مساحت!

موجودہ دور میں چیچنیا کی مساحت (۱۹٫۳۰۰ مربع کلو میٹر)[2] ہے بیشتر علاقہ زرخیز ہے جن میں مختلف قسم کے غلوں اور پھلوں کی کاشت ہوتی ہے، پانی کی کثرت کا یہاں کی کاشت کاری کو بڑھاوا دینے میں بڑا دخل ہے۔

کاشت کاری:

کاشت کاری یہاں کا اہم ذریعۂ آمدنی ہے اور یہاں آبادی کی اکثریت اسی سے وابستہ ہے[3] اور یہ یہاں کا اہم پیشہ ہے اور چیچنیا کے عوام ایک زمانے سے کاشت کاری میں لگے ہوئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسے یہاں کا اہم پیشہ سمجھا جاتا ہے اور چیچنیا کے عوام ایک عرصہ سے اسی کام میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چیچنیا ملک کی زمین کو بہت زرخیز بنایا ہے جو ہر طرح کی فصل کی کاشت کے لئے مناسب ہے۔ اور یہاں کی معتدل آب و ہوا بھی فصلوں کے لئے بہت موزوں ہے، سردی کے موسم میں یہاں کی ہوا سرد ہوتی ہے جب کہ موسم

---

(۱) ترکستان من الفتح العربی الی الغزو المغولی: بارتولد ص ۲۸۵۔۲۸۶۔

(۲) العالم الاسلامی الحدیث: ڈاکٹر اسماعیل احمد یاغی، محمود شاکر ص ۳۲۹، البلدان الاسلامیہ: سید غلاب وزمیلہ ص ۴۷۶۔

(۳) الاقلیات المسلمۃ فی آسیا۔ سید عبد المجید بکر ص ۳۹۹۔

گرما میں ہوا معتدل ہوتی ہے(۱)

اور روس نے اسکی معتدل آب وہوا اور یہاں کی زمین کی زرخیزی سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے شروع سے ہی اس ملک پر قبضہ کرنے کی فکر کی تاکہ وہ معتدل وگرم ممالک سے درآمد کی جانے والی فصلوں اور دیگر اشیاء کے معاملہ میں کفیل ہو جائے۔

یہاں کے کسان نہایت محنت وجانفشانی کے ساتھ مختلف فصلوں اور انواع واقسام کے پھلوں کی کاشت کرتے تھے لیکن انہیں ان کی محنت کا کوئی پھل نہیں ملتا تھا۔ یہاں کی تمام پیداوار سرخ روسی سامراج لیجاتے تھے اور یہاں کے عوام کو غربت وافلاس کی زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑدیتے تھے۔

آب پاشی کے ذرائع:

چیچنیا کا محل وقوع کچھ اس طرح ہے کہ یہاں پانی کی کثرت ہے اس کے شمال میں قفقاز پہاڑیوں کا سلسلہ ہے اور ان پہاڑوں سے کثیر مقدار میں پانی آتا رہتا ہے جو آگے چل کر مختلف نہروں کی شکل اختیار کرلیتا ہے اور یہ تمام نہریں ترک ندی میں جاکر مل جاتی ہیں اور یہ ندی یہاں کے دارالسلطنت غروزنی سے ہوکر گزرتی ہے اور اسکا شمار قفقاز کی اہم ندیوں میں ہوتا ہے اور یہ چیچنیا اور داغستان کے درمیان حد فاصل ہے(۲)۔

ان ندیوں کے علاوہ یہاں بارش بھی وافر مقدار میں ہوتی ہے، پانی کی فراوانی، معتدل آب وہوا، مٹی کی زرخیزی کی بدولت پورا چیچنیا ایک چمنستان نظر آتا ہے، چاروں طرف ہرے بھرے کھیت اور گھنے باغات ہیں۔(۳)

(۱) قفقاسیا: محمود شاکر ص ۱۰۱۔

(۲) سید بکر مرجع سابق ص ۹۹۔

(۳) قفقاسیا۔ محمود شاکر۔ ص ۶۵

یہاں کے گاؤں میں مکانات اس قدر منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں کہ ہر گاؤں ایک قصبہ معلوم پڑتا ہے اور عام طور پر ہر گھر ایک ہزار مربع میٹر میں ہوتا ہے تاکہ صاحب خانہ کو پھلوں اور سبزیوں کو اگانے کی جگہ مل سکے(۱)۔

اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ زمین ہی یہاں کے باشندوں کی اکیلی واحد ملکیت ہے جسے وہ اپنا کہہ سکتے ہیں اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق فصلیں اگا سکتے ہیں۔(۲)

یہاں بڑے پیمانے پر مشترک کھیت بھی ہیں اور اس میں سے ہر کسان کے لئے ایک حصہ مخصوص کردیا گیا ہے تاکہ وہ روسی حکمرانوں کے حکم کے مطابق اس میں اناج پیدا کرے۔

اہم فصلیں (غلے)

ا۔ گیہوں:

یہ یہاں کی اہم غذائی فصل ہے یہاں کے لوگوں کا خاص کھانا یہی ہے اور چیچنیا سرزمین کے ایک بڑے حصے پر اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اور چیچنیا کی زمین قفقاز کے ممالک میں واحد ایسی زمین ہے جو گیہوں کی کاشت کے لئے اس قدر موزوں ہے، پورے روس میں گیہوں کی ایک بڑی ضرورت کو یہی ملک پورا کرتا ہے، اور روس اپنے انہیں اسلامی (سامراجی) ملکوں کی بدولت دنیا میں سب سے زیادہ گیہوں پیدا کرنے والا ملک سمجھا جاتا ہے اور اس کی مجموعی پیداوار چھ کروڑ (۶۰۰۰۰۰۰۰)(۳) ٹن ہے۔

---

(۱) معجم البلدان۔ یاقوت ج ۳ ص ۳۰۸۔

(۲) محمود شاکر۔ مرجع سابق ص ۷۷۔

(۳) مجلۃ الخیریۃ الکویتیۃ ص ۱۷، عدد ۵۷، شعبان سنہ ۱۴۱۵ھ / جنوری ۱۹۹۵ء

۲۔ چاول:۔

یہ بھی یہاں کی اہم پیداوار ہے، چیچنیا کے عوام اپنی غذا کی ضرورتوں کے لئے اس پر منحصر ہیں، اس کی قیمت اور افادیت گیہوں کے مقابلے میں زیادہ ہے، یہ زود ہضم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اور طرح سے بھی مفید ہے کہ اس سے نکلنے والے بھوس سے سوتی کپڑے تیار کئے جاتے ہیں۔

۳۔ جو:۔

یہ بھی یہاں کی اہم غذائی فصلوں میں سے ایک ہے۔ اور چیچنیائی عوام کی غذا میں داخل ہے، اور بریڈ بنانے کی ضرورت میں بھی اسکا کافی عمل دخل ہے، اور یہاں کے غلوں میں اسے تیسرا مقام حاصل ہے۔ یہاں کے کسان گیہوں اور چاول کے بعد اسکی کاشت سب سے زیادہ کرتے ہیں روس اس فصل کی پیداوار میں دنیا میں سب سے آگے ہے۔ اور یہاں جو کی سالانہ پیداوار ایک کروڑ پانچ لاکھ ٹن ہے۔(۱)

۴۔ گنا:۔

چیچنیا کے ایک بڑے رقبے میں گنے کی کاشت کی جاتی ہے اس سے چینی بنانے کے ساتھ ساتھ اس کے فضلات کاغذ کی انڈسٹری میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

یہاں سرخ گنے کی کاشت زیادہ ہوتی ہے، مزدور زمین کھود کر گنے کو نکالتے ہیں، پھر یہاں سے گنا قریب کی چینی ملوں میں لے جایا جاتا ہے جہاں اس پر لگی ہوئی مٹی اور کیچڑ کو صاف کیا جاتا ہے اور پھر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں اور پھر چینی نکالنے کے لئے اسے مشین میں ڈال دیا جاتا ہے۔

---

(۱) اقتصادیات العالم الاسلامی۔ محمود شاکر ص ۶۲۔

اور اسکی جو پتیاں وغیرہ بچ جاتی ہیں ان کو خشک کر کے جانور کے لئے چارہ تیار کیا جاتا ہے۔[1]

۵۔ چائے:۔

یہاں چائے کی کاشت بھی بڑے پیمانے پر ہوتی ہے اور خاص مقدار میں پیدا کی جاتی ہے باوجودیکہ یہ گرم ممالک کی پیداوار ہے۔[2]

۶۔ پھل اور میوے:۔

پھلوں کی زیادہ تو کاشت وادیوں، پہاڑی علاقوں اور پانی والے میدانی حصوں میں کی جاتی ہے زیادہ تر پھلوں کی کاشت ایسے پہاڑی علاقوں میں ہوتی ہے جہاں موسلا دھار بارش نہیں ہوتی بلکہ وقفہ وقفہ سے ہلکی بارش ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ ایسے پہاڑی علاقوں میں جہاں سورج کی شعائیں سیدھی پڑتی ہیں وہاں باغات کی کثرت ہوتی ہے اور پیڑ پھلوں سے لدے ہوتے ہیں، چونکہ ان علاقوں کے پیڑوں کی جڑوں میں پانی جمع نہیں ہوتا اس لئے ان کا مزہ بھی عمدہ رہتا ہے۔[3] یہاں کے مشہور پھلوں میں سیب، امرود، کشمش، اور انگور ہیں[4]۔ چیچنیا میں کشمش اتنی بڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے کہ اسے دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔[5]

اصطخری ذکر کرتا ہے کہ چیچنیا کے پھل بہت زیادہ ہیں، یہاں پھلوں کی اسقدر کثرت اور فراوانی تھی کہ پوری دنیا میں ان پھلوں کی سپلائی ہوتی

---

(۱) مرجع سابق۔ ص ۴۲ مجلہ الخیریہ الکیریہ ص ۱۷ عدد۔ ۵۷۔ ۶ شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق جنوری ۱۹۹۵ء۔

(۲) قفقاسیا: محمود شاکر ص ۴۱۔

(۳) اقتصادیات العالم الاسلامی محمود شاکر ص ۱۲۷۔

(۴) بلدان الخلافۃ الشرقیۃ: لسترنج ص ۵۳۱۔

(۵) اقتصادیات۔ محمد شاکر ص ۱۲۸۔

تھی۔(۱)

۷۔ روئی:

روئی یہاں کی خاص تجارتی کاشت ہے، کپڑے اور تیل بنانے کی ملوں میں اس کا خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ "ترک" ندی سے ملے ہوئے علاقوں میں اسکی بڑے پیمانے پر کاشت ہوتی ہے۔(۲)

روسی سامراج کے تحت اسلامی ممالک پورے روس میں روئی کی پیداوار کا ۹۵٪ حصہ پیدا کرتے تھے(۳)۔

۸۔ کتان (کپاس):

یہ بھی یہاں کی اہم تجارتی پیداوار ہے، عام طور پر گھریلو تزئین و آرائش کے سامان پردے اور نائلن کپڑے وغیرہ کی صنعتیں اسی پر منحصر ہیں اور اس کے کھردرے حصے سے تھیلے تیار کئے جاتے ہیں۔

زیتون اور مختلف میوہ جات کی کاشت اس کے علاوہ ہے، پہاڑی علاقوں میں بڑے بڑے باغات اور گھنے جنگلات ہیں اور یہ پہاڑی جنگلات لکڑی کی دولت سے مالا مال ہیں جو مکانوں کی تعمیرات اور دیگر فرنیچر بنانے میں بہت کار آمد ہیں۔

یہ جنگلات ملک پر حملہ آور دشمنوں سے مقابلہ آرائی کے لئے بہت اہم ہیں کیونکہ ملک کے جانباز مجاہدین ان جنگلوں میں پناہ لے کر دشمنوں کے حملوں کو ناکام بنانے کی پلاننگ کرتے ہیں۔

---

(۱) المسالک والممالک: اصطخری ص ۱۶۲۔

(۲) اقتصادیات محمود شاکر ص ۱۲۰۔

(۳) اقتصادیات العالم۔ محمود شاکر ص ۱۲۰۔

مویشی:

چونکہ چیچنیا کے شمال کے پہاڑی علاقوں میں چراگاہوں کی کثرت ہے[1] جسکی وجہ سے یہاں مویشیوں کی بھی فراوانی ہے۔[2] اور یہاں کے مویشیوں میں بھیڑ، بکری، گھوڑے اور خچر عام ہیں۔[3] اور یہاں کے باشندوں کی ایک معتد بہ تعداد مویشی پالنے کے پیشے میں لگی ہوئی ہے جب کہ بعض دوسرے لوگ بحر قزوین سے مچھلیاں پکڑتے ہیں۔[4] ان مویشیوں کے دیگر فوائد بھی ہیں جنہیں ملک کے اندر گوشت کی فراہمی، دودھ سے بننے والی مصنوعات اور اونی کپڑوں کی تیاری اور گوشت کو ڈبوں میں پیک کر کے برآمد کرنا اہم ہیں۔

د۔ معدنیات:

سرزمین چیچنیا کے بطن میں قیمتی معدنیات مدفون ہیں اور ان میں سب سے زیادہ اہم پٹرول ہے، اس کے کنویں زیادہ تر دارالسلطنت غروزنی کے قریب ہیں۔[5] اور یہ شمال میں داغستان[6] تک پھیلے ہوئے ہیں اور ان علاقوں سے خام تیل پائپ کے ذریعہ ریفائنری تک لے جایا جاتا ہے۔

چیچنیا میں پٹرول کی سالانہ پیداوار دو کروڑ ٹن ہے۔[7] پٹرول ملک کی

---

(۱) ققفاسیا: محمود شاکر۔ ص ۴۲۔

(۲) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی: فیغش وکلکاجی۔ ص ۱۲۹۔

(۳) بلدان الخلافۃ الشرقیۃ: لسترنج ص ۵۳۱۔

(۴) ققفاسیا۔ محمود شاکر۔ ص ۴۲۔

(۵) ققفاسیا: محمود شاکر۔ ص ۷۶۔

(۶) اقتصادیات العالم الاسلامی ص ۱۶۵۔

(۷) البلدان الاسلامیۃ۔ د۔ محمد سید غلاب ص ۲۴۶۔

آمدنی اور مالداری کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ یہاں پٹرول صاف کرنے اور اس کی مصنوعات تیار کرنے کے متعدد کارخانے ہیں اور ان کارخانوں میں یہاں کی آبادی کی کثیر تعداد کام کرتی ہے۔ چیچنیا میں خام پٹرول کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں خلیج عربی کے بعد یہ دنیا میں دوسرا بڑا پٹرول پیدا کرنے والا ملک ہے۔[1]

پٹرول کے علاوہ یہاں کی سرزمین میں لوہا، تانبا، سونا، سیسہ، اور چاندی کی کانیں بھی موجود ہیں۔[2] بعض محققین کا کہنا ہے کہ پورے عباسی دور حکومت میں سرکاری سکوں کو ڈھالنے میں یہاں کی چاندی کو استعمال کیا جاتا تھا۔[3]

مؤرخ یاقوت لکھتا ہے کہ چیچنیا میں ایسے پہاڑ تھے جن کے پتھر کا رنگ سیاہ تھا اور اسے کوئلہ کی طرح جلایا جاتا تھا۔ اور ایک یا دو خچر کے برابر وزن کا پتھر ایک درہم میں فروخت کیا جاتا تھا اور جب یہ پتھر جلتا تھا تو اسکی راکھ سفید ہوتی تھی۔ اور اس راکھ کو کپڑوں کو صاف کرنے کے کام میں استعمال کیا جاتا تھا۔ دنیا کے کسی اور ملک میں ایسے پتھروں کے متعلق کوئی سراغ نہیں ملتا۔[4]

ھ۔ صنعت و حرفت:

چیچنیا کی اہم انڈسٹریز میں پٹرول و کیمیکل انڈسٹری لوہے کے کارخانے ہوائی جہاز کی انڈسٹری فوجی و جنگی ساز و سامان تیار کرنے کے کارخانے، طبی آلات اور بجلی مشین تیار کرنے کی فیکٹری، تعمیرات میں استعمال ہونے والی اشیاء سیمنٹ، اینٹ وغیرہ کے کارخانے، اونی و سوتی کپڑوں کے کارخانے، تیل صاف کرنے کے کارخانے، گوشت، مچھلی اور شکر وغیرہ کو پیک کرنے کے کارخانے قابل ذکر ہیں۔

(۱) قفقاسیا۔ محمود شاکر ص ۴۲۔
(۲) معجم البلدان یاقوت ج ۱ ص ۱۷۲۔
(۳) ترکستان۔ بلر تولڈ ص ۲۸۶۔ المسلمون۔ د۔ محمد علی البار، ج ۲ ص ۵۱۵
(۴) معجم البلدان ج ۱ ص ۱۷۲۔
(۵) اقتصادیات العالم الاسلامی: محمود شاکر ص ۲۳۱۔

دوسرا باب

چیچنیا کے عوام کی اصل اور یہاں کے بعض اہم شہر

چیچنیا کے عوام کی اصل:

چیچنیائی قوم کا شمار دنیا کی قدیم ترین قوموں میں ہوتا ہے جو قفقاز کے علاقے میں ہزاروں سال سے آباد ہیں اور اس علاقے کی اصل آبادی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا سلسلہ شرکسی نسل [1] داغستان [2] کی قوم آفار و جنوبی ددسیتیا [3] کی اقوام انگوش

---

(۱) شراکستہ: یہ متعدد ناموں سے جانے جاتے ہیں جن میں "حرمات" "زلیخ" اور "جرکسی" شامل ہیں، کہا جاتا ہے کہ شرکس قوم کا تعلق ہندستان اور یوروپی قوموں کی نسل سے ملتا ہے، یا یہ حبشی قبیلے کی نسل میں سے ہیں یا ان کا سلسلہ قدیم مصری اقوام سے ملتا ہے، اسیس ثانی ملکوں کو فتح کرتا ہوا بلاد قفقاز تک پہنچ گیا اور وہاں اس نے بعض مصری سپاہیوں کو چھوڑ دیا۔ اور ان کی ایک جماعت ان علاقوں میں سکونت پذیر ہوگئی جو "فروی" کے نام سے معروف ہوئے۔ شرکس یا جرکس کے معنی ایک بہادر سپاہی کے ہوتے ہیں اور چونکہ ان لوگوں کی ایشیا اور یوروپ کے درمیان ہوکر گزرنے والے پہاڑی راستوں پر حکومت تھی۔ تفصیل قفقاسیا: محمود شاکر ص ۲۵۔۲۶

(۲) داغستان: منتشر سوویت یونین کے تحت ایک ذاتی حکومت والی جمہوریہ ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اس کے مشرق میں قفقاز کی پہاڑیاں ہیں، مغرب میں جورجیا، شمال مغرب میں روس اور جنوب میں آذربایجان ہے۔ داغستان ایک ترکی لفظ ہے جس کے معنی پہاڑی باشندے ہیں، "داغ" کے معنی پہاڑ اور "ستان" کے معنی باشندے کے ہوتے ہیں۔ البلدان الاسلامیہ ڈاکٹر محمد سید غلاب

،ڈاکٹر حسن عبدالقادر اور محمود شاکر، ص ۴۴۷ الاقلیات المسلمۃ فی آسیا: سید عبدالمجید بکر ص ۳۶۷

(۳) اوسیتیا: یہ پہلے ایک متحد ملک تھا، روسی سامراج نے اپنے دور حکومت میں اسے دو حصوں

اور قوم کار تفسیل سے ملتا ہے۔اور جورجیائی قوم (۴) کی اصل بھی ان سے ملتی ہے۔

یہاں کی قدیم کہانی قصوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ: چیچنیا قوم کا سلسلہ ایک مشہور افسانوی بہادر (توبالور، تخشتو) کی نسل سے ملتا ہے اور چیچنیا کے خاص ترانے میں آج بھی اس کا ذکر موجود ہے، "اس ترانے میں اسے فولاد کے دہکتے ہوئے انگارے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ہم توربالوا۔ تخشتوا کی نسل سے ہیں

ہم رات کے اس پہر میں پیدا ہوئے جب کہ بھیڑیا اپنے بچے کو جنم دیتا ہے

ہم کبھی بھی اپنے جد امجد توربالو تخشتو کی شرافت سے محروم نہیں ہوئے۔(۵)

قفقاز علاقے میں چیچنیا کا محل وقوع کچھ ایسا تھا کہ اکثر قدیم طاقتور قوموں نے اس علاقے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ یہی وہ علاقہ ہے جو ایشیا اور یورپ دونوں براعظموں کو جوڑتا ہے اور دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔اور انہیں

میں تقسیم کر دیا، شمالی اوسیتیا جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، روسی اتحاد کے تابع یہ ایک مستقل جمہوریہ ہے جہاں ذاتی حکومت قائم ہے دوسرا جنوبی اوسیتیا جہاں عیسائی کی اکثریت ہے، یہاں بھی ایک مستقل ذاتی حکومت قائم ہے اور یہ جورجیا کے تابع ہے اوسیتیا کے شمالی جانب قفقاز کی پہاڑیاں ہیں، مشرق میں چیچنیا، مغرب میں قاردیا، شمال میں سوویت روس اور جنوب میں جورجیا ہے۔ البلدان الاسلامیہ مرجع سابق ص ۴۸۷، الاقلیات المسلمہ ص ۴۰۵، قفقاسیا محمود شاکر ص ۸۸۔

(۴) جورجیائی قوم اب جمہوریہ جورجیا میں آباد ہے، سوویت یونین سے الگ ہونے کے بعد اب یہ ایک مستقل جمہوریہ ہے، اس کے جنوب مغرب میں قفقاز کی پہاڑیاں ہیں، مشرق میں داغستان، مغرب میں بحر اسود، شمال میں چیچنیا، شمالی اوسیتیا اور کبارڈیا اور جنوب میں آذربائیجان اور ارمینیا ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً بیس فیصد ہے۔ الاقلیات المسلمۃ ص ۳۶۱۔

(۵) مقام: الجذور التاریخیہ للحملات العسکریۃ الروسیۃ ضد الشاشان: احمد موسیٰ عادل، مجلہ المجتمع، کویت، ص ۳۷، شمارہ ۱۳۲۲ شعبان ۱۴۱۵ھ رجنوری ۱۹۹۵ء، مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ یہ ترانہ ۱۹۳۰ء غروزنی سے شائع شدہ کتاب میں موجود ہے جو چیچنیا کے ایک محقق کی ہے جو آج کل ریاض کی یونیورسٹی جامعہ ملک سعود میں پروفیسر ہیں۔

علاقوں سے ہو کر دونوں بر اعظموں کے اہم تجارتی راستے گزرتے ہیں، قفقاز ممالک کے وسط سے سڑک گزرتی ہے اور جس کے برابر ترک ندی کی اہم نہریں بہتی ہیں[1]۔ یوروپ کی طرف جانے والی تمام قوموں کو قفقاز علاقوں سے ہو کر گزرنا پڑا، ان میں سے بعض قومیں اس علاقے میں اپنا تسلط قائم کرنے کی غرض سے یہاں آباد ہو گئیں۔ اور بعض دیگر قومیں تجارت کی غرض سے آباد ہو گئیں اور بعض دوسری قومیں یہاں کی افواج میں بھرتی ہو گئیں اور ان علاقوں کے کچھ باشندے اپنے پڑوسیوں یا حملہ آوروں کے خوف سے ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں ملی جلی قومیں آباد ہیں اور ان کی باہم رشتہ داریاں ہیں اور یہ تمام قومیں قفقازی قوم کے نام سے معروف ہیں۔[2] ان علاقوں کے باشندوں کو مشکلات کے مختلف ادوار سے گزرنا پڑا، تمام پڑوسی ممالک نے جغرافیائی و تجارتی اہمیت کے پیش نظر ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، آشوری، کلدانی اور مصری جیسی فوجی اعتبار سے طاقتور ممالک نے ان علاقوں پر مسلسل حملے کیے، ان پیہم حملوں نے ان علاقوں کے باشندوں کو اور زیادہ سخت گیر اور طاقتور بنا دیا اور ان کے اندر اپنے ملک و وطن کی حفاظت کی جرأت پیدا کر دی۔ چونکہ ان علاقوں کا زیادہ تر حصہ پہاڑوں اور گھنے جنگلات سے گھرا ہوا ہے جن کی بدولت یہاں کے باشندوں کے لئے دشمنوں کے حملوں کو ناکام بنانا آسان ہو گیا۔

ساتویں صدی قبل مسیح قفقاز کے علاقے میں "میدیا" حکومت قائم تھی پھر یہاں اسکندر مقدونی کا قبضہ ہوا اور پھر تیسری صدی عیسوی میں بازنطینی حکمرانوں نے اپنے دور حکومت میں قفقاز کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر لیا جب کہ یہاں دین مسیح پہلی صدی عیسوی کے درمیان ہی پہنچ گیا تھا۔[3] پھر ایران

(۱) البلدان الاسلامیہ: مرجع سابق ص۴۴۷۔

(۲) قفقاسیا: محمود شاکر ص۶۷۔

(۳) مرجع سابق ص۷

کی ساسانی حکومت نے اپنے دور عروج میں یہاں کے جنوب مشرقی علاقوں پر قبضہ کر لیا(۱)۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بازنطینی اور ایرانی جیسی وقت کی دو عظیم حکومتوں کے درمیان قفقاز کے علاقوں پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے باہم مقابلہ آرائی ہوتی رہی اور ہر ایک نے قفقاز کو اپنی مملکت کے دائرے میں شامل کرنے کی کوشش کی۔

باوجودیکہ دونوں عظیم حکومتوں نے قفقاز کے شمال علاقوں پر بارہا اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہاں کے باشندوں نے اس طرح کی کوشش کو کبھی قبول نہیں کیا بلکہ اکثر انہوں نے اس طرح کے قبضے کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور کامیاب بغاوتیں کیں۔ اور اس طرح کی بغاوتوں میں ملک کے پہاڑی علاقے اور گھنے جنگلات مددگار ثابت ہوئے۔

چیچنیا کا ایک محقق لکھتا ہے کہ چیچنیا اپنے سنگلاخ پہاڑوں اور گھنے جنگلات کی بدولت دنیا کے ان علاقوں میں سے ہے جو تاریخ کے کسی دور میں کسی فاتح یا حملہ آور کے سامنے نہیں جھکا(۲) یہاں کے باشندوں نے حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی ناک میں دم کر دیا، جب کبھی بھی دشمن اس ملک پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ اب اس ملک پر قبضہ ہو گیا تو اچانک چیچنیا کے باشندے نمودار ہوئے اور انہوں نے دشمن فوج کی صفوں میں قتل عام وغارت گری مچا کر ان کے دلوں میں خوف ودہشت پیدا کر دی۔(۳) جیسا کہ ایک روسی مصنف نے یہاں کے باشندوں کو چمگادڑ سے تعبیر کیا ہے جو اچانک ظاہر ہوتے ہیں اور اچانک ہی روپوش ہو جاتے ہیں اور کسی کو اس کا احساس بھی نہیں ہونے پاتا۔

---

(۲) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی ج ۱/ ۱۴۳، ۱۴۴۔

(۳) الجذور التاریخیہ للحملات العسکریۃ الروسیۃ ضد الشاشان، موسیٰ عادل، (مقالہ) المجتمع۔ کویت جنوری ۹۵ء۔

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی: بنفش وکلکاجی۔ ص ۱۳۱۔

کی ساسانی حکومت نے اپنے دور عروج میں یہاں کے جنوب مشرقی علاقوں پر قبضہ کر لیا[1]۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بازنطینی اور ایرانی جیسی وقت کی دو عظیم حکومتوں کے درمیان قفقاز کے علاقوں پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے باہم مقابلہ آرائی ہوتی رہی اور ہر ایک نے قفقاز کو اپنی مملکت کے دائرے میں شامل کرنے کی کوشش کی۔

باوجودیکہ دونوں عظیم حکومتوں نے قفقاز کے شمال علاقوں پر بارہا اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہاں کے باشندوں نے اس طرح کی کوشش کو کبھی قبول نہیں کیا بلکہ اکثر انہوں نے اس طرح کے قبضے کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور کامیاب بغاوتیں کیں۔ اور اس طرح کی بغاوتوں میں ملک کے پہاڑی علاقے اور گھنے جنگلات مددگار ثابت ہوئے۔

چیچنیا کا ایک محقق لکھتا ہے کہ چیچنیا اپنے سنگلاخ پہاڑوں اور گھنے جنگلات کی بدولت دنیا کے ان علاقوں میں سے ہے جو تاریخ کے کسی دور میں کسی فاتح یا حملہ آور کے سامنے نہیں جھکا[2] یہاں کے باشندوں نے حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی ناک میں دم کر دیا، جب کبھی بھی دشمن اس ملک پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ اب اس ملک پر قبضہ ہو گیا تو اچانک چیچنیا کے باشندے نمودار ہوئے اور انہوں نے دشمن فوج کی صفوں میں قتل عام وغارت گری مچا کر ان کے دلوں میں خوف ودہشت پیدا کر دی۔[3] جیسا کہ ایک روسی مصنف نے یہاں کے باشندوں کو چمگادڑ سے تعبیر کیا ہے جو اچانک ظاہر ہوتے ہیں اور اچانک ہی روپوش ہو جاتے ہیں اور کسی کو اس کا احساس بھی نہیں ہونے پاتا۔

---

(۲) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی ج۱/ ۱۴۳، ۱۴۴۔

(۳) الجذور التاریخیہ للحملات العسکریۃ الروسیۃ ضد الشاشان، موسی عادل، (مقالہ) المجتمع۔ کویت جنوری ۹۵ء۔

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی: بنغش وکلکاجی۔ ص ۱۳۱۔

روس کی جانب سے چیچنیا کے خلاف آخری جنگ کے بعد روس کے ایک فوجی کمانڈر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ غروزنی میں ہے، اسکی فوجوں نے اس شہر کو پوری طرح تباہ و برباد کر دیا ہے لیکن آج بھی وہ شدید خوف میں مبتلا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موت اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ اسے اپنے چنگل میں لے سکتی ہے، وہ کہتا ہے: غروزنی کے پہاڑی علاقوں سے بچ کر نکلنا مشکل ہے کوئی نہیں جانتا کہ ان پہاڑوں میں کہاں سے موت آئے گی، وہ دسیوں روسی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ان پہاڑیوں میں روپوش ہو جاتے ہیں۔[1]

آبادی اور مسلمانوں کی شرح

۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی کل آبادی (۱۲۸۹۷۰۰) تھی یعنی تقریباً تیرہ لاکھ اور یہ چیچنیا کے عوام کی کل تعداد نہیں ہے، یہاں کے ایک لاکھ افراد ترکی میں آباد ہیں، ۱۵ ہزار اردن میں، سات ہزار شام میں اور انچاس ۴۹ ہزار داغستان میں آباد ہیں۔[2] ان کے علاوہ یہاں کی آبادی کی ایک بڑی تعداد پڑوسی ملکوں میں رہتی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں یہاں کے باہری حکمرانوں کے مظالم سے تنگ آکر ان ممالک کی طرف ہجرت کر گئی تھی اور ان ممالک میں آباد چیچنیائی عوام کا روسی مظالم کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم رول تھا۔

یہاں کی مجموعی آبادی میں مسلمانوں کی شرح ۷۴% ہے[3] اور اسکی وجہ یہ ہے کہ روسی سامراج نے اپنے دور اقتدار میں یہاں کے مسلمانوں کو اپنا وطن

---

(۱) اخبار "الیوم" السعودیہ ص ۲۵ شمارہ (۷۹۱۳) رمضان ۱۴۱۵ھ فروری ۱۹۹۵ء

(۲) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی ص ۱۲۲۔

(۳) البلدان الاسلامیہ ص ۷۴۴

ترک کرنے پر مجبور کردیا اور ان کی جگہ روسی نژاد افراد کو آباد کردیا اور جسکا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کردیا جائے اور ان کو باہم مل کر کوئی منصوبہ بنانے کا موقع نہ ملے۔

یہاں کے دار السلطنت غروزنی کی کل آبادی (۳۷۷۰۰۰) تین لاکھ ستہتر ہزار ہے[1] اور اس کی اکثریت روسی ہیں جو روسی سامراج کے دور حکومت میں مختلف مقامات سے آکر یہاں آباد ہوگئے بلکہ ان کو یہاں بسایا گیا تاکہ وہ اس مسلم علاقے کی تجارت و معیشت اور صنعت و حرفت پر قبضہ کرلیں اور مسلمانوں کا ملک کی معیشت و صنعت پر کوئی اختیار باقی نہ رہ جائے۔ چیچنیا کی آبادی میں خاص طور پر دو نسل کے لوگ ہیں۔

۱۔ چیچنیائی عوام جو ملک کے بالائی و پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں۔

۲۔ انگوش جو بیرونی علاقوں میں سکونت پذیر ہیں۔

اور یہ تمام ہی لوگ مسلمان ہیں اور یہ دونوں ہی گروہ باہم الفت و محبت اور اخوت واتحاد کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ملک پر روسی سامراج کا غلبہ ہوا تو اس نے اسلامی ممالک کی طاقت کو توڑنے اور منتشر کرنے کا ارادہ کیا اس نے انگوش کو چیچنیائی عوام سے الگ کرنے کی کوشش کی اور ان کو اپنے لئے علیحدہ مملکت کے قیام کے مطالبے پر اکسایا جہاں ان کی اپنی حکومت ہو اور وہ مکمل طور پر خود مختار ہوں۔ روسی سامراج نے ان کو جھوٹے خوابوں میں الجھایا یہاں تک کہ انگوش نے اسے حقیقت سمجھ لیا حالانکہ یہ صحراء کے سراب کے مانند تھا جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے اور جب وہ اس کے نزدیک پہونچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا۔

عملی طور پر انگوش نسل کے لوگوں نے جولائی ۱۹۹۱ء میں چیچنیا سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنی ایک مستقل حکومت بنالی۔

---

(۱) الاقلیات المسلمۃ فی آسیا سید عبدالمجید بکر

مختلف آبادیوں کا تناسب :۱

چیچنیا کی آبادی مندرجہ ذیل نسلوں پر مشتمل ہے :

۱۔ چیچنیائی نسل جن کی مجموعی تعداد تقریباً سات لاکھ پینتیس ہزار ہے۔

۲۔ روسیوں کی تعداد تقریباً دو لاکھ چورانوے ہزار ہے۔

۳۔ انگوش: ان کی تعداد ایک لاکھ چوسٹھ ہزار ہے۔

یوکرین نسل کے لوگ تقریباً ۶۸ ہزار ہیں۔

روسیوں کی تعداد میں دن بدن کمی آتی جارہی ہے کیونکہ وہ چیچنیا چھوڑ کر بھاگتے جارہے ہیں یہاں تک کہ ۱۹۸۹ء کی مردم شماری کے مطابق ان کی تعداد یہاں کی مجموعی آبادی کے صرف بیس فیصد رہ گئی تھی (۱)۔ یہ مختلف نسل کے لوگ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باہم ایک دوسرے میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ اب سب کے سب چیچنیائی قوم ہیں۔

مذہب : چیچنیائی قوم کے درمیان ماضی میں دیگر قدیم قوموں کی طرح بت پرستی عام تھی جب دین مسیح کا ظہور ہوا تو پہلی صدی عیسوی میں قفقاز علاقوں میں بعض پادریوں کی آمد سے یہاں عیسائیت پہنچی اور چیچنیا کے بعض باشندوں نے مسیحیت کو قبول کیا (۲) جب کہ دوسرے لوگ اپنی بت پرستی پر قائم تھے۔

لیکن جب مکہ کی وادیوں میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اسکی کرنیں مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں، پہلی صدی ہجری کے دوران فتوحات اسلامی کا قافلہ قفقاز کے علاقوں تک جا پہنچا، عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں بعض مخلص دعاۃ کی ایک جماعت قفقاز کے علاقوں میں آئی اور ان کی مخلصانہ دعوتی کوششوں

---

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بنغنستن کلکا۔جی ص ۱۳۹

(۲) قفقاسیا۔ محمود شاکر ص ۷۔

کی بدولت یہاں کے اکثر باشندے مشرف بہ اسلام ہو گئے، اسی طرح ان علاقوں میں اسلامی دعوت کی نشرواشاعت میں مسلم تاجروں کا بھی بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے تجارت کے ساتھ تبلیغ دین کا فریضہ بھی انجام دیا۔(۱)

حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت سے اسلامی فتوحات کا جو سلسلہ شروع ہوا تو وہ پورے اموی اور عباسی دور خلافت تک جاری رہا یہاں تک کہ ان ممالک میں اسلام پوری طرح پھیل گیا اور دین اسلام یہاں کی اکثریت کا مذہب بن گیا۔

اہل چیچنیا کے دلوں کو حضرت عمر بن خطابؓ۔ کے دور خلافت سے اسلام نے اپنے نور سے منور کرنا شروع کیا، پھر یہ ایمان ان کے دلوں میں برابر راسخ ہوتا گیا، اور یہاں کے باشندے شوق ومحبت سے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اور اسلام ان کے دلوں پر چھاتا گیا یہاں تک کہ دین اسلام ان کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گیا اور وہ اس راستے میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

یہ دین اسلام کی خاصیت ہے کہ جب کبھی وہ انسان کے دل میں جگہ بنالیتا ہے تو پھر اسکی پوری زندگی پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کے نزدیک یہ سب سے زیادہ قیمتی شے ہو جاتا ہے جس کے لئے وہ اپنی جان، اپنا مال اور اپنی عزیز ترین شے کو بھی خوشی سے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

اموی دور حکومت کے آخری زمانے میں چیچنیا اسلامی حکومت کے تابع ایک ریاست میں تبدیل ہو گیا تھا اور عباسی دور میں تو یہ عباسی خلافت کی ایک اہم ریاست بن گیا تھا کیونکہ اس دور میں چیچنیا کی چاندی سے اسلامی سکے ڈھالے جاتے تھے۔(۲) جب عثمانی خلافت قائم ہوئی تو اس نے بھی چیچنیا میں اسلامی تہذیب وتمدن کے فروغ کی طرف پوری توجہ دی بڑے پیمانے پر مساجد

---

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی ص ۱۰۔

(۲) ترکستان۔ باتولہ ص ۲۸۶/ المسلمون فی الاتحاد السوفیتی۔ ڈاکٹر محمد علی بار ج ۲/ ۵۱۵۔

ومدارس تعمیر کروائے تاکہ یہاں کے مناروں سے نکلنے والی ایمان ویقین اور علم ومعرفت کی شعاؤں سے پورا علاقہ منور ہو جائے۔ یہاں کے طلبہ نے حصول علم کی غرض سے بلاد اسلامیہ کا سفر بھی کیا اور وہاں کے کبار علماء اور اساطین دین وملت سے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور پھر ان کا شمار اسلامی ممالک کے ممتاز علماء میں ہوا۔

ان علاقوں میں اسلام کی نشر واشاعت میں صوفیاء کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ طریقت کے مختلف اسکولوں سے تعلق رکھنے والے ان صوفیاء نے روسی حملوں اور دشمنوں کی دست درازی کے خلاف یہاں کے عوام کی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کیا اور ان کو مقابلے کے لئے تیار کیا، ان صوفیاء کی ٹریننگ کی بدولت یہاں کے مجاہدین نے سالہاسال تک حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اہل چیچنیا قدیم دور سے ہی اپنے ایمان ویقین اور غیرت وحمیت کے تحفظ میں سخت گیر واقع ہوئے ہیں۔(۱) اور اپنے عقیدے کی حفاظت کے لئے اس راہ میں اپنی قیمتی سے قیمتی شے کو بھی قربان کر دیا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ روسیوں نے اپنی تمامتر قوت وطاقت کا استعمال کرتے ہوئے ان کی اسلامی غیرت کو ختم کرنے ان کے شعائر کو مٹانے کی کوشش کی اور اس کے لئے انہوں نے ان پر ہر طرح کے ظلم وتشدد اور قتل وغارت گری کے دروازے کھول دیے ان کو ہجرت اور جلا وطنی پر مجبور کر دیا، لیکن ان تمام زیادتیوں کے باوجود ان کے صبر واستقامت میں کوئی کمی نہیں آئی اور انہوں نے ہر حال میں اللہ کی خوشنودی کو مقدم رکھا اور اس راہ میں انہوں نے ایثار وقربانی کی بہترین مثال قائم کی۔

دین اسلام یہاں کی اکثریت کا مذہب تھا لیکن یہاں کی سب سے بڑی اقلیت روسی تھے جو مجموعی آبادی کے ۲۶٪ تھے، ان کا براہ راست "ماسکو" سے تعلق قائم تھا اور ان کو یہاں کے عوام کے درمیان افتراق وانتشار پیدا کرنے کے لئے

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی ص ۲۴۔

فنڈ فراہم کرایا جاتا اور یہاں کے اسلامی شعائر کو مسخ کرنے کی ہدایت دی جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے ان روسیوں کی ایک بڑی تعداد کو ہدایت سے نوازا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ بعض محققین نے ۱۹۷۳ء میں ایک سروے کیا جس سے معلوم ہوا کہ چیچنیا میں آباد روسیوں میں سے ۱۱ء۹% نے اسلام قبول کرلیا ہے لیکن مغربی محققین کے اعداد وشمار درست نہیں ہیں ان کا مقصد مسلمانوں کی تعداد کو کم کر کے دکھانا ہے جب کہ اسلام قبول کرنے والے روسیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جب روسی فوجیوں نے چیچنیا پر حملہ کیا اور اس کے دارالسلطنت "غروزنی" کو اپنی وحشیانہ کاروائیوں کا نشانہ بنایا تو چیچنیا کے مسلمانوں کو روسی حملوں کی زد سے محفوظ ومامون مقامات کی طرف منتقل کرنے میں ان کے روسی مسلم بھائیوں نے سب سے زیادہ مدد کی۔

چیچنیا کے وزیر خارجہ شمس الدین یوسف نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ روس کے دارالسلطنت ماسکو میں ۱۷% روسی مسلمان ہیں، ان کو چیچنیا میں اپنے مسلم بھائیوں کے ساتھ ہونے والے حادثے سے دلی تکلیف پہنچی ہے۔ اور انہوں نے روس کی اس کارروائی کے خلاف احتجاج بھی کیا ہے۔ وزیر موصوف نے یہ بھی کہا کہ چیچنیا کے مجاہدین اس بات پر قادر ہیں کہ وہ ماسکو پر بھی اسی طرح بمباری کریں جیسا کہ روسی فوجوں نے ان کے شہر غروزنی پر کیا لیکن وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ان کی لڑائی تو ڈکٹیٹر یلتسن اور اس کے مشیر کاروں سے ہے اس میں عام شہریوں کی کوئی غلطی نہیں اور پھر دین اسلام تو معصوموں کے خون بہانے سے روکتا ہے۔

روس کے طاغوتی حکمرانوں نے جو کچھ کیا جسطرح شہروں کو تباہ کیا معصوم شہریوں کا قتل عام کیا، ہزاروں کو بے گھر کردیا اور اس کے بالمقابل مسلم مجاہدین نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ روس کا تو یہ حال ہے کہ اگر اسے مسلمانوں کو پریشان کرنے کا موقعہ مل جائے تو وہ بغیر سوچے سمجھے

ان پر ٹوٹ پڑے گا خواہ قانونی طور پر اسکا کوئی جواز ہو یا نہ ہو۔

زبان

چیچنیا اور قفقاز کے دیگر ممالک میں جب سے اسلام داخل ہوا تو مسلمانوں نے عربی زبان کو استعمال کرنا شروع کیا جو قرآن کریم اور دینی علوم کی زبان ہے۔

ملک میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ ہی عربی زبان بھی پھیلی اور یہ ایک فطری ضرورت تھی جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو اسلامی تعلیمات کو سیکھنے، کتاب اللہ کو پڑھنے اور سمجھنے عبادت کی ادئیگی اور دیگر دینی امور سے واقفیت کے لئے اسے عربی زبان سیکھنی پڑتی تھی، ان علاقوں میں جو علماء دین کی تبلیغ واشاعت کا کام کرتے وہی لوگ ان کو عربی زبان کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے یہاں تک کہ عربی زبان ملک کے تمام مسلمانوں کی اہم زبان بن گئی۔

عربی زبان کے علاوہ یہاں فارسی زبان اور ایک مقامی لہجات سے مل کر بنی زبان تھی جو "تشاغاتیہ" کے نام سے مشہور تھی۔ دو مغربی محققین کا کہنا ہے "روس کے مسلمان یا روس کے زیر تحت ممالک کے مسلمان انیسویں صدی عیسوی کے نصف تک عربی زبان استعمال کرتے تھے اس کے علاوہ فارسی اور ایک پیچیدہ مقامی زبان استعمال کرتے تھے جو قازانی تاری اور تشاغاتاں سے مل کر بنی تھی"۔(۱)

اور پھر وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت عربی کے علاوہ کسی اور زبان سے واقف نہیں تھی چنانچہ دونوں کہتے ہیں "ان مختلف زبانوں سے صرف چند گنے چنے ادباء ہی واقف تھے۔(۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیچنیائی باشندوں کی عربی زبان کے علاوہ کوئی مقامی

---

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بنغسن وکلکاجی۔ تعریب عبدالقادر دار الفکر بیروت ص ۲۹۔

(۲) مرجع سابق ص ۲۹

زبان اور بھی تھی لیکن اس مقامی زبان کا رسم الخط عربی میں تھا[1] جو اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کی زبان اور دین اسلام سے ان کا کس قدر گہرا رابطہ تھا، اسلام کی محبت ان کے دلوں میں جاگزیں تھی۔

جب ان ممالک پر روسیوں کا تسلط ہوا تو روسی حکمرانوں نے ان ممالک کے باشندوں کو تحریر و تقریر میں عربی زبان کو ترک کر کے روسی زبان استعمال کرنے پر مجبور کیا اور پھر جبراً روسی زبان کو ان پر نافذ کر دیا گیا اور اسے سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔[2]

عربی زبان کو ختم کرنے کی یہ ناپاک کوششیں تھیں کیونکہ عربی زبان سے مسلمانوں کے جذبات واحساسات وابستہ تھے، اور اسی بنیاد پر مختلف علاقوں کے مسلمانوں کے درمیان باہمی ربط و تعلق قائم تھا اور سب سے اہم بات یہ کہ یہ زبان مسلمانوں کے درمیان وحدت پیدا کرنے کا اہم ذریعہ تھی۔

چیچنیا کے اہم شہر

تاریخ کی اہم کتابوں اور قدیم سفر ناموں میں چیچنیا ایک وسیع و عریض ملک ہے جہاں تہذیب و تمدن کے اثرات کافی پہلے رونما ہو چکے تھے یہ علاقہ مختلف قسم کی معدنیات سے مالا مال تھا۔ ماوراء النہر کے ممالک میں کوئی ملک بھی رقبہ کے اعتبار سے اس قدر وسیع نہیں تھا اور نہ ہی کسی ملک کی آبادی اتنی کثیر تھی۔[3] یہ ملک متعدد اہم شہروں پر مشتمل تھا جن میں ایک "نبکث" بھی ہے جو اس ملک کا دار السلطنت تھا جو آج "تاشقند" ہے اور ازبکستان میں واقع ہے[4] اس

---

(۱) البلدان الاسلامیہ۔ ڈاکٹر محمد غلاب، ڈاکٹر حسن عبدالقادر، محمود شاکر۔ ص ۲۷۴۔

(۲) مرجع سابق محمود شاکر ص ۲۷۴

(۳) معجم البلدان۔ ۳/ ۲۰۸

(۴) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی۔ محمد علی البار ۲/ ۵۱۳

سے معلوم ہوتا ہے کہ چیچنیا کا رقبہ کس قدر وسیع تھا۔ اس طرح کے اور بھی متعدد شہر اس ملک میں شامل تھے، جیسا کہ ہم ابھی جانتے ہیں کہ روس نے جب مسلم ممالک پر قبضہ کیا تو انہوں نے ان ممالک کو چھوٹے چھوٹے صوبوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی اور ان ممالک کے سربراہوں کے دلوں میں نفرت اور اختلاف کا بیج بونا شروع کر دیا یہاں تک کہ یہ حکمراں آپس ہی میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے اور ایک دوسرے کے خلاف سازش کرنے لگے اور جب ان کی آنکھ کھلی تو موقعہ ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور وہ اپنی تفریق اور کمزوری کے سبب اس مصیبت کو دفع کرنے میں ناکام ثابت ہوئے۔

چیچنیا کی قدیم راجدھانی "نبکث" کے علاوہ یہاں اور بھی متعدد شہر تھے۔ اصطخری نے ۲۷ شہروں کا ذکر کیا ہے[1] جب کہ مقدسی نے ۳۴ شہروں کا ذکر کیا ہے[2] اور ان میں سے بعض اہم شہر درج ذیل ہیں:

غروزنی (دارالسلطنت)

یہ چیچنیا کے اہم شہروں میں سے ہے جو فی الحال اس ملک کا دارالسلطنت اور دارالحکومت ہے۔ یہاں ایک سے زیادہ ہوائی اڈے ہیں، مساجد، مدارس اور علمی اکیڈمیوں کی ایک اچھی تعداد ہے، یہاں کی پٹرولیم یونیورسٹی کا شمار دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔

روس نے اپنے حالیہ حملے کے دوران علمی اکیڈمیوں کو منہدم کرنے عبادت گاہوں کو تباہ کرنے، پورے شہر کو تہس نہس کرنے اور اسے راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسی طرح روسیوں نے پٹرولیم یونیورسٹی پر بمباری کی، پٹرولیم صاف کرنے والے کارخانوں کو برباد کر دیا خاص طور سے اس ریفائنری کو بھی بم سے اڑا دیا جو سالانہ تین ملین ٹن تیل صاف کرتا

(۱) المسالک والممالک ص ۱۸

(۲) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم۔ ص ۲۶۴۔۲۶۵

تھا۔

دوسری عالمی جنگ (۱۳۵۸۔ ۱۳۶۳ھ ۱۹۳۹۔۱۹۴۵ء) کے دوران روسی فوجیوں کے استعمال میں آنے والے پٹرول کا ۸۶٪ حصہ چیچنیا سے آتا تھا۔[1]

دارالسلطنت غروزنی اس اعتبار سے بھی اہم شہر ہے کیونکہ زیادہ تر ریلوے لائن اسی علاقے سے ہو کر گزرتی ہیں جو روس کو آذر بائیجان اور دیگر مسلم ممالک سے جوڑتی ہیں جو سابق سوویت یونین کے ماتحت تھے۔ اسی طرح آذر بائیجان سے روس تک جانے والی پٹرول کی لائنیں بھی انہیں علاقوں سے ہو کر گزرتی ہیں اور اس علاقے کے قرب وجوار میں خام پٹرول کے میدان موجود ہیں جہاں بیس ملین ٹن سالانہ پٹرول کی پیداوار ہے۔[2]

اس شہر میں متعدد کارخانے اور کمپنیاں قائم ہیں جن میں خاص طور پر پٹرولیم ریفائنری اور پٹروکیمیکل مصنوعات کے کارخانے ہیں ان کارخانوں کے نظم وانتظام کو دیکھنے کے لئے یہاں روسیوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہے اور پیداوار کے ان وسائل پر ان کا قبضہ ہے۔[3] اس غروزنی شہر کی بنیاد ۱۸۱۸ء میں رکھی گئی۔[4]

چیچنیا کے وزیر خارجہ شمس الدین یوسف نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ چیچنیا میں ایک لاکھ پچاس ہزار روسی یہاں کے مسلم باشندوں کے ساتھ آباد تھے، جب شہر میں ہونے والے روسی حملوں نے شدت اختیار کرلی تو ان روسیوں نے روسی حملے سے بچنے کے لئے مسلمانوں سے پناہ مانگی تو مسلمانوں نے ان کو پناہ دی، اور ان کی ان ہی کے ہم جنس ظالموں کی وحشیت ودرندگی سے حفاظت کی کیونکہ

---

(۱) العالم الاسلامی شوال ۱۴۱۵ھ (مارچ ۱۹۹۵ء) ص ۲ شمارہ ۱۲۹۷ چیچنیا کے وزیر خارجہ نے ایک انٹرویو میں کہا۔

(۲) البلدان الاسلامیہ۔ ڈاکٹر محمد سید غلاب ص ۴۶۷۔

(۳) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بنغسن وکلکاجی ص ۱۳۸۔

(۴) المسلمون ص ۲ شمارہ (۵۲۶) ۲ شوال ۱۴۱۵ھ مارچ ۱۹۹۵ء۔

مسلمانوں کے لئے ان روسیوں کو جنگ کے منہ میں ڈھکیلنا ممکن ہی نہیں تھا اور یہ مسلمانوں کا وطیرہ ہے کہ جب ان سے امان طلب کی جاتی ہے تو وہ امان دیتے ہیں۔

شہر فلاڈیفقاس

یہ چیچنیا کے اہم شہروں میں سے ہے، یہاں مسلمان امن وسکون سے رہتے ہیں یہاں مساجد کی کثرت ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور ان کے مناروں سے ہر روز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عزت واقتدار کا اعلان ہوتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر کی فلک شگاف آواز سے روسی سامراج تھرا اٹھتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ایک دن ظالم وجابر اور باغی وسرکش کے بالمقابل اللہ کا دین غالب آئے گا۔

اس شہر میں دینی مدارس اور اسلامی مراکز بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو دینی ودنیوی علوم کی نشرواشاعت اور نئی نسل کی خالص اسلامی خطوط پر تعلیم وتربیت کے کام میں مصروف ہیں، ان مدارس نے نئی نسل کی آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹادیا ہے اور ان کے دلوں میں دین اسلام کی دیگر تمام مذاہب پر عظمت اور فوقیت کو راسخ کردیا ہے کہ صرف یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے اور جس نے اس مذہب کے علاوہ اور کسی مذہب کی پیروی کی تو اس نے اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ گھاٹے کا سودا کیا۔

یہاں ایک قدیم یونیورسٹی "فلاڈیفقاس یونیورسٹی" بھی موجود ہے جو یہاں تعلیم وتمدن کی شعاؤں کو بکھیرنے میں مصروف ہے۔ یہاں کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد اسی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہے اس یونیورسٹی سے فارغ طلبہ دشمنوں کے خلاف محاذ آرائی کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔

اس سرزمین کے مخلص سپوتوں میں چیچنیا کے موجود صدر جنرل "جوہر دودا

یف" ہیں[1] ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے لئے آپ اس یونیورسٹی سے منسلک ہوئے۔[2] روسی فوجیوں نے اس شہر کو تباہ کرنے، یہاں کی مساجد، علمی اکیڈمیوں اور یونیورسٹی کو مسمار کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی، ان روسی حملہ آوروں نے شہری علاقوں کے تقریباً بیس ہزار مکانات کو نذر آتش کر کے راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ ان ظالم فوجیوں کی وحشت و درندگی کی انتہا تو یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے تقریباً تین سو نوجوان لڑکیوں کو اغوا کرلیا اور یہاں کے آٹھ ہزار باشندوں کو قیدی بنالیا، اور ان قیدیوں کے بچوں کو ان کی ماؤں اور ان کے باپوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کردئے اور ان کے گوشت کو خنزیر کے سامنے مذاق اور استہزاء میں یہ کہتے ہوئے ڈال دیا "اے مسلمانو! تم تو خنزیر نہیں کھاتے ہو لیکن آج وہ تمہیں کھا رہا ہے"۔[3]

وحشت و درندگی کی انتہا ہوگئی ان کے وحشیانہ افعال کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے خوف سے دل دہلنے لگتا ہے، آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہو جاتے ہیں، ظالم و غاصب روسی فوجوں کے ہاتھوں چیچنیا کے مسلم بھائیوں پر ہونے والے مصائب کی روداد سن کر دل خون کے آنسو بہاتا ہے اور عقل انسانی کو تعجب ہوتا ہے کہ ان روسیوں کے دلوں میں شفقت و رحمدلی کا جذبہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

۳۔ ستارابی اَتاجی

یہ دارالسلطنت غروزنی کے جنوب میں ۳۵ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے، یہاں کے مسلمانوں نے اس شہر میں دین اسلام کی نشر واشاعت اور علم

(۱) جنرل دودا ایف روسی فوجوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں۔ (مترجم)

(۲) مجلۃ الخیریۃ الکویتیۃ ص ۱۷، شمارہ (۵۷) شعبان ۱۴۱۵ھ جنوری ۱۹۹۵ء

(۳) مجلۃ المجتمع الکویتیۃ ص ۲۱ شمارہ (۱۲۳۳) شعبان ۱۴۱۵ھ جنوری ۱۹۹۵ء

و معرفت کی روشنی کو عام کرنے کے لئے مساجد و مدارس کا ایک جال قائم کردیا تھا لیکن روسی سامراج کا جب اس شہر پر قبضہ ہوا تو اس نے یہاں کے تمام مدارس و مساجد کو بند کرادیا تاکہ مسلمانوں کا دین اسلام سے تعلق کمزور ہو جائے اسلامی تہذیب و تمدن سے ان کا رشتہ ٹوٹ جائے اور ان کے شاندار ماضی سے ان کا ربط ختم ہو جائے۔

جب روسی حکمرانوں نے مسلمانوں کا دین اسلام پر اصرار اور ثبات دیکھا کہ وہ اس راہ میں ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں تو انہوں نے چیچنیا کے تمام شہروں سے علماء کو سائبریا کے جنگلات میں جلا وطن کردیا، اس کے باوجود بھی جب اسلام سے ان کا لگاؤ کم نہیں ہوا تو ان ظالموں نے ان کا قتل عام شروع کیا اور ان کو زبردستی روسی کلچر اختیار کرنے پر مجبور کیا۔(۱)

بریغورودنوی

یہ شہر غروزنی کے قریب آباد ہے، یہاں کے مسلمانوں نے بھی اس شہر میں اسلامی عبادت کی ادائیگی اور دینی تعلیمات کی ترویج کی خاطر مساجد و مدارس کی تعمیر کی طرف خاص توجہ دی۔ المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی کے مصنف لکھتے ہیں کہ اشتراکیت پسند روسیوں نے اس ملک پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں کی سب سے بڑی جامع مسجد کو بند کردیا اور ۱۹۷۸ء میں اسے دوبارہ کھولنے کی اجازت دی۔(۲) یہ ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے جس میں مدارس، لائبریری اور ثقافت اسلامی سینٹر بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اشتراکیت کی نظر اسی مسجد پر پڑی تاکہ اسلام کی دعوت کو ختم کردیا جائے۔

"یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون" (الصف:۸)

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بشنسن وکلکاجی ص ۱۳۹، ۱۶۹

(۲) مرجع سابق ص ۱۲۸

جب روسیوں نے مسجد کو بند کر دیا مدرسوں کو مسمار کر دیا تو یہاں کے مسلمانوں نے اپنے گھروں کو مسجد میں تبدیل کر لیا جہاں وہ صبح و شام چھپ چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تذکیر و تسبیح میں مصروف ہوتے تھے۔ کیونکہ روسی قانون کے مطابق ہر وہ شخص سخت سزا کا مستحق ہوتا جس کے گھر میں قرآن حکیم کا کوئی نسخہ ہوتا، اس پر روسی قانون کی خلاف ورزی کا مقدمہ چلایا جاتا اور کبھی تو اسے پھانسی اور کبھی عمر قید کی سزا سنائی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کو خفیہ طور پر قرآن کی آیات، احادیث نبوی اور اسلامی شعائر کی تعلیم دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ نوجوانوں کے اندر دین کا صحیح شعور پیدا ہو جاتا اور وہ اسلام کے خلاف پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا سامنا کر سکتے تھے اور اسلام مخالف پروپیگنڈہ کی تردید کر سکتے تھے۔ اور ان مسلمانوں کی مخلصانہ کوششوں کی بدولت ہی آج ان ممالک میں اسلام اور اسلامی شعائر نئی نسل کے دلوں میں زندہ و تابندہ ہیں۔

نوفیہ

یہ چیچنیا کا ایک بڑا شہر ہے جس میں اتاجی، دھانی، پورت اتشخون، مارتان اور دس وغیرہ قصبات شامل ہیں۔(۱) ہر قصبے میں مساجد و مدارس موجود ہیں اور علماء ان مساجد کا استعمال اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے کرتے ہیں، یہ درحقیقت ایمان و یقین اور علم و عرفان کے منارے ہیں۔

جب سرخ انقلاب نے چیچنیا کو اپنے چنگل میں لیا تو مسلمانوں کے خلاف اسکی نفرت انتہا کو پہنچ چکی تھی اس نے اسلامی عبادت کی ادائیگی پر پابندی عائد کر دی، ان کے اور ان کی مسجدوں کے درمیان حائل ہو گیا اور ہر طرح کی دینی تعلیم کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی۔ پھر ۱۳۸۸ھ۔ ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء۔ ۱۹۸۰ء

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بنغنسن کلکاجی ص ۱۳۱

کے دوران روسی حکمرانوں نے ان قصبات میں صرف پانچ مسجدوں کو کھولنے کی اجازت دی۔[۱] لیکن یہ تعداد مسلمانوں کے لئے کافی نہیں تھی، روسی ایجنٹ برابر ان مسجدوں اور یہاں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے اور جب کسی عالم دین کے گرد لوگوں کو اکٹھا دیکھتے یا اس کے علم و فضل سے لوگوں کو سیراب ہوتے دیکھتے تو وہ اس عالم کو قتل کرادیتے یا کال کوٹھری میں ڈال دیتے تھے۔[۲] ۱۳۸۹ھ / ۱۹۸۰ء میں پورے چیچنیا میں صرف سات مسجدوں کو کھولنے کی اجازت دی گئی۔[۳]

غودرمیس

یہ اس ملک کا اہم شہر ہے۔ اور دارالسلطنت غروزنی سے پچاس کلو میٹر دور ہے، یہاں بھی اور شہروں کی طرح مدارس و مساجد اور کی ایک بڑی تعداد تھی جن میں سے اکثر کو روسی سامراج نے بند کردیا تھا یا مسمار کردیا تھا اور بعض کو کلب تفریح گاہوں، عجائب گھروں اور گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کردیا۔

جب یہاں کے دارالسلطنت غروزنی پر روسی فوجوں کا حملہ سخت ہو گیا تو چیچنیا کے صدر جوہر دودایف نے اپنی فوجوں کو اس شہر میں منتقل کردیا اور پھر یہاں سے مجاہدین نے روسی فوجوں کا جم کر مقابلہ کیا اور ان کے دانت کھٹے کردیے۔ چنانچہ دشمن کی فوجوں نے روبرو مقابلہ کرنے کے بجائے مکر و فریب کا راستہ اختیار کیا اور اپنی خبیث ترین چال کے ذریعہ جنرل دودایف کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش رچی لیکن اللہ کے فضل سے بر موقعہ اس سازش کا پردہ چاک

---

(۱) نفس مرجع سابق ص ۲۰۸

(۲) مرجع سابق ص ۲۰۸

(۳) مرجع سابق ص ۱۶۹

ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس مسلم قائد کو اپنے مشن کو مکمل کرنے کے لئے محفوظ کر لیا۔[1]

روسی حکمرانوں نے چیچنیا کے مجاہدین کے عزم کو کمزور کرنے کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ جس شہر میں بھی چیچنیائی مجاہدین پناہ لیں گے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا جیسا کہ اس سے قبل دار السلطنت غروزنی کو مسمار کر دیا گیا۔ روسی حکمرانوں کی جانب سے اس طرح کے بیانات نے مجاہدین کے جذبہ جہاد، ایثار و قربانی اور اپنے ملک کو ظالموں و غاصبوں کے قبضہ سے آزاد کرانے کے عزم میں مزید پختگی پیدا کر دی، ان شہروں کے علاوہ اور بھی شہر تھے جن کو روسی فوجیوں نے اپنے حملوں کا نشانہ بنایا تھا، گھروں اور مسجدوں کو نذر آتش کر دیا اور ہزاروں معصوموں کا خون بہایا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ان تمام آزمائشوں اور سختیوں کے آگے جمے رہنے کی توفیق دی اور دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

(۱) لیکن اس طرح کی ایک سازش آخر کامیاب ہو گئی اور آپ شہید کر دیے گئے۔ (مترجم)

تیسرا باب

چیچنیا اسلامی مملکت کے دائرے میں

اہل چیچنیا تک اسلام کی دعوت پہلی صدی ہجری کے دوران ہی پہنچ گئی تھی اور عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں اس ملک پر اسلامی فوجوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۸ھ میں آذربائیجان کو فتح کرنے کے لئے عتبہ بن ابی فرقد اور بکیر بن عبد اللہ دونوں کی قیادت میں الگ الگ فوجیں روانہ ہوئیں ایک لشکر حلوان سے داخل ہوا جب کہ دوسرا لشکر موصل سے داخل ہوا اور یہ دونوں ہی فوجیں خلیفہ ثانیؓ کی ہدایت کے مطابق اپنی منزل مقصود کی طرف آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آذربائیجان کو فتح کر کے اسلامی مملکت کے دائرے میں داخل کرانے میں کامیاب ہوئیں۔

اس کے بعد خلیفہ عمرؓ نے سراقہ بن عمر کو ایک عظیم اسلامی لشکر کے ساتھ باب الابواب ''دربند'' کی مہم پر روانہ کیا اور اللہ کے فضل سے یہ علاقہ بھی فتح کر لیا گیا۔ پھر سراقہ بن عمر نے گردونواح کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے اپنی فوجی ٹکڑیوں کو روانہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شروان، داغستان اور دیگر ملکوں پر بھی فتح نصیب کی اور یہ تمام ممالک اسلامی مملکت کے دائرے میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد یہ فوجیں چیچنیا کی طرف بڑھیں اور اسے ۱۹ھ مطابق ۶۴۰ء میں فتح کر لیا۔

اپنی عادت کے مطابق مسلم فاتحین نے اس علاقے میں بھی علماء و مبلغین کی ایک جماعت کو چھوڑ دیا تاکہ وہ لوگ یہاں اسلام لانے والے افراد کو دین اسلام کی بنیادی تعلیمات اور قرآنی آیات کی تلاوت کرنا سکھائیں اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دیں، مساجد و مدارس قائم کریں تاکہ اس ملک میں اسلامی تہذیب و تمدن کی روشنی پھیلے۔ اور یہ علماء وسعت و گیرائی، زہد و ورع، ذہانت

و فطانت اور قوت استدلال کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز ہوتے تھے۔

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ (۲۳۔۳۵ھ) کے عہد میں اللہ تعالیٰ نے سراقہ بن عمر کی قیادت میں مسلمانوں کو ارمنیہ کے شہر لان[۱] اور تفلیس[۲] پر فتح نصیب کی، پھر اسی مسلم کمانڈر سراقہ نے اپنی فتوحات کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے قرب وجوار کے ممالک کو بھی فتح کرلیا اور فتوحات کا یہ سلسلہ مغرب کے ساحلی علاقوں میں بحر قزوین سے بلنجز[۳] تک پہنچ گیا۔ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد یہاں کے لوگ مرتد ہونے لگے تو حضرت عثمان نے شام کے گورنر حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو ان کی سرکوبی کرنے کی ذمہ داری سپرد کی تو حضرت معاویہ نے حبیب بن مسلم کی قیادت میں ایک عظیم لشکر کو ان ممالک کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ ان مرتدین کا قلع قمع کرکے یہاں اسلام کی بالا دستی کو مستحکم کردیں، تفلیس میں اسلامی فوج کے داخل ہوتے ہی وہاں کے لوگوں نے صلح کی پیش کش کی جسے اسلامی فوج کے کمانڈر نے قبول کرلیا یہاں مسلمانوں نے مقامی باشندوں کے ساتھ شفقت، محبت اور نرمی کا برتاؤ کیا ان کی ہر طرح سے دلجوئی و خبر گیری کی اور اپنے حسن سلوک سے یہاں کے عوام کا دل جیت لیا اور یہاں کی اکثریت برضا ورغبت حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔ حضرت علی بن ابی طالب کے دور خلافت میں سعید بن ساریہ خزاعی اور اشعب بن قیس کندی بالترتیب آذربائیجان کے گورنر مقرر ہوئے[۴]۔ حضرت علی نے سوچا کہ آذربائیجان کو صرف فتح کرلینے سے ہی وہاں اسلام کی جڑیں مضبوط نہیں ہوں گی، اگر فتح کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا جائے تو کچھ دنوں کے بعد ارتداد کا سلسلہ پھر ابھر سکتا ہے، لہذا اس مسئلہ کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں مسلمانوں کی

(۱) معجم البلدان ج۱/۲۴۵

(۲) المسالک والممالک۔ اصطخری۔ ص ۱۱۰

(۳) معجم البلدان ج۱/۴۸۹

(۴) فتوح البلدان۔ بلاذری ص ۲۳۴

ایک جماعت کو آباد کر دیا جائے جو یہاں کے نظم و نسق کی دیکھ ریکھ کے ساتھ ساتھ دعوت اسلامی کا فریضہ بھی انجام دے۔ چنانچہ مسلمان آذربائیجان میں آباد ہو گئے۔ وہاں انہوں نے مسجدیں تعمیر کیں، مصر اور شام کے علاقوں سے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہجرت کر کے ان علاقوں میں آباد ہو گئی اور پھر ان لوگوں نے یہاں بہتر انداز میں اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ آذربائیجان کے باشندے ان کی وفا شعاری، دینداری پاکیزگی عدل پرستی، حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق و کردار سے کافی متاثر ہوئے۔ مسلمانوں نے یہاں کے باشندوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اسلام کے اوصاف حمیدہ کو ان کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور ان کو اس بات کی پوری آزادی دی کہ وہ چاہیں تو اسلام کو قبول کریں اور چاہیں تو نہ قبول کریں۔ کیونکہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے اور ہدایت کا راستہ گمراہی کے راستے سے پوری طرح الگ ہو چکا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت نے اپنی مرضی سے اسلام کو قبول کیا مزید ہدایت کے لئے علماء کی طرف رجوع کیا، مساجد کے تعلیمی حلقوں میں شرکت کی، بلاذری کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ کے دور میں اسلام آذربائیجان کی اکثریت کا مذہب بن چکا تھا اور مصر و شام سے متعدد مسلم خاندان ہجرت کر کے ان ممالک میں آباد ہو چکے تھے۔[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی اکثریت مسلمان ہو چکی تھی پھر رفتہ رفتہ قفقاز کے بیشتر علاقے بھی اس حکومت کے دائرے میں آچکے تھے، بعض نے تو جزیہ دینا قبول کیا جب کہ بعض نے اسلامی حکومت کے زیر سایہ زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔ یہ آذربائیجان، جورجیا اور ارمینیا کے علاقے تھے، مسلم مبلغین اور مسلم تجار قرب و جوار میں موجود قفقاز کے بعض دیگر ممالک کی طرف بھی گئے اور اسی بنیاد پر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس دور میں اسلام کی دعوت چیچنیا تک بھی پہنچ گئی تھی اور اس نے وہاں کے باشندوں کے دلوں کو جیت لیا تھا،

(۱) فتوح البلدان۔ ص ۳۶۰

یہاں کے باشندے ایک زمانے سے آرتھوڈکس عیسائیوں کے ہاتھوں ظلم وزیادتی سہتے آرہے تھے اور جب ان لوگوں نے اسلام جیسے عادلانہ مذہب کے بارے میں سنا تو اسے اپنے درد کا مداوا سمجھتے ہوئے قبول کرلیا کیونکہ اس سے قبل انھوں نے کسی ایسے عادلانہ نظام کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

اموی دور حکومت میں ولید بن عبد الملک (۸۶ھ۔۹۰ھ) نے اسلامی فتوحات کے سلسلے کو بڑھاتے ہوئے سنٹرل ایشیا اور قفقاز کے علاقے کے باقی ماندہ ممالک کو فتح کرنے کے لئے فوجوں کو روانہ کیا، ان اسلامی فوجوں کا ان ممالک کے باشندوں کے ساتھ رویہ نہایت مشفقانہ وکریمانہ رہا جس کی بدولت یہاں کے باشندے اسلام سے قریب ہونے لگے اور اکثر نے اسے قبول کرلیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بعض عدل پسند غیر متعصب عیسائی خاندانوں نے بھی بازنطینی حکمرانوں کے بالمقابل مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ اس طرح ان ممالک کی اکثر آبادی نے مسلمانوں کا خیر مقدم کیا اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا۔

عباسی خلفاء (۱۳۲ھ۔۶۵۶ھ) نے بھی بلاد قفقاز میں اسلام کی نشر واشاعت کی طرف پوری توجہ دی، علماء اور دعاۃ کی جماعتوں کو ان ممالک میں سکونت اختیار کرنے کی غرض سے بھیجا تاکہ وہ لوگ یہاں کے باشندوں کو اسلام کی تعلیمات دیں اور اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں، چنانچہ چیچنیا کے باشندوں کی اکثریت بھی اپنے پرانے مذہب کو ترک کرتے ہوئے دین اسلام میں داخل ہوگئی۔ چیچنیا اموی دور حکومت کے اخیر میں اسلامی مملکت کا تابع ہوچکا تھا، عباسی دور میں یہاں مسلمانوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور یہ اسلامی مملکت کا ایک اہم ملک بن گیا۔

مسلمانوں نے اس ملک کی تعمیر وترقی میں ہر ممکن حصہ لیا، کثیر تعداد میں مساجد ومدارس کی تعمیر کا اہتمام کیا نو مسلموں کی تعلیم وتربیت کا معقول نظم کیا اسی طرح اسلامی علوم وفنون اور قراۃ وتجوید کو سیکھنے کا بھی مناسب انتظام

تھا، یہاں کے مقامی طلبہ کی کثیر تعداد نے علماء کرام کی خدمات میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور بعض نے اپنی علمی لیاقت و مہارت میں اضافے کی غرض سے اسلامی ممالک کا سفر بھی کیا اور پھر اپنے ملک چیچنیا لوٹنے کے بعد تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

مثال کے طور پر یہاں کے مشہور علماء میں ایک نام "ابو بکر محمد بن علی اسماعیل" کا آتا ہے جنہوں نے حصول علم کے لئے خراسان اور بغداد کے علاقوں کا سفر کیا اور مختلف علوم و فنون میں کامل مہارت پیدا کرنے کے بعد اپنے ملک واپس آکر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔(۱)

عباسی حکومت جب ضعف کا شکار ہوئی تو قفقاز کے ممالک نے اپنی آزادی اور خود مختاری کا اعلان شروع کر دیا، اور سب سے پہلے تفلیس اور نجارنی میں آزاد حکومتیں قائم ہو گئیں۔ پھر جب سلجوقیوں کا غلبہ ہوا تو بلاد قفقاز پر پانچویں صدی ہجری کے آخر تک ان کا تسلط قائم رہا۔ پھر جب سلجوقیوں کی حکومت کمزور ہوئی تو شمال کے عیسائیوں نے تفلیس پر پھر سے اپنا تسلط قائم کر لیا، یہ صورتحال یونہی چلتی رہی یہاں تک کہ منگولوں نے پورے عالم اسلام پر قبضہ کر لیا اور اپنی سفاکیت اور وحشیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے ملک میں ہلاکت و تباہی کا بازار گرم کر دیا، ۶۵۶ میں بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد قفقاز کا رخ کیا۔ ان منگولوں نے ایسے انسانیت سوز وحشیانہ مظالم کا ارتکاب کیا جن کے ذکر سے جسم کے رونگٹے آج بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ابن اثیر جیسا مورخ بھی اسی کیفیت سے دوچار ہوا اور وہ کہتا ہے کہ "کئی سال تو میں ان حادثات کے ذکر سے اعراض کرتا رہا کیونکہ میں ان واقعات کو نقل کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا، میں ایک قدم آگے بڑھاتا تو دوسرا پیچھے ہٹا لیتا، اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کی داستان لکھنا کس کے لئے آسان ہو سکتا ہے کاش کہ میری ماں نے مجھے اس دن کے لئے جنا ہی نہ ہوتا، یہاں تک کہ میرے دوستوں نے مجھے ان واقعات کو نقل

(۱) شذرات الذھب۔ حنبلی۔ ۵۲،۵۱/۳

کرنے پر مجبور کیا، پھر میں نے ان واقعات کو ترک کر دینا مناسب سمجھا جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے، میرا خیال ہے کہ مسلمانوں پر آنے والی اس قدر بڑی تباہی اور عظیم مصیبت کا تماشہ زمانے کی آنکھوں نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو، اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت آدم سے لے کر آج تک کسی قوم پر ایسی تباہی نہیں آئی تو وہ اپنے قول میں صادق ہو گا، تاریخ انسانی میں ایسے انسانیت سوز حادثات یا اس طرح کے حادثات کا ذکر شاید ہی ملتا ہو، تاریخ انسانی میں سب سے شنیع واقعہ جو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ روا کیا یعنی یہودیوں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو تباہ کیا، لیکن ان منگولوں کی تباہی کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ انہوں نے تو ہر شہر میں ان گنت بیت المقدس کو تباہ کیا اور ان کی قتل و غارت گری کے مقابلے میں بخت نصر کی قتل و غارت گری کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ صرف ایک شہر میں مقتولین کی تعداد پورے یہودیوں کے قتل سے کئی گنا زیادہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ شاید بنی نوع انسانی نے ایسی تباہی اب تک نہیں دیکھی"۔ (۱)

جب منگولوں کی انتقامی و تخریبی کاروائیوں کا طوفان کچھ تھم گیا اور انہوں نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ کچھ نرمی کا برتاؤ کیا تو پھر اسلام، عیسائیت اور بودھ مذاہب کے ماننے والوں نے ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ (۲) لیکن مبلغین اسلام کو اس ضمن میں کامیابی ملی اور وہ منگولوں کی ایک بڑی تعداد کو اسلام کے دائرے میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ (۳) اور رفتہ رفتہ وہ اسلام دشمن کے بجائے اسلام کے مبلغ بن گئے، جب چنگیز خاں کو اپنی موت کا احساس ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کو اپنے چاروں بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

(۱) الکامل فی التاریخ ج۹/ ۳۳۹، دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۶۷ء

(۲) الدعوۃ الی الاسلام۔ آرتلد۔ ص ۲۵۱

(۳) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ بنجسن۔ ص ۱۲۔

۱۔ ''اجتائی'' اس کے حصے میں مملکت کا مشرقی حصہ آیا جس میں چین کے تمام اطراف شامل تھے۔

۲۔ ''چغتائی'' مملکت کے وسط حصے کا ملک بنا۔

۳۔ ''باتو بن جوبی'' کے حصے میں مغربی حصے کی بادشاہت آئی۔

۴۔ ''تولوی'' اس کے حصے میں بلاد فارس آیا جس کے اندر آگے چل کر ہلاکو نے ایشیا کے بڑے حصے کو شامل کر لیا۔ مملکت کے جنوبی حصے یعنی آذر بائیجان کے علاقے پر تسلط کے لئے ان بھائیوں کے درمیان کشمکش ہوئی جس نے منگولوں کی قوت کو کمزور کر دیا اور پھر یہ وسیع مملکت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تبدیل ہو گئی۔ پھر ان کے درمیان قفقاز کے علاقے پر تسلط کے لئے بھی جنگ ہوئی اور ایک زمانے تک یہ علاقہ جنگ وجدال کا مرکز بنا رہا یہاں تک کہ عثمانی مملکت کے قیام کے بعد یہ سلسلہ بند ہوا اور یہ پورا علاقہ عثمانی مملکت کے دائرے میں آگیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی مملکت کے دائرے کو وسیع کرنے اور ہر طرح سے اسلام کی مدافعت کرنے میں عثمانی حکومت کا اہم رول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام عثمانی خلافت کو ختم کرنے کے درپے ہو گئے۔ چیچنیا اور بلاد قفقاز بھی اس وسیع اسلامی مملکت کا حصہ بن گئے اور یہاں کے باشندوں نے عثمانی خلافت کا خیر مقدم کیا، دولت عثمانیہ کی یہ پالیسی رہی ہے کہ جب بھی انہوں نے کسی ملک کو فتح کیا تو تعلیم وتربیت کی غرض سے وہاں جید علماء کی جماعت کو بھیجنے کا اہتمام کیا تاکہ اس علاقے میں اسلام کی دعوت تیزی سے پھیل سکے اور وہاں کے باشندے برضا ورغبت دین فطرت یعنی اسلام کو قبول کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فطرة الله التى فطر الناس عليها ،لا تبديل لخلق الله ،ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون "(الروم ۔آیت ۳۰)

اسی طرح عثمانی خلفاء کی یہ روایت بھی رہی کہ انہوں نے جب کسی ملک کو فتح کیا تو وہاں مساجد ومدارس کا جال بچھا دیا جہاں اسلامی علوم وفنون کے ساتھ

حصول سائنس کی تعلیم بھی دیجاتی تھی۔

روس اور مغربی ممالک کو اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت ایک آنکھ نہیں بھائی اور قفقاز کے علاقے میں مسلمانوں کی تعداد کم کرنے کی غرض سے ان علاقوں میں عیسائی مشنریوں کو بھیجنا شروع کیا لیکن مغرب کی یہ کوششیں بار آور نہ ہوئیں اور ان کو منہ کی کھانی پڑی، عثمانی حکمرانوں نے میسحیت کو پھیلنے سے روک دیا اتنا ہی نہیں بلکہ بعض عیسائی قبائل بھی اسلام کے دائرے میں آگئے کیونکہ ان کو اسلام جیسا عدل و مساوات کہیں اور نظر نہیں آیا۔

روس چیچنیا میں میسحیت کو فروغ دینے کی اپنی کوششوں سے باز نہیں آیا اور اس نے بڑے بڑے پادریوں کو اس کام پر معمور کیا کہ وہ لالچ کے ذریعہ لوگوں کو ارتداد کی طرف مائل کریں، اس کے بالمقابل عثمانی حکومت نے بھی مخلص دعاۃ اور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد قفقاز کے علاقے میں روانہ کی تاکہ وہ اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیں ان لوگوں نے اس علاقے میں دعوت اسلامی کا بہت بڑا مرکز قائم کیا۔ انہوں نے یہاں کے قبائل کے ساتھ اپنے تعلقات کو مستحکم کیا یہاں تک کہ ان قبائل میں شادیاں بھی کیں۔ اور رفتہ رفتہ ان قبائل کو اپنے حسن اخلاق اور عمدہ اسلامی عادات و اطوار سے متاثر کرلیا اور ان کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کرلیا، دولت عثمانیہ کی جانب سے اس علاقے میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بھیجی جانے والی جماعت میں مغربی کمانڈر "فرح" نے اہم رول ادا کیا۔

روس میں آرتھوڈکس عیسائیت کے علاوہ کسی اور مذہب کو اختیار کرنا خلاف قانون قرار دیا گیا مسلمانوں کو ہر طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا لیکن انہوں نے ہر طرح کی آزمائش کا سامنا کیا اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کی بڑھتی تعداد نے اہل کنیسہ کی نیند حرام کردی اور ان لوگوں نے عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک مخصوص کمیٹی تشکیل دی تاکہ اسلام کو بڑھنے سے روکا جائے۔ بلاد قفقاز کے باشندوں کے حق میں

عثمانی حکومت باعث خیر و برکت ثابت ہوئی اور نہوں نے اسلام کو دیگر مذاہب پر ترجیح دی۔

چیچنیا کے مسلمان دین اسلام کے سائے میں امن و خوشحالی کی زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ روسی اشتراکیت نے اسلامی ملکوں کو ہڑپ کرنا شروع کیا اور بلاد قفقاز اور چیچنیا پر بھی اپنا تسلط قائم کر لیا اور یہاں کے عوام پر ظلم واستحصال کیا اور ان کو قید و بند کی مشقتیں برداشت کرنے کا عادی بنادیا، ہر طرح کی آزادی سلب کر لی گئی بالعموم تمام مذاہب اور بالخصوص دین اسلام کو دشمن قرار دیا گیا، علماء و محققین کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، مساجد، مدارس اور علم وثقافت کے دیگر مراکز کو تباہ و برباد کر دیا گیا، ان لوگوں نے یہاں کے باشندوں کو روسی کلچر میں ڈھالنے کی غرض سے تمام علوم وفنون میں روسی زبان کو لازم قرار دے دیا، اسی طرح ان ممالک کی ثروت و دولت اور خیر و برکت کے مصادر پر بھی قبضہ کر لیا اور یہاں کے باشندوں کو غربت، افلاس اور بے بسی کی زندگی گذارنے کے لئے چھوڑ دیا۔

چوتھا باب

چیچنیا میں اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات

خلفائے راشدین کے عہد مبارک سے اہل چیچنیا کے دلوں میں اسلام نے راہ پالی تھی، ان لوگوں نے ظالم باز نطینی حکمرانوں کے بالمقابل عدل پسند مسلم فاتحین کو پسند کیا کیونکہ ان مسلم حکمرانوں کا مقصد محض املاک و اراضی پر قبضہ کرنا نہیں تھا بلکہ ان کا بنیادی مقصد تو حق کی دعوت کو تمام بندوں تک پہنچانا اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کرا کر ایک خدا کی عبادت کی طرف مائل کرنا تھا۔ مسلم حکمرانوں نے اہل چیچنیا پر کوئی جبر نہیں کیا بلکہ مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں ان کو پوری آزادی دی، تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ مسلم حکمرانوں نے تلوار کے زور پر کسی فرد یا کسی جماعت کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو کیونکہ دین اسلام کا تعلق تو دل سے ہے اور دل پر اللہ کے سوا کسی کا اختیار نہیں ہے جب کہ دیگر مذاہب کے لوگ دین کے معاملے میں جبر اور تشدد کا استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے غیر مسلموں کے سامنے اسلام کے محاسن اس کے عدل و مساوات اور رواداری و ہمدردی پر مبنی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ دیگر مذاہب کے مقابلے میں یہ بہتر، انسانی فطرت سے قریب تر اور انسانیت کی فلاح و کامرانی کا ضامن مذہب ہے۔

اہل چیچنیا نے مسلم حکمرانوں کو سابقہ حکمرانوں سے مختلف پایا لہٰذا وہ مسلمانوں سے قریب ہو گئے اور اسلام کی طرف مائل ہونے لگے، اور ان کو برضا و رغبت اپنا حکمران تسلیم کر لیا، اس سے قبل بھی وہ اپنے قرب و جوار کے ممالک (آذربائیجان وغیرہ) میں اسلامی نظام کے عدل و مساوات اور مسلم حکمرانوں کی رواداری و ہمدردی کے متعلق بہت کچھ سن چکے تھے، یہاں آنے کے بعد

مسلمانوں نے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا، یہاں کے باشندوں کی خوشحالی کی طرف توجہ دی، زمینوں کو ان کے مالکان کے تصرف پر چھوڑ دیا جب کہ ان سے قبل بازنطینی و مسیحی حکمرانوں نے تمام زرخیز زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا اور کسانوں پر متعدد مظالم کئے تھے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومت اور مسیحی حکومت کے تحت کسانوں کی زندگی میں آسمان زمین کا فرق تھا۔ اسلامی حکومت کے تحت کسان زیادہ خوش حال و فارغ البال تھے جب کہ عیسائی حکومت کے تحت کسان پریشان وزبوں حال تھے، اتنا ہی نہیں بلکہ اسلامی حکومت کے تحت عیسائی کسانوں کو بھی پوری آزادی و خود مختاری حاصل تھی۔[1]

مسلم حکمرانوں نے ایک طرف اراضی یہاں کے کسانوں کے حوالے کر دی تو دوسری طرف یہاں کے باشندوں کو ملک کے انتظامی امور میں جگہ دی، ان کو بڑے بڑے عہدے اور مناصب عطا کئے، اور ان کو ترقی و خوشحالی کے راستے پر لگایا مالی و تجارتی امور میں بھی ان کو حصہ دار بنایا۔[2] اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے باشندوں کو اپنی آزادی، خود مختاری خود اعتمادی اور عزت نفس کا احساس ہوا اور انہوں نے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے مسلم حکمرانوں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا۔

دیگر ممالک کے بالمقابل چیچنیا میں اسلام تیزی سے پھیلا، جس دل میں بھی اسلام داخل ہوا تو بھر پوری طرح جاگزیں ہو گیا اور پھر وہ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہو گیا یہاں تک کہ وہ اس کے لئے اپنی قیمتی سے قیمتی شئے اور اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے، مسلم حکمرانوں کے حسن اخلاق اور حسن معاملہ نے یہاں کے عوام کو اسلام قبول کرنے پر زیادہ آمادہ کیا اور کچھ ہی دنوں میں اسلام یہاں کی اکثریت کا مذہب ہو گیا، اس طرح اہل چیچنیا نے دیگر مذاہب کے بالمقابل اسلام کو ترجیح دی کیوں کہ انسانوں کے درمیان عدل و مساوات کا جو تصور یہاں ہے وہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

---

(۱) الدعوۃ الی الاسلام۔ تھامس ارنلڈ۔ تعریب: ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، ص ۱۷۴

(۲) العثمانیون فی اوربا۔ بول کولمز۔ تعریب عبدالرحمٰن عبداللہ شیخ ص ۲۰۱۔

"یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا وان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"(حجرات۔١٣)
اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو گروہوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور بے شک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ شخص ہے جو اللہ کے نزدیک بہت پرہیز گار ہو۔

اسلام کی نشرواشاعت میں علماء کا رول

یہاں اسلام کی نشرواشاعت میں علماء نے اہم رول ادا کیا ان لوگوں نے یہیں سکونت اختیار کرلی، حکمت و موعظت کے ساتھ لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور مستحکم دلائل کے ذریعہ ان کے سامنے یہ ثابت کردیا کہ دنیا و آخرت دونوں جہان میں انسان کی کامیابی کا راز اسی نظام حیات میں مضمر ہے، ان کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ اہل چیچنیا جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ مسلم حکمرانوں نے اسلام کی نشرواشاعت میں کبھی طاقت سے کام نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف چیچنیا بلکہ قفقاز کے مختلف ملکوں میں متعدد پیٹرک اور پادریوں نے بھی اسلام قبول کیا، ایک مغربی مصنف لکھتا ہے کہ خراسان، آذربائیجان، جورجیا، اسیتیا کے پٹرک نے دین اسلام قبول کیا، اس کے نتیجے میں ان کے متبعین کی کثیر تعداد نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

مساجد و مدارس

چیچنیا میں اسلام کی نشر اشاعت کے بعد مسلمانوں نے علوم وفنون کی تعلیم وتدریس اور دین اسلام کی تبلیغ وترویج کے لئے مدارس اور مساجد قائم کئے جو شہروں، قصبات اور دیہاتوں تک پھیلے ہوئے تھے، ان مدارس میں جید علماء و فقہاء نے تدریسی خدمات انجام دیں، ان مدارس اور علمی حلقوں میں طلبہ کی ایک کثیر تعداد شریک ہوا کرتی تھی۔ مسلم سلاطین بھی اپنے مفتوحہ ممالک میں جید علماء کو

بھیجنے کا اہتمام کرتے تھے، چیچنیا میں تدریسی خدمات انجام دینے والے علماء میں ایک مشہور نام ابو بکر محمد بن اسماعیل کا ہے، جن کے ہاتھ پر یہاں کے باشندوں کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا، فقہ شافعی، تفسیر، حدیث، عربی زبان وادب میں وہ ایک ستون تھے، یہاں کا تدریسی نظام بھی وہی تھا جو عام طور پر اسلامی ملکوں میں رائج تھا، سب سے پہلے طالب علم مساجد سے ملحق ابتدائی مدرسوں میں قرأت اور کتابت سیکھنے کے لئے داخل ہوتا اس کے بعد حفظ قرآن کرتا تھا اور دین کی بنیادی تعلیمات حاصل کرتا، اس کے بعد وہ تعلیم کے اعلیٰ مراحل میں داخل ہوتا جہاں وہ اپنی دلچسپی اور ذہنی صلاحیت کے مطابق فقہ، حدیث تفسیر، نحو، صرف، حساب، منطق، فلسفہ، بلاغت، ہندسہ اور دیگر عقلی و نقلی علوم میں مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرتا، اس کے بعد ماہر علماء کی ایک جماعت اس کا امتحان لینے کے بعد اس کو سند عطا کرتی۔

ہر مدرسے اور مسجد سے ملحق ایک کتب خانہ بھی ہوا کرتا تھا جہاں مختلف علوم وفنون پر اہم کتابوں کا ذخیرہ موجود ہوتا تھا۔ علم وفن کے ہر موضوع کے لئے ایک گوشہ مخصوص ہوتا جہاں صرف اسی فن کی کتابیں ہوا کرتی تھیں تاکہ طلبہ و محققین کو مطلوبہ کتاب تلاش کرنے میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، طلبہ وزائرین کی سہولت کے لئے یہاں ایک سرکاری عملہ بھی موجود ہوا کرتا تھا۔ ان مدارس سے فارغ طلبہ عام طور پر پورے ملک میں ائمہ مساجد، مدرسین، مفتی و قاضی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔

آج بھی اسلامی جمہوریہ چیچنیا میں مدارس، اسکولوں اور علمی اداروں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، یہاں کی پٹرولیم یونیورسٹی کا شمار دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے جو "غروزنی" میں قائم ہے۔ دوسری یونیورسٹی فلاد یفقاس یونیورسٹی ہے جو شہر فلاد یفقاس میں قائم ہے، سابق صدر مرحوم جنرل جوہر دودائیف نے اسی یونیورسٹی سے اپنی تعلیم مکمل کی پھر جورجیا میں فلائنگ اکیڈمی سے فراغت حاصل کی اور پھر جنرل کے عہدے تک پہنچ گئے اور وہ چیچنیا

کے پہلے ایسے باشندے تھے جو روسی فوج میں جنرل کے عہدے تک پہنچے تھے۔(۱)

مشہور علماء کرام

ا۔ ابو بکر محمد بن علی بن اسماعیل ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے، ایک مدت تک تالہ بنانے کی حرفت میں مشغول رہے، اس کے بعد مختلف جامعات و مدارس میں علم حاصل کیا، جید علما کی صحبت اختیار کی اور جلد ہی حدیث، فقہ، تفسیر اور زبان وادب کے امام ہوگئے۔ خراسان اور بغداد کا علمی سفر بھی کیا۔ ابو عروبہ، ابو بکر بن خزیمہ، محمد بن جریر طبری، ابو بکر باغندی اور ابو بکر بن درید سے حدیث کی سماعت کی ابن جریج سے فقہ کا علم حاصل کیا ان کی مشہور تصانیف میں اصول الفقہ، محاسن الشریعہ، شرح رسالۃ الشافعی اور ادب القضاۃ شامل ہیں۔(۲) ۳۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

۲۔ امام ابو بکر محمد بن احمد بن حسین کی پیدائش ۴۲۹ھ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم چیچنیا کے علماء کرام سے حاصل کی، خراسان، بغداد بصرہ اور کوفہ جیسے مشہور علمی مراکز کا سفر کیا اپنی علمی لیاقت و قابلیت کی بنا پر اسوقت کی مشہور یونیورسٹی بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں تدریسی فرائض انجام دینے لگے، عراق کے تمام شہروں میں شافعی مسلک پر آپ امام تصور کئے جاتے تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں "حلية العلماء في معرفة مذاهب الفقهاء" ہے جسے انہوں نے خلیفہ مستظہر باللہ کے لئے تصنیف کیا تھا دیگر کتابوں میں المعتمد، کتاب الشافعی، شرح مختصر المزنی، کتاب الطلاق، کتاب الشافی شرح کتاب الشامل، یہ ان کے استاد ابو نصر بن صالح کی کتاب الشامل کی شرح ہے جو بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی ان کی وفات ۵۰۷ھ کو ہوئی اور انہیں ان کے استاد ابو اسحاق شیرازی کے قریب ہی دفن کیا گیا۔

---

(۱) مجلۃ المجتمع الکویتیہ ص ۳۸ شمارہ (۱۱۳۸) ۴ فروری ۱۹۹۵ء

(۲) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۳/ ۵۱

۳۔ امام ابو بکر عبد الرحمن بن احمد قفال مروزی، چیچنیا میں پیدا ہوئے ایک زمانے تک تالہ سازی کی صنعت میں مصروف رہے، تیس سال کی عمر میں علم کی طرف مائل ہوئے۔ چیچنیا کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد مشہور اسلامی شہروں کا علمی سفر کیا اور برابر حصول علم میں لگے رہے یہاں تک کہ عراق میں آپ کا شمار شافعی مسلک کے ائمہ میں ہونے لگا۔ اس زمانے کے مشہور علما اور مصنفین نے ان کی علمی مہارت اور حدیث و فقہ پر گہری نظر کا اعتراف کیا ہے، ۴۱۷ھ کو مصر میں وفات پائی۔

۴۔ شیخ ابو الحسن علی بن حاجب چیچنیا میں پیدا ہوئے، مقامی علماء سے کسب فیض کرنے کے بعد خراسان، شام، عراق اور حجاز جیسے شہروں کا علمی سفر کیا اور ان علاقوں میں موجود علماء سے استفادہ کرنے کے بعد وطن لوٹ آئے اور یہاں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔

۵۔ شیخ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم چیچنیا میں پیدا ہوئے، مقامی علماء کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کرنے کے بعد مشہور اسلامی شہروں کا سفر کیا، مصر میں قیام کے دوران قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ مشہور تصنیف کتاب اصول الفقہ ہے جو اصول الشاشی کے نام سے مشہور ہے۔ مصر میں ۳۲۵ھ میں وفات پائی۔

۶۔ شیخ احمد بن عبد اللہ بن محمد احمد کی پیدائش چیچنیا میں ہوئی، مشہور فقیہ ابو الحسن بن الخل سے اس درجہ استفادہ کیا کہ فقہ و شرعی مسائل میں مکمل مہارت حاصل کر لی، مدرسہ نظامیہ بغداد میں تدریسی فرائض انجام دیتے ہوئے ۵۷۶ھ کو وفات پائی۔

۷۔ شیخ ابو المحاسن محمد بن یوسف بن ابی القاسم چیچنیا میں پیدا ہوئے، مقامی علماء سے استفادہ کرنے کے بعد بغداد کا رخ کیا اور وہاں کے ادباء و شعراء سے استفادہ کیا اور شاعری میں مہارت پیدا کر لی۔

شیخ عمر بن احمد حسین (متوفی ۵۵۰ھ) شیخ عبد اللہ بن محمد بن احمد (متوفی

۵۲۸ھ) شیخ حافظ ابو سعید الھیثم بن کلیب (متوفی ۳۳۵ھ) شیخ عمر بن محمد بن موسیٰ (متوفی ۵۲۷ھ) شیخ محمد بن علی بن حامد (۳۹۷ھ-۴۸۵ھ) شیخ ابو عبداللہ بن عمر بن محمد (متوفی ۵۵۶ھ) شیخ ابو اللیث نصر بن خاتم بن بکر، شیخ مؤمل بن سر در (متوفی ۵۱۷ھ) شیخ قاسم بن محمد بن علی، شیخ عبدالجبار بن محمد بن ثابت (متوفی ۵۵۳ھ) شیخ محمد بن اسماعیل بن عبید اللہ (متوفی ۵۸۵ھ) وغیرہ کا شمار چیچنیا کے مشہور علماء کرام میں ہوتا ہے ان لوگوں نے نہ صرف چیچنیا بلکہ مختلف اسلامی شہروں میں گرانقدر علمی خدمات انجام دیں، ہماری خواہش تھی کہ اسلامی ملکوں کے ان علماء کرام پر روشنی ڈالتے جنہوں نے چیچنیا کے علماء کی سرپرستی کی اور ان کی رہنمائی کی۔

چیچنیا پر روس کا قبضہ

روس نے چیچنیا پر ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۰ء کو پوری طرح قبضہ کر لیا حالانکہ دشمنان اسلام اور مسیحی قوتیں ایک طویل عرصے سے مسلم ممالک پر قبضہ کرنے کا منصوبہ تیار کر رہی تھیں۔ کیونکہ اسلام اور مسلمانوں سے ان کو ازلی دشمنی ہے، روم اور ایران کی بادشاہتوں کے ختم ہو جانے کے بعد صرف اسلامی حکومت باقی رہ گئی تھی اور خلفائے راشدین کے دور سے ہی سینٹرل ایشیا کے ممالک اسلامی مملکت کے دائرے میں آچکے تھے۔ اموی دور حکومت ہی میں اسلام کی دعوت مشرق و مغرب کے بیشتر ممالک تک پہنچ چکی تھی کیونکہ اسلام صرف عربوں کے لئے نہیں بلکہ پوری بنی نوع انسانی کے لئے آیا تھا اسی وجہ سے اسلامی فتوحات کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا تونس کے شہر قیروان کو فتح کر کے اسے برا‏عظم افریقہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کا مرکز بنایا گیا یہاں تک کہ اسلامی فوجوں نے اندلس اور فرانس کے بعض حصوں پر بھی قبضہ کر لیا، اسی طرح ایران، ہندستان، سندھ اور چین کو فتح کرتے ہوئے قفقاز کے ممالک تک پہنچ گئے یہاں کے باشندوں کے سامنے انہوں نے اسلام کی دعوت پیش کی ایک بڑی تعداد نے

اسلام کو قبول کر لیا اور جس نے اسلام قبول نہیں کیا اس نے اسلامی مملکت کے زیر سایہ ذمی کی حیثیت سے رہنے کو پسند کیا امام بخاری، امام ترمذی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، محمد بن جریر طبری، ابن سینا، ابو بکر جیسے تاریخ اسلام کے مشاہیر علماء کا تعلق بلاد قفقاز سے ہی تھا۔

منگولی حکومت کے زوال کے بعد استعماری قوتوں نے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی کوشش کو تیز کر دیا لیکن دولت عثمانیہ کی بڑھتی ہوئی طاقت ان کے ناپاک ارادوں کے راستے میں مزاحم ہوگئی، عثمانی فوجوں نے فاتح محمد بن مراد کی قیادت میں ۱۴۵۳ء کو بازنطینی حکومت کے دارالسلطنت قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے بعد یورپ اور ایشیا میں ایک مضبوط حکومت قائم کی اور قسطنطنیہ کو عثمانی خلافت کا دارالسلطنت بنایا جو یوروپ براعظم میں اسلام کی نشر و اشاعت کا اہم مرکز بنا۔ اسی طرح عثمانی فوجوں نے یونان کے شہر "مورہ" اور اتنیا پر بھی قبضہ کر کے وہاں اسلامی حکومت قائم کی۔ مسلمانوں نے یہاں مساجد اور مدرسے تعمیر کئے، یہاں کے عوام کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا، ان اسلامی فوجوں نے بوسینیا اور ہرزیگووینیا پر ۱۴۶۴ء اور دیگر یورپی شہروں پر قبضہ کیا، اسی طرح البانیا پر بھی قبضہ کیا یہاں بھی مسلمانوں نے علوم و فنون کی نشر و اشاعت کے لئے مدرسے اور مسجدیں تعمیر کیں، البانیا میں سلطان نے ایک محصون قلعہ تعمیر کیا جو اسلامی دعوت اور اسلامی فوجوں کا اہم مرکز تھا۔[1] یورپی ممالک کے بعد عثمانی فوجوں نے سنٹرل ایشیا اور بلاد قفقاز کو فتح کر کے ان کو اسلامی مملکت کا تابع بنا لیا۔ اور یہاں کے نومسلموں کی اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت کا مستقل نظم کیا جس نے عیسائی مشنریوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

دولت عثمانیہ کے کمزور ہوتے ہی اسلام دشمن طاقتوں کی ناپاک امیدیں ایک بار پھر جاگنے لگیں اور ان سب نے عثمانی خلافت کو مریض شخص سے تعبیر کرتے ہوئے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی سازش شروع کر دی، عالم اسلام کے مختلف

(۱) الاسلام والمسلمون فی البانیا۔ د۔ رسید محمد یونس ص ۵۶

ملکوں پر حملہ شروع کردیا، روسی و برطانوی فوجوں نے اسلامی ممالک کو چاروں طرف سے گھیر لیا، ہندستان میں اسلامی ریاستوں کو برطانیہ نے تباہ کردیا، خلیجی عرب ممالک پر اپنا تسلط قائم کرلیا، مصر، سوڈان پر بھی قبضہ کرلیا فرانس نے بھی برطانیہ کے رویے پر چلتے ہوئے جزائر، مغرب اور تونس پر قبضہ کرلیا، اٹلی نے صومالیہ، اسٹریا، اور لیبیا پر قبضہ جمالیا، ہالینڈ نے انڈونیشیا پر اپنا تسلط قائم کرلیا، روس نے یورپ، ایشیا اور قفقاز میں پھیلی ہوئی اسلامی مملکتوں پر قبضہ کرلیا، یہاں روس کے بارے میں تھوڑی سی واقفیت مفید ہوگی کہ کس طرح ایک چھوٹی ریاست اتنی بڑی بادشاہت میں تبدیل ہوگئی جسمیں ایشیا اور یورپ دونوں براعظموں کے ممالک شامل تھے۔

روس

روس محدود رقبہ والا مشرقی یورپ میں واقع ایک چھوٹا ملک تھا جسکا دارالسلطنت موسکو تھا اور جسکی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ نہیں تھی۔(۱) سنٹرل ایشیا میں جب اسلام کی دعوت پھیلی تو روس بھی اسلامی مملکت کے ماتحت ایک ریاست بن گیا اور یہاں کے عوام نے بھی دن بدن اسلام کو قبول کرنا شروع کردیا، موسکو کے حکمراں کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ مسلم بادشاہ قازان کی مرضی کے بغیر اپنے عہدے پر برقرار رہ جائے۔

گیارہویں صدی عیسوی میں یہ مستقل مملکت کی حیثیت سے وجود میں آیا، یہاں مسیحیت کی جڑیں کافی پرانی تھیں۔ یہاں آباد بیشتر قبائل عیسائی مذہب کے ماننے والے تھے، ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد قاسم نے جب قسطنطنیہ کو فتح کیا تو روس کو مشرقی یورپ میں عیسائیت کا اہم مرکز سمجھا جانے لگا اور پھر روس نے مسلمانوں کے خلاف صلیبیت کا جھنڈا بلند کیا۔

---

(۱) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی۔ در محمد علی بار، ج ۱ ص ۳۹

۱۴۸۰ء میں ایفان ثالث نے مسلم حکومت کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا اس نے قازان کے بادشاہ احمد خان کو جزیہ دینے سے انکار کر دیا، جس کے نتیجہ میں دونوں کے درمیان شدید معرکہ آرائی ہوئی مسلمانوں کو شکست ہوئی اور روس کو فتح نصیب ہوئی، اس کامیابی سے ان کی ہمت بڑھ گئی اور انہوں نے دیگر اسلامی مملکت پر بھی قبضہ کرنے کا پلان بنایا کیونکہ باہمی اختلافات کے سبب اسلامی ممالک کمزور ہو چکے تھے۔

جیسا کہ یہ معروف ہے کہ آبادی کے اعتبار سے روس کا رقبہ چھوٹا تھا، ابن فضلان کے مطابق یہ ایک وحشی قوم تھی اللہ تعالیٰ کی شر پسند مخلوق میں سے تھے، جسمانی اعتبار سے تو تندرست و توانا لیکن ذہنی اعتبار سے صفر تھے ڈیل ڈول کافی طویل و ضخیم تھا کافی مضبوط و طاقتور تھے، میدان جنگ میں جم کر لڑتے اور مارتے یا مر جاتے اور جب وہ کسی قوم پر حملہ آور ہوتے تو دشمن کو ہلاک کرنے کے بعد ہی واپس لوٹتے، ان کی عورتوں اور بچوں کو مباح کر لیتے اور اپنا غلام بنا لیتے وہ نہایت درجہ گندے تھے بول براز کے بعد نہ تو استنجا کرتے اور نہ ہی جنابت کے بعد غسل کیا کرتے گویا کہ جنگلی گدھوں جیسی زندگی بسر کرتے تھے، جب ان میں سے کوئی شخص بیمار پڑ جاتا تو وہ اس کے لئے ایک خیمہ نصب کر دیتے اور اس مریض کو اس خیمے میں پھینک دیتے یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو جاتا یا پھر ہلاک ہو جاتا، کوئی شخص اسکی مزاج پرسی کے لئے نہیں جاتا اور نہ کوئی اس سے ملاقات کرتا جب ان میں کا کوئی شخص مر جاتا اور وہ مالدار شخص ہوتا تو لوگ اس کی لونڈی کو بھی اس کے ساتھ جلا دیا کرتے تھے جب ان میں کا کوئی مالدار شخص مرتا تو اس کے گھر والے اس کی لونڈیوں اور غلاموں سے دریافت کرتے کہ تم میں سے کون اس کے ساتھ مرنا چاہتا ہے تو اگر ان میں سے کوئی اپنا نام لے لیتا تو پھر اس کے لئے مرنا واجب تھا، وہ لوگ اس کی لونڈی کو پکڑ لیتے، رقص کرتے گانا گاتے اس خاندان کے چھ افراد اس کے پاس جاتے اور ایک کے بعد دوسرا اس کے ساتھ مجامعت کرتا اور پھر وہ لوگ اس لونڈی کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے ذبح کر دیا

کرتے ،ان کی اپنی زبان ،اپنی شریعت اور اپنا مذہب تھا جس میں وہ کسی کو شریک نہیں کرتے اور وہ دیوتاؤں و بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔[1] اس کے بعد روس کے احوال تبدیل ہوئے اور وہ لوگ ارتھوڈکس عیسائیت میں داخل ہوگئے اور اس کے حامی و انصار ہوگئے۔

ان کی فوجی قوت ،افراد کی کثرت پھر مسلمانوں پر ان کی فتح نے ان کے حوصلوں کو بلند کردیا اور انہوں نے اطراف میں موجود دیگر مسلم ممالک پر حملے شروع کردئے اور ان ملکوں کو ایک کے بعد ایک کرکے نگلنا شروع کردیا یہاں تک کہ روس کا رقبہ پندرہ گنا زیادہ بڑھ گیا اور وہ بحر اسود تک پہنچ گیا، مختلف زبانوں اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس میں شامل ہوگئے اسکا پورا رقبہ ۲۲۴۰۰۰۱۱۷ مربع کلومیٹر تک پہنچا اور اس کی آبادی ۲۷۰ ملین ہوگئی اور پھر یہ سوویت یونین کے نام سے جانا جانے لگا۔اس آبادی میں تقریباً پچاس ملین مسلمان تھے اور سوویت یونین کا تہائی رقبہ اسلامی ملکوں کا حصہ تھا جب کہ سنٹرل ایشیا کے ممالک میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۷۵٪ تھی ،روس میں جو عیسائی مملکتیں شامل ہوئیں ان کا رقبہ بہت معمولی تھا وسائل کے اعتبار سے بھی وہ غریب تھے اور یہ عیسائی ممالک اوکرین ،استونیا، لاتفیا، اور شورنیا تھے جب کہ روس میں جن اسلامی مملکتوں کو شامل کیا گیا ان کا رقبہ پورے یورپ براعظم سے بھی کئی گنا زیادہ تھا، بین الاقوامی برادری کی غفلت کے لمحے میں روس نے ان اسلامی ملکوں پر قبضہ کرلیا اور دنیا کو اس وقت روسی خطرے کا اندازہ نہیں تھا۔شاید اسکی وجہ یہ رہی ہو کہ :

۱۔ شاید لوگوں نے روس کی توسیع پسندی کو ان کے ملک کا فطری عمل سمجھا، پھر سنٹرل ایشیا سے متعلق اہل یورپ کی معلومات بھی کم تھیں اور شاید اسی وجہ سے ان لوگوں نے اسلامی ممالک کو روس کی ملکیت سمجھتے ہوئے وہاں روسی قبضے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ان ممالک پر روس نے خشکی کے راستے حملے کئے اور ایک

---

(۱) رحلۃ ابن فضلان۔ت۔سامی دہان، ص ۳۰

دروازے سے دوسرے دروازے میں داخل ہوتا گیا شاید یہ وجہ بھی رہی ہو کہ لوگوں کی نظریں روسی استعمار کی طرف نہیں اٹھیں۔

۳۔ اس وقت ایشیا اور افریقہ کی باشعور قومیں مغربی استعمار سے لڑنے میں مصروف تھیں۔

چنانچہ روس نے لوگوں کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سنٹرل ایشیا کے اسلامی ملکوں کی طرف اپنے حملوں کو تیز تر کردیا اور یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کو سمندری سفر کا سامنا نہیں کرنا پڑا جب کہ دیگر سامراجی قوتوں کو سمندری سفر کا سامنا کرنا پڑا، دنیا کے دیگر خطوں میں آباد مسلمانوں کو سنٹرل ایشیا میں اپنے مسلم بھائیوں کی مدد کا موقعہ اس لئے نہیں مل سکا کیونکہ وہ اپنے متعلقہ ممالک میں یورپی سامراج سے نبرد آزما تھے اور آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے، اس طرح روس کا سنٹرل ایشیا کے مسلم ممالک پر قبضہ ہو گیا جس میں چیچنیا بھی شامل تھا، ان روسیوں نے مسلمانوں کو اپنا تابع بنانے کے لئے قتل وغارتگری، لوٹ مار، جلاوطنی اور دیگر وحشیانہ طریقوں کو استعمال کیا۔ مدرسوں اور مساجد کو مسمار کیا اور ان کے تہذیبی ومذہبی شعائر کو تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

چیچنیا میں روسی حکومت

روس نے چیچنیا پر ۱۸۵۰ء میں قبضہ کرلیا، اس نے طاقت کے زور پر حکومت شروع کی، چونکہ چیچنیا کے عوام کی اکثریت مسلمان تھی اس لئے اس نے یہاں پر پابندی عائد کردی، ان کو عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا، مغربی مسیحی مورخین نے بھی لکھا ہے کہ روسیوں نے چیچنیا کے شہروں اور دیہاتوں میں موجود تمام مساجد کو مسمار کردیا مثال کے طور پر دارالسلطنت ''غروزنی'' سے قریب ایک شہر ''بریفوردنی'' میں متعدد مساجد، خانقاہوں اور اجتماعی عبادت کے دیگر مقامات کو روسی حکومت نے بند کردیا، مساجد ومدارس کو بند کرنے اور ان کو مسمار کرنے کا یہ سلسلہ ۱۹۴۳ء تک چلتا رہا انہوں نے یہاں کے اصل باشندوں کو

سائبیریا ہجرت کرنے پر مجبور کردیا، لیکن مساجد کی تالہ بندی اور جبری جلاوطنی نے چیچنیا کے مسلمانوں کے عقیدے میں کوئی کمزوری پیدا نہیں کی بلکہ ان کی ایمانی قوت میں مزید اضافہ ہوا۔ ان لوگوں نے اپنے دینی عقائد اور اسلامی شعائر کی حفاظت کی، روسی حکمرانوں نے جب یہ دیکھا کہ اس طرح کی تخریبی کارروائیوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا تو انہوں نے یہاں کے جلاوطن باشندوں کو ۱۹۷۸ء میں اپنے ملک لوٹنے کی اجازت دے دی اور اس وقت یہاں پورے ملک میں کوئی ایک عبادت گاہ بھی نہیں تھی۔ (۱)

مسلمانوں نے از سر نو مساجد کی تعمیر شروع کی انتہا پسند اشتراکیت نے جن عبادت گاہوں کو مسمار کیا تھا ان کو از سر نو تعمیر کیا، مسلمان علماء کے گرد جمع ہونے لگے جنہوں نے حکومت کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا روسی حکومت نے صوفیاء کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے ابتداء میں صرف دو مسجدوں کو کھولنے کی اجازت دی اور اس کا یہ عمل بعد میں چنگاری ثابت ہوا۔ پہلی مسجد بدیفوردنی اور دوسری سورھوھی میں کھولی گئی پھر نوفیہ میں پانچ مسجدوں کو کھولنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں کو صرف ان مساجد کی حد تک دینی شعائر کو ادا کرنے کی اجازت دی گئی اس کے باوجود روسی حکمران اگر کسی عالم کو مقبول ہوتا دیکھ لیتے تو اسے کسی الزام میں بند کردیتے یا اسے قتل کروا دیتے۔ مسلمانوں کے متعلق روسی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ یا تو وہ مسیحیت قبول کرلیں یا پھر تہذیبی اعتبار سے روسی کلچر کو اختیار کرلیں، اس کی خلاف ورزی کی صورت میں ان کو معاشی پریشانیوں اور بسا اوقات اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا۔ دین اسلام سے مرتد ہونے والوں کے لئے تمام ٹیکس معاف کردئے جاتے۔ فوجی خدمت سے ان کو مستثنیٰ کردیا جاتا ان کے بچوں کی تعلیم وکفالت کا نظم کیا جاتا، اس کے برخلاف مسلمانوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا جاتا ان کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوتی، ان کے بچوں کو ان کے والدین سے الگ

(۱) المسلمون المنسیون فی الاتحاد السوفیتی۔ ص ۱۳۱

کر کے دور دراز شہروں میں بھیج دیا جاتا ان لوگوں نے اوقاف کی تمام ملکیتوں پر قبضہ کر لیا جب کہ ان اوقاف سے مساجد، مدارس اور دیگر دینی اداروں کے اخراجات پورے کیئے جاتے تھے۔

تعلیمی پالیسی میں روس کی مداخلت

روسی حکومت نے چیچنیا اور دیگر اسلامی ملکوں کے نظام تعلیم میں بھی مداخلت کی نصاب تعلیم سے دینی مضامین کو خارج کر دیا اور اس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ نئی نسل اسلام اور اسلامی تعلیمات سے پوری طرح نابلد ہو جائے۔ اس مقصد کے تحت انہوں نے عربی زبان کے استعمال پر پابندی عائد کر دی کیونکہ یہ قرآن کریم اور دیگر اسلامی علوم وفنون کی زبان تھی۔ اور اس کی جگہ روسی زبان کو مسلط کر دیا، اور ہر طرح کی نوکری کے لئے روسی زبان میں مہارت کو لازم قرار دیا، عربی رسم الخط میں مقامی زبان لکھنے پر بھی پابندی تھی، خلاف ورزی کی صورت میں سخت ترین سزائیں دیجاتی تھیں، ملک کے تمام قرآنی مدارس بند کر دیئے گئے۔ پورے بلاد قفقاز میں صرف دو مدرسے باقی تھے ایک بخارٰی میں اور دوسرا طاشقند میں جہاں تیس سے چالیس طلبہ کو ہر سال تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی، بہر حال چیچنیا کے تمام اسکولوں میں روسی زبان لازم تھی۔

دین اسلام کو ختم کرنے کی روسی حکومت کی ان تمام کوششوں کے باوجود چیچنیا کے مسلمانوں نے عربی زبان اور اسلامی تہذیب کو ختم نہیں ہونے دیا بلکہ علماء نے خفیہ طور پر عربی زبان قرآن، حدیث اور اسلامی تہذیب وتمدن کی تعلیم کا نظم کیا اور نئی نسل کی اسلامی خطوط پر تربیت کی، ان کو قرآن کی زبان سکھائی اور روسی حکومت کے ناپاک ارادوں پر پانی پھیر دیا۔

روسی حکمرانوں نے پیداوار کے تمام وسائل پر قبضہ کر لیا۔ چیچنیا کے کسانوں کو ان کی پیداوار سے محروم کر دیا، ان کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کیا، یہ کسان سرکاری حکام کی مرضی کے مطابق کاشت کرتے اور جب فصل تیار ہو جاتی یا پھل

پک جاتے تو روسی حکام تمام پیداوار لے جاتے اور کسانوں کے لئے بس اسقدر چھوڑتے کہ ان کی زندگی کی سانس چلتی رہے یہاں کی زمین کافی زرخیز اور معدنیات سے بھرپور ہے، یہاں پٹرول، سونا چاندی اور لوہا وغیرہ کے قیمتی معدنی ذخائر موجود ہیں جن کو روس نے اپنی اقتصادی ترقی کے لئے خوب خوب استعمال کیا، اگر کوئی کسان اپنی غربت وبدحالی کی شکایت کرنے کی جرأت کرتا تو اسکی سزا موت ہوا کرتی تھی۔ مقامی بازاروں پر روسی فوجوں کا قبضہ ہوتا لہذا انسان وہی سامان خرید سکتا تھا جو ان کے لئے متعین تھا۔ اور وہی چیز کھا سکتا تھا جو ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا وہ اپنی ضرورت، مرضی اور خواہش کے مطابق کوئی چیز نہیں خرید سکتا تھا۔

علماء کی سرگرمی

علماء نے مقامی امراء کے ساتھ مل کر روسی سامراج کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور بعض اہم کامیابیوں سے بھی ہمکنار ہوئے، روسی سامراج کے خلاف اس طرح کی مقابلہ آرائیوں کی قیادت شیخ منصور نے کی۔ امام منصور نے بخاری میں اپنی دینی تعلیم مکمل کی اس کے بعد اپنے پیدائشی وطن الاسی لوٹ آئے عوام کو زہد و دینداری اختیار کرنے کی دعوت دیتے رہے ان کی دعوت کے نتیجے میں بعض قبیلوں نے اسلام بھی قبول کیا۔ ۱۷۸۵ء میں شمال قفقاز میں روسی فوجوں کا مقابلہ بھی کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیخ منصور کی مدد کی اسلامی فوجوں کو غلبہ نصیب ہوا اور شیخ منصور نے اپنے ہاتھ سے روسی کمانڈر بیری کو اس معرکے میں قتل کیا۔ اس جنگ میں سات فوجی کمانڈر سمیت ایک ہزار روسی فوج کو قتل کیا اور پھر باقی فوج ارمینیا کی طرف لوٹ گئی اور وہاں منصور کی فوج میں شامل ہو گئی اور ان کی فوج ایک طاقتور فوج میں تبدیل ہو گئی روسی فوجوں سے ایک بار پھر شدید معرکہ آرائی ہوئی اور اسلامی فوجون کی کامیابی اور روسی فوجوں کی پسپائی نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، ۱۷۸۵ء میں شیخ منصور نے روسی فوجوں کا زور ختم

کر دیا۔

۱۷۸۷ء میں قرم میں دولت عثمانیہ اور روس کے درمیان جنگ چھڑ گئی، امام منصور اپنے آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے تاکہ اسلامی فوجوں کی حمایت حاصل ہو جائے لیکن ان اسلامی فوجوں کا راستہ روسی فوجوں نے روک رکھا تھا اور اناباکی بندرگاہ پر ان کی حصار بندی کر رکھی تھی شیخ منصور روسی فوجوں پر خفیہ حملے کر کے ان کے حصار کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے جسکی بدولت دولت عثمانیہ کی محاصر اسلامی فوجوں کو شیخ منصور کی فوجوں کے ساتھ ملنے کا موقع مل گیا اور اس کے بعد روسی فوجوں کو باقی علاقوں سے بھی اپنی حصار بندی کو اٹھانے کے لئے مجبور ہونا پڑا امام منصور اپنی فوجوں کے ساتھ برابر جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۷۹۱ء میں ان کو قید کر لیا گیا اور مخصوص عدالت نے ان کو عمر قید کی سزا دی اور ان کو ''شلو سلبور نم'' میں جلاوطن کر دیا گیا اور یہیں ۱۷۹۳ء میں ان کی وفات ہوئی۔

روسی سامراج کے خلاف قاضی القضاۃ ملا محمد کمراوی نے بھی زبردست فوجی معرکہ آرائی کی یہاں تک کہ دین وملت کی حفاظت کرتے ہوئے ۱۸۳۴ء میں جام شہادت نوش کیا، ان کے بعد ان کے شاگرد حمزہ خنزاجی نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اپنے ملک کو روسی سامراج سے آزاد کرانے کے ضمن میں متعدد معرکوں میں حصہ لیا یہاں تک کہ ۱۸۳۵ء میں شہید ہو گئے۔[1]

ملا محمد کمراوی کے دوسرے شاگرد شیخ محمد شامل بھی ایک ماہر فوجی کمانڈر بے مثال قائد اور زبردست مجاہد آزادی تھے، وہ دشمنوں کی نفسیات سے بخوبی واقف تھے وہ ان کے ارادوں اور سازشوں کو بھانپ لیتے تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے جنگی منصوبوں اور شاندار کامیابیوں کے ذریعہ دشمن کو حیرت میں ڈال دیا تھا ان کو قفقاز کا شیر کہنا زیادہ مناسب ہوگا جس نے اپنی خوف ودہشت سے روسی حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا، روسی فوجوں سے معرکہ آرائی کے دوران بارہا نصرت وکامیابی ان کے حصے میں آئی۔

---

(۱) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی۔ محمد علی بار ج۱/۴۶۔۴۵

محمد شامل نے اپنی معرکہ آرائیوں کے ذریعہ یہ ثابت کر دکھایا کہ ان کے اندر جنگ کی غیر معمولی صلاحیت ہے اور معرکہ آرائی کا گہرا تجربہ ہے، تمام ہی روسی فوجی کمانڈروں کے سامنے یہ مثال قائم کر دی کہ جنگ کے چند اصول وقوانین ہیں اور اس کے لئے ٹھوس پلاننگ کی ضرورت پیش آتی ہے جب کہ روسی کمانڈروں کا خیال تھا کہ جنگ صرف قوت وطاقت سے جیتی جاتی ہے۔ شیخ شامل نے اپنے ارد گرد جید علماء کی ایک جماعت کو جمع کر لیا تھا جن کی دینی مسائل کے ساتھ ساتھ سیاسی امور پر بھی گہری نظر تھی اور انہوں نے ان علماء سے برابر مشورہ کیا اور علماء کرام نے ان کے ساتھ جہاد میں بھی حصہ لیا۔ انہیں علماء میں سے شیخ شامل نے حاجی موسیٰ کو پانچ سو کے لشکر کے ساتھ خاراجی شہر کی طرف روسیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا، روسی فوج جب اس شہر میں داخل ہوئی تو اس نے یہاں کی سڑکوں اور گلیوں کو خالی پایا اور وہ کامیابی کے نشے میں آگے بڑھی کہ اچانک پانچ سو بندوقوں سے نکلنے والی گولیوں کا سامنا ہوا اور پوری فوج میں بھگدڑ مچ گئی اس کے بعد حاجی موسیٰ نے اپنی فوج کو باہر نکلنے کا حکم دیا اور پھر تلوراوں سے جنگ شروع ہوئی اس پوری کاروائی میں وہ بذات خود سب سے آگے تھے۔ جب روسی حکمرانوں کو اپنی فوج کی ہزیمت وپسپائی کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے دوسری بڑی فوج اس شہر کی طرف بھیجی، حاجی موسیٰ اور ان کے ساتھیوں نے اس فوج کے ساتھ بھی جم کر معرکہ آرائی کی اور روسی فوجوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا اس جنگ میں اسلامی فوجوں کو کافی مقدار میں گولہ بارود ہاتھ لگا۔(۱)

شیخ شامل کے دیگر رفقاء میں حاجی مراد کا نام بھی قابل ذکر ہے جو عظیم مجاہد اور دلیر سپہ سالار تھے، شیخ شامل نے ان کو پانچ سو شہ سواروں کے ساتھ ''اوان صقول'' میں قلعہ کے اندر محصور روسی فوجوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور یہ مرد مجاہد اپنے شیر صفت نوجوانوں کے ساتھ کسی طرح قلعہ کے اندر داخل ہونے میں

(۱) صقور القوقاز ترجمہ در محمد حرب، ط: دار المنارہ۔ جدہ ص ۱۶۹۔۱۷۰

کامیاب ہوگیا اور وہاں موجود دشمنوں کو اپنی تلواروں کی نوک پر لے لیا اور ان دشمنوں میں سے کوئی نہیں بچا مگر جس نے اپنی جان کی امان طلب کی۔ اس کے بعد مسلم فوجوں نے بالاقان کے قلعے میں محصور روسی فوجوں پر دھاوا بول دیا اور ۳ر دسمبر ۱۸۴۳ء میں اسکو فتح کرلیا اس طرح امام شامل اور ان کے رفقاء نے غاصب روسیوں کے خلاف کتنے ہی معرکوں میں حصہ لیا اور ان کے لئے شدید جانی ومالی نقصانات کے باعث ثابت ہوئے۔

جنگوں کے دوران گرفتار شدہ روسی قیدیوں کے ساتھ مسلمان حسن سلوک سے پیش آتے ان کے ساتھ احسان وہمدردی کا برتاؤ کرتے اور اس حسن سلوک نے سیکڑوں قیدیوں کے دلوں کو متاثر کیا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا اتنا ہی نہیں بلکہ اسلامی فوج میں شامل ہوکر روسیوں کے خلاف جہاد بھی کیا۔ امام شامل اور ان کے رفقاء کار پچیس سالوں تک مسلسل روسی فوجوں سے لڑتے رہے اور جب ان کے اسلحہ وبارود کے ذخائر ختم ہوگئے تو وہ پہاڑوں کی طرف نکل گئے اور پھر یہاں سے دس سال تک روسی فوج سے لڑتے رہے اس دوران ان کے بیشتر رفقاء شہید ہوگئے اور پھر کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہوگیا اور بالآخر ۱۸۵۹ء کو وہ ترکی کی طرف کوچ کرگئے جہاں سے مدینہ کا رخ کیا اور خیر البشر رسول اللہ ﷺ کے قرب میں ۱۸۷۱ء کو مالک حقیقی سے جاملے اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جب روس کا ان اسلامی ممالک پر مکمل قبضہ ہوگیا تو مسلمانوں کے خلاف انہوں نے اپنی دیرینہ غیظ وغضب، بغض ونفرت اور تعذیب واذیت کا کھل کر مظاہرہ کیا، مسلمانوں بالخصوص علماء کرام کو سخت اذیتیں دیں، اکثر کو پھانسی پر لٹکادیا اور باقی کو جیلوں میں ڈال دیا۔

ان وحشیانہ وغیر انسانی سلوک کے باوجود علماء کرام اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہوئے، شیخ محمد شامل کے بعد ان کے ایک اور شاگرد شیخ بشیر کولیکی نے دین وملت کی حفاظت کی ذمے داری لی اور روسی فوجوں سے شدید معرکہ آرائی کرتے ہوئے قید کرلئے گئے اور ان کو سائبیریا کے جنگلوں میں جلاوطن کردیا گیا

جہاں ان کا انتقال ہو گیا ان کے بعد شیخ علی خان کو لیکی اور شیخ دنی ارسانوف نے دین وملت کی قیادت کی اور اسی راہ میں جام شہادت نوش کیا۔ روسی سامراج سے جہاد کرنے والے علماء میں شیخ نجم الدین غوتسو کا ذکر بھی ملتا ہے جنہوں نے غیر معمولی سوجھ بوجھ اور جرأت وہمت کا ثبوت دیتے ہوئے ملت اسلامیہ کی قیادت کی اور ۱۹۱۷ء میں روسی حملوں کا مقابلہ کیا اور معرکہ آرائیوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ۱۹۲۵ء کی ایک زبردست معرکہ آرائی کے دوران روسی فوجوں نے آپ کو گرفتار کر لیا اور علماء کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کو بھی پھانسی دے دی۔

اس طرح چیچنیا کے علماء کرام اور مسلم عوام کے ساتھ ایک زمانے تک شدید معرکہ آرائیوں کے بعد روسی بالشویک کا چیچنیا پر قبضہ ہو گیا یہاں خون کی ندیاں بہہ گئیں، شرعی عدالتوں اور دینی درسگاہوں کو بند کر دیا گیا، عوام کو نہتا کر دیا گیا ایسے تمام افراد کو قید کر دیا گیا جنہوں نے شیخ نجم الدین غوتسو کا ساتھ دیا تھا۔ اس کے باوجود بھی جہاد کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۰ء میں سفاک اشتراکی فوجوں نے اس علاقے میں قتل عام مچایا، یہاں کے باشندوں کی اکثریت کو ۱۹۴۴ء میں سائبیریا کی طرف جلاوطن کر دیا گیا جہاں دو تہائی باشندے ہلاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۷ء میں باقی باشندوں کو ملک لوٹنے کی اجازت ملی اور یہاں آنے کے بعد انہوں نے از سر نو روسی سامراج کے خلاف جہاد کی تیاری شروع کر دی اور بالآخر ۱۹۹۱ء میں انہوں نے اپنے ایک مخلص قائد اور بامثال فوجی کمانڈر جوہر دودایف کی قیادت میں آزادی کا اعلان کر دیا، اس مرد مجاہد نے اپنی پوری زندگی چیچنیا کی آزادی اور ترقی کے لئے وقف کر دی۔

مذہبی آزادی

روسی پارلیمنٹ دوما نے ۱۹۰۵ء میں مذہبی آزادی کا اعلان کیا، مسلمانوں کے لئے امید کی کرن بیدار ہوئی سولہویں صدی عیسوی کے دوران ایفان رہیب کے

دور میں جن مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا تھا، اور اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی کے دوران جن کو نصرانیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا تھا وہ سب کے سب اسلام کی طرف واپس آگئے۔ اس قانون کے سبب مسلمانوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہونے لگا لیکن مسلمانوں کی خوشی زیادہ دنوں تک برقرار نہ رہی، اس قانون کے پاس ہونے کے بعد روس کے وزیر خارجہ نے کیبنٹ کو ایک رپورٹ بھیجی جس کے اندر اس قانون کے نتیجے میں مسلم علاقوں میں قائم ہونے والی مذہبی وسیاسی جماعتوں کا ذکر کیا اس نے مختلف مذہبی تحریکوں کے رہنماؤں کو دولت عثمانیہ کا جاسوس قرار دیکر گرفتار کرلیا، پھر روسی حکومت نے تمام مسلم تنظیموں اور تحریکوں کو کالعدم قرار دے دیا۔

۱۹۰۵ء میں جاپان کے ہاتھوں شکست کے بعد روس نے فرانس سے ہاتھ ملایا اور پھر اس اتحاد میں انگلینڈ بھی شامل ہوگیا، نیتولا ثانی نے برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ سنٹرل ایشیا کے راستے ہندستان تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرے گا جہاں انگریزوں کی حکومت ہے اس طرح معاہدے میں ایران کے علاقوں کو باہم تقسیم کرلینے پر بھی اتفاق ہوگیا کہ روس اسکے شمالی علاقوں پر اور برطانیہ اس کے جنوبی علاقوں پر اپنا تسلط قائم کرے گا۔

انگلینڈ نے "باکو" کے تیل کے ذخائر کو روس کے لئے چھوڑدیا جب کہ روس نے خلیج عربی میں "عبدان" کے تیل کے ذخائر کو انگلینڈ کے لئے چھوڑ دیا۔ جب جرمنی کو اس سہ طرفہ اتحاد کا علم ہوا تو اس کی پریشانی بڑھ گئی تو روس نے اسے رام کرنے کے لئے اس کے ساتھ ۱۹۱۱ء میں ایک خفیہ معاہدہ کرلیا کہ روس جرمنی کو بغداد سے لیکر استنبول کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کی اجازت دیگا اور اس کے عوض میں جرمنی نے ایران میں روسی مداخلت کو برداشت کرلیا اور روس نے ایران وعراق سرحد سے متصل "خانقین" سے طہران تک ریلوے لائن بچھالی پہلی عالمی جنگ کے دوران دولت عثمانیہ نے محوری ممالک کا ساتھ دیا جس میں اس کے علاوہ جرمنی اور اٹلی شامل تھے جب کہ اسے معلوم تھا کہ اس

کے حلیف (روس، فرانس اور برطانیہ) اس کے علاقوں کو باہم تقسیم کرلیں گے، چنانچہ محوری ممالک کی شکست کے نتیجے میں حلیفی ممالک نے ترکی کے بیشتر حصوں پر قبضہ کرلیا اور پھر مغربی ممالک نے اسلامی ملکوں پر قبضہ کرنا شروع کردیا۔

مارچ ۱۹۱۷ء میں قیصر کے مظالم کے خلاف لینن کی قیادت میں کمیونسٹ انقلاب آیا۔ اس نے ۲۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو مسلمانوں سے متعلق پہلا بیان جاری کیا کہ کمیونسٹ انقلاب سے ان کو کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ان کے مفاد میں ہے اور یہ مغربی سامراجیت کے خلاف ہے، یہ انقلاب ان کی حریت و آزادی کا اعتراف کرتا ہے بلکہ ان کے اسلام اور قرآن کا دفاع کرتا ہے اس کے الفاظ تھے "اے روس کے مسلمانو! اے مشرق کے مسلمانو! اے میرے دوستو! میرے بھائیو! روس میں فی الحال عظیم حادثات رونما ہو رہے ہیں، پہلی عالمی جنگ کے نتیجے میں سامراجی قوتوں کی جانب سے مختلف ممالک کو ہڑپنے کا جو خونی دور شروع ہوا تھا وہ اب ختم ہونے والا ہے۔ روسی انقلاب کے نتیجے میں استبداد واستعباد کا سلسلہ بند ہونے والا ہے، ظالم وسرکش اور انسانوں کا خون چوسنے والے حکمراں زندگی کی آخری سانسیں گن رہے ہیں اور اب ایک نئی دنیا یعنی مزدور کی دنیا آزاد لوگوں کی دنیا، وجود میں آرہی ہے اور اب کسان اور مزدور کے ہاتھوں میں حکومت ہوگی۔ اے روس کے مسلمانو! اے مشرق کے مسلمانو! ایک زمانے تک سامراج نے تم کو غلام بنائے رکھا تمہارے املاک واراضی کو غصب کیا ہم ایسے نازک حالات میں آرام کی طرف متوجہ ہیں، تاتار، قرم، سائبیریا، ترکستان کے مسلمانو! قفقاز کے باشندو! چیچنیا کے قبائل! اے وہ لوگو جن کی مساجد کو مسمار کردیا گیا، جن کی عبادت گاہوں کو ڈھادیا گیا، ظالم بادشاہوں نے تمہاری مقدس کتاب قرآن حکیم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ تم سے تمہارے دین کے معاملے میں جنگ کی، تمہاری ثقافت تمہارے کلچر اور تمہاری زبان کو تبدیل کرنے کی کوشش کی، تو تم اپنے دین، اپنے قرآن اور اپنی آزادی کی

حفاظت کے لئے انقلاب کا ساتھ دو ہم اعلان کرتے ہیں کہ تمہارے دین کا احترام کریں گے، تمہاری مسجدوں وعبادت گاہوں کا احترام کریں گے، تمہیں اپنی تہذیب وثقافت کی پوری آزادی ہوگی اور کوئی ان معاملات کو چھیڑنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

بغیر کسی پس وپیش کے اپنے لئے ایک پروقار آزاد زندگی کی تعمیر کرو، تمہیں اس کا پورا حق اور اسکی پوری آزادی ہے، اور جان لو کہ تمہارے تمامتر مذہبی حقوق محفوظ ہیں، اس انقلاب کے لیڈروں، مزدوروں، کسانوں، اور فوجیوں سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ اس انقلاب کی تائید کریں اور اسکا ساتھ دیں کیونکہ یہ انقلاب آپ کے لئے اور آپ کے شہری ومذہبی حقوق کی حفاظت کے لئے ہے، اے مشرق، ایران، عرب، ترکی اور ہندستان کے مسلمانو! یورپی سامراج ایک زمانے سے تمہارا خون چوس رہا ہے، تمہارے ملکوں پر قابض ہے تمہاری آزادیوں کو سلب کرر کھا ہے، تمہارے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں تمہاری زمینوں کو آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں تمہارے ملکوں میں خانگی جنگ کی آگ لگا کر تمہارے املاک واراضی پر قابض ہوجاتے ہیں۔

ہم ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں قیصر روس اور فرانس وبرطانیہ کے درمیان ہونے والے معاہدے کالعدم قرار دئے جاتے ہیں جن کی رو سے ان سامراجی قوتوں نے تمہاری زمینوں کو باہم تقسیم کرلیا تھا تمہاری دولتوں پر قبضہ کرلیا تھا، اسی طرح ”کرینکی“ کی حکومت بھی باطل ہے جس نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لئے وہاں کے عوام کو ہجرت پر مجبور کردیا تھا، انقلابی جمہوریہ روس اور اسکی سپریم باڈی یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ طاقت کے ذریعہ دوسرون کی زمین پر قبضہ کرنے کے خلاف ہیں اور ہم اس بات کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا قبضہ باقی رہے گا۔ اسی طرح قیصر روس اور برطانیہ کے درمیان ایران کو تقسیم کرنے والا معاہدہ بھی کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ہم جلد ہی ایران سے

اپنی فوجوں کو ہٹالیں گے اور ایران کو مکمل آزادی کی ضمانت دیں گے۔اسی طرح ہم ترکی اور آرمینیائی تقسیم کے بھی خلاف ہیں۔

اے مسلمانو! روس نے تمہیں غلام نہیں بنایا بلکہ یورپ کی سامراجی حکومتوں نے تمہارے علاقوں پر قبضہ کیا تمہیں غریب و نادار بنایا، تمہارے بچوں کو جنگ کی آگ میں جھونک دیا، اور انہوں نے تمہیں ہلاکت و تباہی کے سوا کچھ نہیں دیا بلکہ تمہارے علاقوں کو مزید تقسیم کردیا گویا کہ تمہاری حیثیت مال غنیمت کی تھی۔

اے مسلمانو! ظالم، سرکش اور کافر حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کردو جنہوں نے تمہیں غلاموں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا، ان کے خلاف بغاوت کرنے کا یہی مناسب وقت ہے، ظلم واستبداد وسرکشی کی عمارت منہدم ہو جائے گی اور استعماریت کا زور جاتا رہے گا، تم انقلابیوں کا ساتھ دو اسوقت انقلاب کی ایک چنگاری ان ظالموں کے وجود کو جلادے گی، ہندستانی مسلمان جو ایک عرصہ سے برطانوی سامراج کے ہاتھوں غلامی و مظلومی کی ذلت اٹھاتے آرہے تھے اب برطانیہ عظمیٰ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنی گردنوں سے غلامی کے اس طوق کو اتار پھینکنا چاہتے ہیں۔اب اس ظلم پر خاموشی اختیار کرنے کا وقت نہیں ہے بلکہ ان غاصبین و ظالمین کے خلاف بغاوت کرنے کا وقت ہے اے دوستو! یہی وقت ہے کہ اپنے لئے آزاد مستقبل کی تعمیر کرلو آگے بڑھ کر اپنے ملکوں کو سامراجیت سے آزاد کرالو، ہم نے مجبور و مظلوم قوموں کو آزاد کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔اے روس کے مسلمانو! اے مشرق کے مسلمانو! ہمارا ساتھ دو، آزادی وانصاف کے ہمارے راستے کو اختیار کرو تاکہ ہم خیر، حق اور عدل کی بنیاد پر ایک نئی دنیا کی تعمیر کریں۔ (۱)

---

(۱) المسلمون امام الزحف الاحمر۔ شیخ محمد غزالی ص ۱۳۰۔۱۳۱/ المسلمون فی الاتحاد السوفیتی ۱۹۰۰ء/ ص ۵۷۔۶۰

مسلمانوں کے ساتھ لینن کا فریب

لینن نے اس طرح کے پر فریب وعدوں کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور ان کو مسلسل فریب دیتا رہا اس نے قیصر حکومت کی تحویل میں موجود حضرت عثمان کے مصحف کو "وتروجراد" کی ایک کانفرنس میں مسلم نمائندوں کے سپرد کیا، اسی طرح اس نے قیصر کے قبضے میں موجود ان گنت تاریخی دستاویزوں اور اہم اسلامی آثار کو قرم، قفقاز اور ترکستان کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

اس طرح کے اقدامات کا واحد مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اس وہم میں مبتلا کر دیا جائے کہ وہ (لینن) ان کے ساتھ ہے اور یہ یقین دلایا جائے کہ اکتوبر ۱۹۱۷ء کا انقلاب مارچ کے انقلاب کی طرح نہیں جسکا مقصد ایک لیبرل روسی حکومت قائم کرنا تھا جس کے تحت تمام مسلم علاقوں پر روسی حکومت کا قبضہ ہوتا اور مسلمانوں کو چند حقوق کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ مسلمانوں کے درمیان لینن کے پروپیگنڈوں کی اس درجہ تشہیر ہوئی کہ بعض لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ کمیونسٹ سوویت نظام قرآن اور شریعت اسلامی کے اصولوں پر قائم ہوگا۔ (۱)

اس طرح کے وعدوں اور اعلانات کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ انقلابی لیڈران ظالم قیصری حکمرانوں سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو اپنی صفوں میں شامل کرنا چاہتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے اس انقلاب میں شامل ہونے سے ان کی نصرت و کامیابی یقینی تھی، خاص طور پر ایسی صورت میں جب کہ ہم جانتے ہیں کہ روسی عوام کا ایک بڑا طبقہ انقلابیوں کا ساتھ دینے میں پس و پیش کا شکار تھا بلکہ بعض تو قیصر کا ساتھ دے رہے تھے اور اس جدید انقلاب کے سخت مخالف تھے دوسری طرف انقلاب کے لیڈروں کو اس معاملے میں منہ کی کھانی پڑی کہ مغربی یورپ خاص طور پر اٹلی فرانس کا مزدور طبقہ

(۱) مرجع سابق ج ۱ ص ۶۱

ان کا ساتھ دے گا لیکن انہوں نے اس انقلاب کا ساتھ نہیں دیا اتنا ہی نہیں بلکہ ان انقلابیوں سے برسرپیکار روس کی سفید فام فوجوں نے اپنی طاقت کو جمع کرنا شروع کردیا اور اس انقلاب کو ہتھیار کے ذریعہ ختم کرنے کے لئے بعض بیرونی ممالک سے مدد حاصل کرنے کی کوشش بھی کی۔

یہی وجہ ہے کہ لینن روس بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے نام اپنے بیانات جاری کرتا رہا تاکہ وہ اس انقلاب کا ساتھ دیں اور اس نقلاب کے دشمنوں سے مقابلہ کریں، اس قسم کے پروپیگنڈے کا مسلمانوں کے درمیان کافی اثر ہوا یہاں تک کہ انہوں نے یہ سمجھنا شروع کردیا کہ لینن روس کے اندر ان کی مکمل آزادی کا خواہاں ہے اسی طرح وہ اسلامی ملکوں کی جنگ آزادی میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ہے اور وہ ان کو مغربی سامراج کے مظالم سے نجات دلانا چاہتا ہے، مسلمانوں نے اسے نعمت سماوی تصور کیا جسے ان کی نجات کے لئے بھیجا گیا ہو۔ لینن کی جانب سے اس طرح کا آخری بیان ۱۹۱۹ء میں آیا جس میں وہ کہتا ہے "اے استعماریت کے شکار دنیا کے سوئے ہوئے مسلمانو! جاگو! جاگو! روس نے قیصری حکومت کی مضرت رساں اور خبیث سیاست کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے اب یہ حکومت تمہاری دست گیری کرے گی وہ غلام اور سامراجیت کی زنجیروں کو توڑنے میں تمہاری مدد کرے گی، روس تمہیں مذہب کی مکمل آزادی دیگا اور تمہارے ملکوں کی معروف حدوں کو تسلیم کرے گا، ترکی کے کسی بھی خطے کو ارمینیا کے حوالے کرنے پر راضی نہیں ہوگا، باسپورس اور دردنیل کے پہاڑی علاقوں پر تمہارا قبضہ باقی رہے گا اور روس میں رہنے والے مسلمانوں کو مکمل آزادی حاصل ہوگی، اس کے بدلہ میں ہمارا تم سے صرف اتنا ہی مطالبہ ہے کہ ان فرنیجی سامراجی طاقتوں سے معرکہ آرائی میں تم ہماری مدد کرو جن کی عادت تمہارے علاقوں پر قبضہ کرنا، تمہارے ذخائر کو لوٹنا اور تمہیں غلام بنانا ہے۔[1]

لینن اس طرح کے پروپیگنڈوں اور مسلمانوں کے ساتھ جھوٹے وعدوں

(۱) حاضر العالم الاسلامی: لوتروب۔ ترجمہ عادل نویہض ج ۴/ ۷۰ ۲، ۱۷۱ دار الفکر بیروت ۱۹۷۳ء

کو دہرا تا رہا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے وعدوں کی قلعی کھلنا شروع ہوئی اس نے بیشتر اسلامی علاقوں پر قبضہ کر لیا اس نے مسلمانوں کو ''بیکو'' کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جو ستمبر ۱۹۲۰ء میں منعقد ہوئی اس دعوت نامے میں لکھا تھا ''اے ایران کے مزدورو اور کسانو! قاجاری حکومت (رضا پہلوی سے قبل ایران کا حکمران خاندان) نے صدیوں سے تمہاری املاک واراضی پر قبضہ کر رکھا ہے جب کہ شریعت اسلامی کے صریح قوانین کے مطابق زمینوں کے اصل مالک تم ہو۔ طہران کی غاصب حکومت نے املاک پر قبضہ کر رکھا ہے وہ دو ملین جنیہ جیسی معمولی قیمت کے عوض برطانیہ سے اپنے ملک کا سودا کر رہے ہیں تاکہ یہ انگریز تمہارا خون چوسیں تمہاری عزت وکرامت کو داغدار کریں اور تمہارے دینی حقوق کو سلب کریں۔ اے عراق کے کسانو! گوکہ برطانیہ اعلان کر چکا ہے کہ تمہارا ملک آزاد ہے لیکن آج بھی عراق میں برطانیہ کی ۸۰ اسی ہزار فوجیں موجود ہیں جن کا تمہارے ملک کی ثروت ودولت پر قبضہ ہے جو تمہاری شرافت کو داغدار کر رہے ہیں تمہاری عورتوں کی عزت وناموس سے کھیل رہے ہیں اور تمہارے دینی وقار کو مجروح کر رہے ہیں۔

اے اناطولیہ کے کسانو! انگلینڈ، فرانس اور اٹلی کی حکومتوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ اب ان کی توپوں کی نوک پر ہے وہ سلطان کو مسلسل ذلیل کر رہے ہیں، اس کے ساتھ کسی قیدی اور غلام کا سا سلوک کر رہے ہیں اور اسے اس بات کے لئے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی دولت ان کے سپرد کر دے تاکہ وہ تمہارا خون چوسیں اور تمہاری ثروت ودولت پر قابض ہو جائیں اب تو ہرکلس کی کانوں پر بھی انکا قبضہ ہو چکا ہے، تمہارے کھیتوں پر بھی وہ قابض ہو رہے ہیں اور ان کی فوجیں تمہیں تباہ وبرباد کرنے کے لئے تمہارے ملک میں کھلے عام گھوم رہی ہیں۔

اے شام اور بلاد عرب کے کسانو! انگلینڈ اور فرانس نے تمہیں مکمل آزادی دینے کا وعدہ کیا لیکن در حقیقت اس بہانے ان کی فوجیں تمہارے ملک میں در

آئیں ان سامراجی فوجوں نے تمہاری سرزمین کو ناپاک کردیا، تمہارے مذہب وعقیدے کا مذاق اڑایا، تمہارے لئے ایسے قانون کا نفاذ کیا جن کا اسلامی شریعت سے ٹکراؤ تھا۔

"بیکو" کانفرنس میں شرکت کے لئے درج ذیل بیان کے ساتھ یہ دعوت نامہ ختم ہوتا ہے "سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرکے صحراو وادی سے گذرتے ہوئے اس مقدس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرواور اس کانفرنس میں شرکت کے بعد تمہارے لئے یہ ممکن ہوگا کہ تم ایک بار پھر اپنے شاندار ماضی کو زندہ کرسکو اور اپنی شریعت اسلامی کو قائم کرسکو۔ ہماری طرف بڑھو تاکہ ہم تمہاری نجات میں تمہاری مدد کرسکیں، اگر تم غلامی کی لعنت سے نکلنا چاہتے ہو آزادی، انصاف اور مساوات کی زندگی چاہتے ہو تو ہماری طرف قدم بڑھاؤ۔ (۱)

مسلمانوں کے لئے مکمل آزادی ودینی خود مختاری جیسے لینن کے پرکشش وعدوں کا ان پر خاطر خواہ اثر ہوا اور مسلمانوں نے اس انقلاب میں اس کا ساتھ دیا اس کی مدد کی اور تمام ہی اسلامی ممالک میں اس انقلاب کی چنگاری پھیل گئی، قفقاز کے علاقے میں ۱۹۱۷ء کے دوران امام نجم الدین غوتنسکی نے اس انقلاب کی قیادت کی، ان کا تعلق تصوف کے نقشبندی اسکول سے تھا جس نے لاکھوں مجاہدین کو روسی سامراجی کے خلاف معرکہ آرائی پر ابھارا تھا اور انہوں نے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگادی تھی، شیخ محمد شامل، قاضی محمد کمراوی، امام حمزہ خنزاجی جیسے صوفیاء اور فوجی کمانڈروں کا تعلق بھی اسی اسکول سے تھا جنہوں نے قیصر روس کی فوجوں سے ۱۸۳۰۔۱۸۵۹ء تک معرکہ آرائی کی امام خلیفہ محمد علی کا تعلق بھی طریقت کے اسی اسکول سے تھا جنہوں نے ۱۸۹۸ء میں قیصر روس کے خلاف زبردست بغاوت کی امام نجم الدین نے اس بغاوت کو جاری رکھا یہاں تک کہ مئی ۱۹۱۸ء میں قفقاز کی مکمل آزادی کا اعلان کردیا اور اس کے چند ہفتوں بعد جورجیا بھی آزاد ہوگیا۔

---

(۱) المسلمون فی الاتحاد السوفیتی ج ۱/ ۶۳، ۶۴، ص ۲۰۰

لینن نے اپنی جڑیں مضبوط کرتے ہی انتظامی امور میں سختی برتنا شروع کر دی اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیئے گئے تمام وعدوں کو یکلخت فراموش کر دیا، قساوت وشقاوت اور شدت وسختی کی سیاست پر عمل کرنا شروع کر دیا اور اس نے لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کو قتل کیا اتنی ہی بڑی تعداد کو آہنی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا پھر مسلمانوں کو احساس ہوا کہ وہ ایک سامراج کے چنگل سے نکل کر دوسرے سامراج کے جال میں پھنس گئے ہیں جو پہلے سے کہیں زیادہ شقی اور ظالم ہے،ان کو یہ بھی احساس ہو گیا کہ پر کشش وعدوں کے ذریعہ ان کو فریب دیا گیا ہے اور ان لوگوں نے لینن کے ساتھ مل کر آزادی وخود مختاری کا جو خواب دیکھا تھا اسکی حیثیت سراب سے زیادہ نہیں ہے،سرخ سامراج نے رفتہ رفتہ چیچنیا سمیت قفقاز کے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۲۲ء میں لینن نے چیچنیا کو اپنی ایک ریاست میں تبدیل کر لیا جہاں اسکی ذاتی حکومت ہوگی۔ ۱۹۲۴ء میں انگوشیہ کو بھی ذاتی حکومت والی ریاست کا درجہ دے دیا۔ ۱۹۳۴ء میں دونوں صوبوں کو ضم کر دیا گیا اور ۱۹۳۶ء میں اسے ذاتی حکومت والی جمہوریہ چیچنیا کا نام دے دیا گیا۔

چیچنیا میں کمیونسٹوں کی سیاست

بالشویک کی سیاست روز اول سے ہی اسلام دشمنی پر مبنی تھی، صرف دین اسلام ہی نہیں بلکہ وہ تمام مذاہب کا منکر ودشمن تھا۔ سب سے پہلے اس نے اسلام کے اقتصادی وعدالتی نظام کو ختم کیا۔ ۱۹۲۴ء میں کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ دینے والی شرعی عدالتوں کو بند کر دیا گیا۔ پھر روسی حکومت نے اعلان کیا کہ سوویت یونین ایک سیکولر اسٹیٹ ہے جہاں مذہب کا حکومت سے یا مساجد وگرجا گھروں کا سیاست سے کوئی رشتہ نہیں ہے اسکولوں اور کالجوں میں مذہب کی تعلیم کو ممنوع قرار دے دیا گیا اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ قیصری دور میں تو مسیحیت کو آزادی حاصل تھی لیکن یہاں کسی بھی مذہب یا خدا کا اعتراف نہیں کیا گیا۔ اشتراکی حکمراں نے دین

اسلام کو اپنا خاص نشانہ بنایا کیونکہ یہ اکثریت کا مذہب تھا، ۱۹۲۸ء تک تمام مسجدوں کو بند کردیا گیا بعض کو تو مسمار کردیا گیا اور بعض کو سرائے، جائے لھود لعب اور اصطبل میں تبدیل کردیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں صرف روس میں چھبیس ہزار مسجدیں تھیں جہاں پینتالیس ہزار امام مدرسین اور موذنین مامور تھے اور ۱۹۴۱ء میں ان مساجد کی تعداد صرف سورہ گئی۔(۱) اسی طرح ان ملحد کیونسٹوں نے تیس ہزار علماء کرام کو مختلف بہانوں سے قتل کردیا ان پر جاسوسی، تخریب پسندی اور حکومت کے خلاف بغاوت جیسے الزامات عائد کئے گئے۔

ایک مارکسی مصنف روس میں مسلمانوں کی حالت زار کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جیسے کہ مسلمان اور ان کے قائدین اپنے ہی ملک میں اجنبی ہوں، وہ یہ بھول چکے ہیں کہ یہ ملک ان کا ہے وہ ہر طرح کی انسانی و مذہبی آزادی کے تصور کو بھول چکے ہیں چیچنیا میں کیمونسٹوں نے جان بوجھ کر اسلام کو جڑ سے مٹانے کی کوشش کی، تمام مساجد و مدارس کو بند کردیا، یہ یہاں کے باشندوں کی روس سے مخالفت اور ان کی مذہبی سختی کا نتیجہ تھی سوویت حکمرانوں کا خیال تھا کہ چیچنیا اور انگوشیہ کی حیثیت اسلام کے مضبوط ترین قلعہ کی ہے کیونکہ سوویت یونین کے وجود سے قبل یہاں کے باشندوں کی اکثریت مسلمان تھی۔(۲) یہاں ۱۹۴۴ء تک مسلمان ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہے یہاں تک کہ اس ملک کے اکثر باشندوں کو سائبیریا اور قازحستان کی طرف جلاوطن کردیا گیا ان میں سے بڑی تعداد تو راستے ہی میں مر گئی اور بعض نے سائبیریا کے جنگلوں میں دم توڑ دیا چیچنیا میں یہاں کے باشندوں کی تعداد کافی کم ہوگئی اور وہ کروڑ سے لاکھوں کی تعداد میں آگئے جو باشندے یہاں باقی رہ گئے انہوں نے اپنے مذہب اپنے عادات واطوار اپنے اسلامی اخلاق کی سختی سے حفاظت کی، شدید مصائب و مشکلات نے ان کے عزم کو کمزور نہیں کیا بلکہ اس طرح کی آزمائشوں نے ان کے ایمان ویقین میں مزید

(۱) المسلمون فی آسیا الوسطی ص ۲۶ عبدالقادر طاس۔

(۲) الاقلیات المسلمۃ فی آسیا۔ سید عبدالمجید بکر ص ۱۰۴

اضافہ کیا۔ ۱۹۴۴ء میں اسٹالین نے اس جمہوریت کو ختم کردیا اس کے بعض علاقوں کو سوویت یونین میں شامل کردیا اور کچھ علاقوں کو انگوشیہ میں شامل کردیا، اسٹالین کی موت کے بعد چیچنیا اور انگوشیہ کے بچے ہوئے جلاوطن باشندے کسی طرح جاسوسی کے الزام سے اپنی بے گناہی کو ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئے تو بالآخر ۱۹۵۷ء میں ان کو اپنے ملک واپس لوٹنے کی اجازت دے دی گئی۔

جب یہ پریشان حال قوم اپنی سرزمین پر واپس آئی تو اس نے یہاں کا سارا نقشہ تبدیل دیکھا، مساجد مدارس اور دیگر عبادت گاہوں کو مسمار کردیا گیا تھا، چنانچہ روس کے خوف سے مسلمانوں نے خفیہ طور پر مدارس و مساجد تعمیر کیں، علماء نے مساجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا ان مدارس میں وہ اپنے بچوں کو دین کی بنیادی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی زبان، تفسیر حدیث اور تاریخ اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے، تمام ہی مسلمان سخت پابندی کے باوجود اپنے دینی شعائر اور مذہبی روایات کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ اپنے بچوں کا ختنہ، نکاح وغیرہ اسلامی طرز پر کرتے تھے اپنے مردوں کو بھی اسلامی طرز پر دفن کرتے تھے اور ان سارے ہی امور میں علماء ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں اس طرح کے خفیہ مدارس کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ ہوگئی تھی۔ سوویت حکمرانوں کو جب ان خفیہ اداروں کے متعلق معلوم ہوا تو ایک بار پھر ان کو بند کردیا گیا لیکن پھر حالات تیزی سے تبدیل ہونے لگے اور یہ مدارس جلد ہی دوبارہ کھل گئے اور درس و تدریس کا سلسلہ اس بار اور زیادہ منظم انداز سے شروع ہوا، مورخین کا خیال ہے کہ صوفیاء کی خانقاہیں اس خیالی "عنقاء" چڑیا کے مانند تھیں جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے ڈھانچے سے دوبارہ پھر پہلے کی طرح زندہ ہو جاتی ہے، چنانچہ یہ خانقاہیں بھی زندہ ہو گئیں اور مسلمانوں کی کثیر تعداد ان سے مستفید ہونے لگی یہ لوگ ایک ایسی دنیا تعمیر کرنا چاہ رہے تھے جہاں قانون الٰہی کی بالادستی ہو، یہ صوفیاء مسیحیوں کی طرح دین اور دنیا کی تفریق کے قائل نہیں تھے۔ تصوف کے ان اسکولوں میں کسی طرح کا کوئی

انحراف نہیں تھا اور یہ اسلامی قیادت کے اصولوں پر پوری اترتی تھیں۔

صوفیاء کی اس جماعت نے اسلام کی نشر واشاعت، عربی زبان کی حفاظت، مذہبی شعائر کے تحفظ اور ظالموں سے مقابلہ آرائی میں اہم کردار ادا کیا، روسی حکمرانوں نے صوفیاء کی ان جماعتوں کو جھوٹے پروپیگنڈوں اور طاقت کے ذریعہ ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، ان کے رہنماؤں اور مریدوں کو سوویت قانون کی خلاف ورزی اور مذہب کو سیاست کے ساتھ جوڑنے کی وجہ سے مجرم قرار دیا، ان کو کمیونسٹ کا دشمن قرار دیتے ہوئے ختم کرنے کی کوششیں بھی کیں۔ ۱۹۶۹ء میں صوفیا کے خلاف روسی سامراج کے حملوں میں مزید تیزی آئی، مذہبی کتابوں، وعظ وارشاد اور مذہبی گانوں کے کیسٹوں کو ضبط کرنے کا حکم دیا گیا اور قرآن کریم کے کسی بھی حصے کو رکھنے یا بازار سے حاصل کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ دوسری طرف کمیونسٹوں نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اسلام مخالف کتابوں کو شائع کروایا۔ ان کتابوں کا مسلم علاقوں کی مقامی زبانوں میں ترجمہ کرواکر برائے نام قیمت پر مسلمانوں کے درمیان پھیلادیا، تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک وشبہات کو ہوا دی جائے، اسی طرح کمیونسٹ پارٹی نے کارخانوں، کھلیانوں اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں بھی الحاد کو پھیلانے کا پورا انتظام کیا۔

چیچنیا اور انگوشیہ کے مسلمان جلا وطنی سے اپنے وطن لوٹنے کے بعد کافی خوش تھے لیکن ان کی یہ خوشی زیادہ دیر تک باقی نہیں رہی کیونکہ سوویت یونین نے اس خطے کے انتظامی امور کی ذمہ داری روسی حکمرانوں یا یہاں موجود اپنے ایجنٹوں کے حوالے کردی تھی یا ان دونوں کو ملاکر ایک باڈی تشکیل دے دی تھی، ان حکمرانوں نے عوام کے مفاد کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی یہاں کا گورنر "ماسکو" کی اجازت حاصل کئے بغیر اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ کمیونسٹوں نے یہاں سب سے زیادہ خطرناک عمل یہ شروع کیا کہ مسلمانوں کے درمیان کمیونسٹوں کو مسلمانوں کے بھیس میں شامل کردیا تاکہ یہ مسلمانوں کی

جاسوسی کریں ان کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں تاکہ مسلمانوں کے اتحاد کو توڑا جاسکے اور ان کے تشخص کو ختم کیا جاسکے۔

اس کے علاوہ ان لوگوں نے بڑے پیانے پر عیسائی مشنریوں کو حکومت کی سرپرستی میں ان علاقوں میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی کھلی اجازت دی۔ جن کا کام مسلمانوں کے درمیان اسلام سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے ان کو ملحد و بے دین بنانا یا پھر عیسائی بنانا تھا۔ اسکولوں میں ملحد اساتذہ بچوں کے ذہن میں الحاد اور اسلام دشمنی کا بیج بوتے تھے۔ پھر یہ ملحد استاد اس شاگرد کے خاندان والوں سے ملاقاتیں کرتا، ان سے مانوس ہونے اور قریب ہونے کی کوشش کرتا اور جب وہ اس خاندان میں گھل مل جاتا تو ان کے اندر الحاد پرستی کے زہر کو انڈیلنے کی کوشش کرتا، اسی طرح انہوں نے ملحد کمیونسٹ عورتوں کو مسلم عورتوں کے درمیان ملحدانہ نظریات کو پھیلانے پر مامور کیا، یہ عورتیں پردہ، شادی اور دیگر معاشرتی مسائل سے متعلق ان کے درمیان غیر اسلامی نظریات کو پھیلانے کی کوشش کرتی تھیں کمیونسٹوں نے مسلمانوں کے درمیان الحاد پھیلانے کے لئے ڈاکٹروں سے بھی کام لیا ڈاکٹر جاں بلب مریضوں سے قریب ہونے کی کوشش کیا کرتے تھے اور پھر ان کے ذہنوں میں ملحدانہ نظریات کے بیج بوتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کمیونسٹوں نے مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کے تمام تر وسائل کو استعمال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے چیچنیا کے مسلمان کو ان سازشوں سے محفوظ رکھا اور وہ اپنے مذہبی عقائد اور دینی شعائر پر سختی سے کاربند رہے۔

مسلمانوں نے طویل زمانے تک صبر واستقلال سے کام لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانیوں کو دور کر دیا، آزمائشوں کے بادل چھٹ گئے اور ۱۹۹۰ء میں سوویت یونین کا شیرازہ منتشر ہو گیا، سنٹرل ایشیا اور قفقاز کے مسلمانوں کے ساتھ چیچنیا کے مسلمانوں نے بھی راحت کی سانس لی اور بعض علاقوں نے تو فوراً ہی اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا کیونکہ اب مکمل آزادی کے ماحول میں زندگی

گزارنے کا وقت آگیا تھا۔

۲۵ر نومبر ۱۹۹۰ء کو چیچنیا اور انگوشیہ کے باشندوں نے ایک عوامی قومی کانفرنس میں اپنے آپ کو سابق سوویت یونین سے الگ کرنے اور آزاد اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے قیام کا اعلان کر دیا۔اس کانفرنس نے چیچنیا کے ایک مخلص سپوت اور روسی فوج کے سابق جنرل جوہر دودایف کو اپنا رہنما منتخب کیا جنہوں نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے برابر جنگوں میں حصہ لیا۔ لیکن روس نے اس کی آزادی کا اعتراف نہیں کیا اور اس آزادی کو ختم کرنے کی سازشوں میں لگ گیا آزادی کے اس اعلان کے بعد روس کی فوجیں چیچنیا کے مسلمانوں کے ساتھ تین سال تک جنگ کرتی رہیں۔ان کے جہاد و کشمکش سے متعلق ان شاء اللہ دوسرے باب میں تفصیل سے گفتگو کروں گا یہاں میں اردن میں چیچنیا کے ایک پناہ گزیں کا ایک عرصہ کے بعد چیچنیا کی زیارت کا مختصر طور پر ذکر کروں گا۔

چیچنیا کا ایک شخص طویل عرصے تک اردن میں مقیم رہا اور پھر اس کے دل میں اپنے وطن کی زیارت کا شوق پیدا ہوا روسی حکام کی جانب سے کافی مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد اسے یہاں آنے کی اجازت ملی اس شخص (جس سے ملاقات کے لئے وہ آنا چاہتا تھا) کو سرکاری طور پر ایک حلف نامہ بھرنا پڑا کہ وہ اس آنے والے شخص کو یہاں کی کوئی بات نہیں بتائے گا، یہاں کے احوال سے اسے باخبر نہیں کرے گا وہ سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی امور پر کوئی گفتگو نہیں کرے گا صرف اپنے رشتے داروں سے ملاقات کرے گا زائرین کے لئے یہ بہت بڑی سہولت تھی۔ اس نے متعدد چیزوں کے متعلق بتایا جن میں بعض اہم چیزیں حسب ذیل تھیں:

(۱) اسکا شاندار طرز پر گرمجوشی سے استقبال کیا گیا، اس کے انتظار میں کئی ہزار افراد اسٹیشن پر موجود تھے، جبکہ وہ ایک عام شخص تھا اور یہاں ایک کمرے کے اندر تین ہفتے گزارے تھے، اسے اپنی جائے رہائش سے ادھر ادھر گھومنے کی اجازت نہیں تھی وہاں ملاقات کرنے والے اس کے پاس آسکتے تھے چنانچہ

سینکڑوں کی تعداد میں ہر روز لوگ اس سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے، بعض لوگ تو لمبی مسافت طے کرکے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے، بعض لوگ تو جہاز سے پندرہ سو کلو میٹر کی مسافت طے کرکے اس سے ملاقات کرنے آئے تھے تاکہ وہ اس شخص کو ایک نظر دیکھ لیں جو عالم عرب اور عالم اسلام سے ہو کر آیا تھا۔

(۲) چیچنیا کے لوگ اس بات کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار تھے کہ ان کا ایک شخص اس قدر خوشحال اور فارغ البال ہو گیا کہ وہ ایک سے زیادہ کپڑے تبدیل کرتا ہے کیونکہ کمیونزم کے نفاذ کے بعد پچاس سالوں سے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ لوگ صرف ایک کپڑے پر گزر اوقات کرتے تھے۔ اگر کسی کو اپنا کپڑا دھونا ہوتا تو وہ لحاف کے اندر گھس کر کپڑے اتار دیتا اور اس وقت تک لحاف کے اندر رہتا جب تک کہ اسکا کپڑا خشک نہ ہو جاتا۔ وہ لوگ روسی فوج میں شامل ہونا نا پسند کرتے تھے لیکن وہ لازمی خدمت انجام دینے کے لئے مجبور تھے۔

(۳) اسلام کو سمجھنے اس کے احکام و تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے کی ان کے اندر عجیب وغریب تڑپ تھی سوائے نئی نسل کے جن کی تربیت کیونزم تہذیب کے مطابق ہوئی تھی ان کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے تھوڑے وقت کی ضرورت تھی۔

ان کو علماء اور ائمہ کی قلت کا سامنا تھا، فقہی مسائل جاننے کے لئے اس کے پاس لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو شخص عربی زبان جانتا ہو اور عربوں کے درمیان رہ کر آیا ہو تو اسے ان مسائل سے واقفیت ضرور ہو گی۔

اس کی ملاقات یہاں کے ایسے مقامی شخص سے بھی ہوئی جو کچھ دنوں کے لئے عالم اسلام میں بھی رہ کر آیا تھا تو علاقے کے لوگ اسے ولی اللہ سمجھ بیٹھے تھے اور اس سے نیاز حاصل کرنے کے لئے بھیڑ لگی رہتی تھی گو کہ اسکی عربی کافی کمزور تھی۔

(۴) ان لوگوں کو باہری دنیا کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں تھا نہ اپنے ان پناہ

گزیں بھائیوں کے متعلق کوئی خبر تھی جو مختلف اسلامی ملکوں میں رہ رہے تھے، ان کو فریضہ حج کی ادائیگی کی اجازت نہیں تھی، وہ صرف حج کے ایام کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے خواہ روسی حکام کو ان کا یہ عمل پسند ہو یا ناپسند۔

(۵) حکام نے ان کے لئے فتویٰ دے رکھا تھا کہ شراب اسلام میں حرام نہیں ہے جب اس مہمان نے ان سے شراب کے متعلق دریافت کیا کہ دین اسلام پر عمل کرتے ہوئے وہ شراب کا استعمال کیونکر کر سکتے ہیں؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ شراب حرام نہیں ہے اور پھر بھی نماز کی حالت میں وہ لوگ شراب نہیں پیتے ہیں۔

(۶) وہ لوگ عالم عرب کو عالم نور تصور کرتے تھے کیونکہ یہیں اسلام طلوع ہوا اور یہیں سے پھیلا اور وہ لوگ عربوں کے متعلق کافی حسن ظن رکھتے تھے ان کو اخلاق، کردار، علم و فن میں اعلیٰ انسان سمجھتے تھے۔ایک اسی ۸۰ سال کے معمر شخص نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں دو رکعت نماز کی امامت کروں کیونکہ اس کی شدید خواہش تھی کہ عالم عرب سے آنے والے کسی شخص کے پیچھے نماز ادا کرے خواہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اہل چیچنیا کے اندر اسلام اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے کی کس قدر تڑپ و لگن تھی وہ عرب ممالک کو عالم نور سے تعبیر کرتے تھے کیونکہ سرزمین مکہ یہیں واقع ہے جہاں سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تھا، ان کے دلوں میں تمام مسلمانوں کے لئے الفت و محبت اور عزت واحترام کا جذبہ تھا کسی مسلمان سے ملاقات کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روسی حکمرانوں نے چیچنیا کے باشندوں پر کس قدر سخت پابندی عائد کر رکھی تھی عرب ممالک میں موجود اپنے بھائیوں یا رشتے داروں سے ان کو ملاقات کرنیکی اجازت نہیں تھی۔

یہاں کے لوگوں کو علماء و دعاۃ کی شدید ضرورت تھی جو ان کی سامنے اسلام اور اسلامی تعلیمات کی خصوصیات کی وضاحت کرتے، اور ہر طرح کی بدعات

وخرافات سے پاک اسلام کو پیش کرتے، روسی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی تصویر کو مسخ کرنے اور اس کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کی سازشوں کا پردہ چاک کرتے تاکہ نئی نسل کے ذہنوں میں اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کی عظمت راسخ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی یہ خواہش پوری ہو اور ان کو فتح وکامرانی نصیب ہو۔ آمین

✿✿✿✿✿✿

دور جدید میں اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے خلاف

روس کی جنگ

۱۹۹۰ء میں سوویت یونین منتشر ہو گیا، اس منتشر سوویت میں شامل مسلم ممالک نے اطمینان کی سانس لی، ہر مملکت نے اپنے مستقبل کے متعلق سوچنا شروع کیا اور انہوں نے مطلق آزادی کا مطالبہ شروع کر دیا، بعض مملکتوں نے فوراً ہی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا کہ ان کو اپنی مرضی کا ایسا نظام حکومت اختیار کرنے کی آزادی ہے جو ان کی جان ومال اور مذاہب کی حفاظت کرے۔

اسی طرح اسلامی جمہوریہ چیچنیا نے بھی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا، ۲۵ر نومبر ۱۹۹۰ء کو یہاں کے باشندوں نے ایک عوامی سطح کی قومی کانفرنس منعقد کی جس میں چیچنیا اور انگوشیہ کے تمام ہی افراد کی نمائندگی موجود تھی، اس کانفرنس نے چیچنیا کی آزادی کا اعلان کر دیا، اس کانفرنس نے چیچنیا کے لئے پارلیمانی طرز حکومت کی سفارش کی، جنرل جوہر دودائیف نے روسی فوج سے استعفی دے دیا اور چیچنیا کی عوامی کانفرنس کمیٹی کے صدر ہو گئے اور پھر اپنی پوری زندگی چیچنیا کے عوام اور یہاں کی سرزمین کی مطلق آزادی کے لئے وقف کر دی اور بارہا کہا کہ سابق سوویت یونین سے الگ مستقل اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے قیام کا وقت آگیا ہے۔

چیچنیا کی جانب سے مطلق آزادی کا اعلان سنتے ہی روسی حکومت پاگل ہو گئی مسلمانوں کے خلاف ان کی دیرینہ دشمنی اور بغض ونفرت عود کر آئی اور اس نے طے کیا یہ جمہوریہ اس کے ماتحت رہے گا اتنا ہی نہیں بلکہ اس مملکت کو وجود میں آنے سے قبل ہی اسے ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے لئے درجہ ذیل اقدامات کئے:

۱۔ انگوشیہ کے عوام کو چیچنیا سے الگ ہو جانے پر اکسایا۔

۲۔ چیچنیا کے عوام کا سیاسی طور پر محاصرہ کیا۔
۳۔ چیچنیا کی سرحدوں پر کثیر تعداد میں روسی فوجوں کو تعینات کر دیا۔
۴۔ جنرل دودائیف کی اسلامی حکومت کی مخالف پارٹی کی مدد کی۔
۵۔ فوجی مداخلت کر دی۔

روس نے انگوشیہ کے عوام کو جمہوریہ چیچنیا سے الگ ہو جانے پر آمادہ کیا تاکہ چیچنیا کی افرادی قوت کمزور ہو جائے اور اسکی آزادی ختم ہو جائے۔ ۱۴۰۰ھ سے ۱۴۰۱ھ کے درمیان انگوشیہ سے وعدہ کیا کہ وہ اوستینیا میں ان کی املاک واراضی کو واپس کر دے گا وہ اپنی چال میں کامیاب ہو گیا۔ انگوشیہ کے عوام نے یہ سوچ لیا کہ دشمن ان کے لئے مخلص ہے اور وہ اس کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو پورا کرے گا لیکن یہ تو ان کی خام خیالی تھی۔ انگوشیہ کے عوام نے چیچنیا سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا اور جمہوریہ انگوشیہ کو قائم کیا جو روسی فیڈرل حکومت کے تابع ہو گا۔

انگوشیہ کے الگ ہو جانے کے باوجود بھی چیچنیا کے عزم وحوصلے میں کوئی کمی نہیں آئی جولائی ۱۹۹۱ء میں یہاں کے عوام کی دوسری عوامی کانفرنس جنرل دودائیف کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں چیچنیا کی مکمل آزادی وخود مختاری کی سفارش کی گئی۔

اگست ۱۹۹۱ میں ماسکو میں روسی صدر غورباچوف کے خلاف ناکام انقلاب آیا اس کے فوراً بعد ہی ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں چیچنیا کی عوامی کانفرنس نے پارلیمنٹ کو تحلیل کر کے نئے پارلیمانی انتخاب کرانے اور ساتھ ہی صدر جمہوریہ کا انتخاب کرانے کا اعلان کر دیا ڈنمارک، لتفیا اور روس کے مشاہدین کی نگرانی میں تین امیدواروں نے صدارتی عہدے کے لئے اپنے کاغذات داخل کئے جن میں جنرل جوہر دودائیف بھی شامل تھے، انتخابات میں ۷۵ فی صد عوام نے حصہ لیا اور جنرل دودائیف ۸۰ فی صد ووٹوں سے صدارتی عہدے کے لئے منتخب کئے گئے۔ ۲ر نومبر ۱۹۹۱ء کو صدر جنرل دودائیف نے پارلیمنٹ کے سامنے عہدے کا حلف لیا

اس طرح جمہوریہ چیچنیا کی آزادی مکمل ہو گئی۔ صدر دودائیف نے اعلان کیا کہ ملک جمہوری طرز حکومت کا پابند ہو گا لیکن اسکا دستور شریعت اسلام کے اصولوں پر مبنی ہو گا اس مملکت میں روسی قوانین کا نفاذ نہیں ہو گا انہوں نے چیچنیا کی الگ مسلم فوج قائم کی اسلامی قوانین کو نافذ کیا، اپنے شہریوں کے لئے کسی آزاد ملک کی طرح پاسپورٹ جاری کیے مناسب ہے کہ اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے پہلے صدر کے حالات زندگی پر مختصر روشنی ڈالی جائے۔

جنرل دودائیف ۱۹۴۴ء کو قزاکستان میں اس سال پیدا ہوئے جب کہ اسٹالن نے چیچنیا کے عوام کو جرمنی کی جاسوسی کے جھوٹے الزام میں قزاکستان اور سائبیریا کی طرف جلاوطن کر دیا تھا، اس طرح جوہر کی پرورش غربت میں ہوئی جب شعور کی آنکھیں کھولیں تو اپنے خاندان اور دیگر عوام پر ظلم ہوتے دیکھا اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کو دیکھ کر ان کے دل میں رنج وافسوس پیدا ہوا اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش کوئی شخص ان کے مسائل میں دلچسپی لیتا اور ان کے مفادات کو تحفظ فراہم کرتا ان کی یہ خواہش پوری ہوئی۔

وطن سے دور سوویت ماحول میں ان کی پرورش ہوئی، زندگی کے ابتدائی ایام شمالی قزاکستان میں گزارے اپنی ذہانت کی بدولت علمی میدان میں امتیاز حاصل کیا پھر ایک سوویت ملٹری کالج میں داخلہ لیا جہاں سے فوجی ہوابازی میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد جورجیا اکیڈمی سے اس میدان میں مزید مہارت حاصل کی۔ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء تک جمہوریہ استونیا میں روسی فوج کی قیادت کی۔

روس نے سمجھا کہ وطن سے دور پیدا ہونے کمیونسٹ اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے جنرل دودائیف اپنے مذہبی عقیدے سے منحرف اور وطنی جذبے سے لاپرواہ ہو گئے ہیں جب کہ اس شخص کے دل میں بچپن سے ہی دینی شعور اور حب الوطنی کا جذبہ راسخ ہو چکا تھا، وہ دوسرے فوجی کمانڈروں سے مختلف تھے جو اشتراکیت کے دھارے میں بہہ کر اپنے ملی تشخص اور دینی حمیت کو

بھول گئے تھے۔ لیکن جوہر دودائیف چیچنیا کے عوام کے ساتھ کمیونسٹوں کے مظالم وچیرہ دستیوں کو نہیں بھول پائے اور یہ مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے سے ایک لمحے کے لئے بھی اوجھل نہیں ہوئے انہوں نے فوجی میدان میں اپنی مہارت اور قابلیت کو اس قدر بڑھایا کہ روسی حکمرانوں نے ان کو اسٹریٹجک ایر فورس کا جنرل بنادیا جو اس وقت دنیا کی دوسری سب سے بڑی فوج تھی حالانکہ ان کی عمر اس وقت صرف ۳۶ سال کی تھی۔ وہ استونیا میں موجود روسی ایر فورس کے جنرل تھے، ۱۹۹۰ء میں استونیا کی آزادی کے بعد وہ قزاکستان کے بجائے اپنے ملک چیچنیا واپس آگئے اور دارالسلطنت غروزنی میں سکونت اختیار کرلی ملک کے مسائل میں دلچسپی لینا شروع کیا یہاں تک کہ چیچنیا کی عوامی مجلس کے صدر منتخب ہوئے اور اپنے ملک کو روسی سامراج کے چنگل سے آزاد کرانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی، روسی حکمرانوں کے خلاف معرکہ آرائی میں ان کے اندر مجاہد عظیم شیخ محمد شامل کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کے اندر چیچنیا کے عوام کے لئے محبت وہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اسی طرح وہاں کے عوام بھی ان سے حد درجہ محبت کرتے اور ان کے اشارے پر جان چھڑکنے کے لئے تیار رہتے، روسی حکمرانوں نے متعدد بار مختلف سازشوں کے ذریعہ ان کو حکومت سے برطرف کرنے کی کوشش کی اور ہر بار ان کو اپنی کوشش میں منہ کی کھانی پڑی۔

روس نے چیچنیا کی آزادی اور خود مختاری کا اعتراف نہیں کیا بلکہ صدر بورس یلتسن نے ۸ار نومبر ۱۹۹۱ء کو ایمر جنسی کا اعلان کردیا، دوہزار روسی سیکورٹی فورس کو چیچنیا میں اتار دیا تاکہ ان کی آزادی کو کچل دیا جائے اور یہ ملک ایک بار پھر روس کے ماتحت ہو جائے لیکن چیچنیا کے مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنادیا انہوں نے حملہ آور فوجوں کا محاصرہ کرکے ان کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیا اور ان کو قیدی بنالیا اور کچھ دنوں کے بعد یہ فوجیں روس واپس چلی گئیں۔ اس طرح روس کی یہ کوشش ناکام رہی۔

روس نے جب یہ دیکھا کہ فوجی کاروائی کے ذریعہ چیچنیا کی آزادی کو ختم کرنا

ممکن نہیں ہے تو اس نے سیاسی طور پر اس ملک کو دنیا سے الگ تھلگ کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ ملک کے صدر جنرل دوودائیف پر ملک سے باہر جانے یا باہری دنیا سے ربط قائم کرنے کی پابندی لگادی گئی اور یہ پابندی اس وجہ سے تھی تاکہ یہاں کے عوام کو غذا اور ضروری دواؤں کی قلت کا سامنا کرنا پڑے اور وہ اس کے آگے جھک جائیں۔

روس نے چیچنیا کی سرحدوں پر بھاری لشکر کو تعینات کر دیا جو رات و دن اس انتظار میں تھی کہ اس ملک میں مغربی دخل اندازی کا کوئی موقعہ ہاتھ آجائے۔ جب یہ تمام حربے ناکام ہوگئے تو روسی حکمرانوں نے جنرل دوودائیف کے مد مقابل سیاسی حریف عمر افتر خانوف کی مدد شروع کر دی اور یہ مخالف گروہ چیچنیا کی آزادی و خود مختاری کے بجائے روسی حکومت کے ماتحت رہنے کو ترجیح دیتا تھا۔

روس نے ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۴ء میں پہلی بار اس ملک میں حزب مخالف کی مدد کرنے کے بہانے فوجی مداخلت کی کوشش کی، ۲۶/نومبر ۱۹۹۴ء کو جدید ترین اسلحہ جات اور ۶۰ ساٹھ بھاری ٹینکوں کے ساتھ داخل ہو گیا، دوسری طرف صدر دودائیف کی قیادت میں اسلامی فوجیں صف آرا ہو گئیں اور روسی فوجوں کو زبردست شکست ہوئی ان کے ۳۵ پینتس ٹینک تباہ ہوگئے اور باقی پر اسلامی فوجوں کا قبضہ ہو گیا لیکن فوجی حملوں کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

چیچنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت روس کے لئے مزید پریشانی کا سبب بن گئی، اسے اندیشہ ہونے لگا کہ اس ملک کی آزادی کے بعد قفقاز کی دیگر اسلامی ریاستیں بھی آزادی و علیحدگی کا اعلان کر دیں گی پھر یہ مسلم علاقے تیل، سونا چاندی، لوہا، جیسے بیش قیمت معدنیات سے مالا مال تھے، ان علاقوں کی زمین بھی کافی زرخیز تھی لہذا روس کسی قیمت پر ان ممالک کی آزادی کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ روس کی طرف آذر بائیجان اور دیگر ملکوں سے تیل سپلائی ہونے والے پائپ بھی چیچنیا سے ہو کر ہی گزرتے تھے تو آخر روس اس چھوٹی سی

جمہوریت کو اس بات کی اجازت کیوں کر دے سکتا تھا کہ اسکے تیل کے کنوؤں اور پائپ لائنوں پر اس کا قبضہ ہو جائے۔

اسی طرح آذر بائیجان اور قفقاز کے دیگر علاقوں کو روس سے جوڑنے والی ریلوے لائن بھی چیچنیا سے ہو کر ہی گزرتی تھی اور چیچنیا کی آزادی کی صورت میں اس ریلوے لائن پر اسکا قبضہ ہو جاتا اور اس کے لئے دیگر ریاستوں سے تعلق قائم کرنا کافی مشکل ہو جاتا۔

روس کے اکثر الیکٹرک اور ایٹمک پاور اسٹیشن بھی چیچنیا ہی میں تھے جہاں سے روس اور قفقاز کے دیگر علاقوں کو بجلی سپلائی ہوتی تھی۔

روس کے انتشار سے قبل سرخ فوجوں کا یہ بہت بڑا اڈہ تھا، یہاں بہت سارے اہم میزائل اور اسلحے موجود تھے جن پر ۱۹۹۱ء کے بعد چیچنیا نے قبضہ کر لیا۔

ان تمام اسباب و عوامل کے پیش نظر روسی صدر بورس یلتسن نے چیچنیا کے خلاف فوجی کاروائی کرنے کا فیصلہ لیا۔ روسی وزیر دفاع گراتشوف نے چیچنیا کے خلاف روسی جنگ کا اعلان کر دیا اور اس جنگ کے بارے میں اس نے کچھ سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے ایئر فورس کی مدد سے صرف دو گھنٹے کی کاروائی کے بعد اس کے دارالسلطنت "غروزنی" پر قبضہ کر لے گا۔

یہ تو محض روسی خام خیالی تھی بھلا وہ مسلم عوام کے جذبہ جہاد کو صرف دو گھنٹے میں کیونکر ختم کر سکتا تھا، چیچنیا کے مسلم عوام دین اسلام پر سختی سے قائم اور اسکی دفاع و سر بلندی کے لئے اپنی عزیز ترین متاع کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار تھے اگر گراتشوف نے ماضی کے صفحات پلٹنے کی زحمت کی ہوتی تو اسے معلوم ہوتا کہ یہ قوم کس قدر جفاکش اور سخت جان رہی ہے اور اسے چند لمحوں کے فضائی حملے کے ذریعہ روسی اتحاد میں شامل کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

روس نے چیچنیا میں عمر افتر خانوف والے مخالف گروہ کی ہر طرح سے مدد کی

تاکہ ان کی مدد سے فوجی انقلاب آجائے اور غروزنی پر قبضہ ہو جائے،اس نے مخالف لیڈر عمر افتر خانوف کو یہ امید بھی دلائی کہ اگر یہ فوجی کاروائی کامیاب ہو جاتی ہے تو اسے اس ریاست کا گورنر بنا دیا جائے گا۔اس کے بدلے میں عمر افتر خانوف نے بھی روسی حکمرانوں کو یقین دلایا کہ اسکے حاکم ہونے کے بعد یہاں اسلامی قوانین کے بجائے صرف روسی قوانین نافذ ہوں گے۔(۱)

اسلامی حکومت کے مخالف گروہ کے ساتھ اس طرح کے وعدوں اور معاہدوں کے بعد روسی فوجوں نے غروزنی کو اپنا نشانہ بنایا، ہلکے اور بھاری جنگی جہازوں نے شدید حملے کئے لیکن اس معرکے میں مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی، یہ حملے ناکام ہوئے، مسلم فوجوں نے روس کے ستر فوجی افسروں کو قیدی بنالیا۔

جب چیچنیا کے ٹیلی ویژن نے دارالسلطنت غروزنی پر روسی حملے کی ناکامی کی خبر نشر کی اور ساتھ ہی روس کے قیدی فوجی افسروں کی تصویریں بھی دکھائیں تو روسی حکمرانوں نے اپنی خفت کو مٹانے کیلئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب جھوٹ ہے وہ روسی فوجی افسران نہیں ہیں بلکہ غروزنی کی سڑکوں پر چلنے والے عام روسیوں کو پکڑ کر ان کو فوجی لباس پہنا دیا گیا ہے تاکہ یہ تاثر دیا جائے کہ روس کا اس حملے میں ہاتھ ہے لیکن چیچنیا کے میڈیا نے ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی تردید بھی اس طرح کر دی کہ ان تمام قیدیوں کے نام،ان کے فوجی نمبر،روسی فوج میں ان کا مرتبہ،ہر ایک کا پتہ وغیرہ تمام تفصیلات کو مقامی اخبارات میں شائع کروادیا اس طرح سے روسی حکمرانوں کے جھوٹ کی قلعی پوری دنیا کے سامنے کھل گئی۔

اس کے فوراً بعد ہی روس کی رائے عامہ حکومت کے خلاف ہو گئی، عوام اور حکومت کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو دیکھتے ہوئے وزیر دفاع گراتشوف کو قیدیوں کی رہائی کے سلسلے میں چیچنیا کے صدر جنرل دودائیف سے ملاقات کے لئے مجبور ہونا

---

(۱) جریدہ المسلمون ص ۱۳۔ ۲۱ رجب ۱۴۱۵ھ

پڑا، یہ روسی وزیر دفاع کے لئے کافی مشکل مرحلہ تھا، اسے منہ کی کھانی پڑی تھی کیونکہ اسی نے یہ بیان دیا تھا کہ چیچنیا کا کام صرف دو گھنٹے میں تمام ہو جائے گا۔ اور اب اسے تلخ حقیقت کا سامنا تھا، وہ جان چکا تھا کہ اس کا مقابلہ ایسی مسلم فوج سے ہے جو اپنے ملک کو کمیونزم کے پنجے سے آزاد کرا کر وہاں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتی تھی چنانچہ یہ روسی وزیر مسلم صدر دودائیف سے روسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق عاجزانہ درخواست کرتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس ناکام حملے میں روس کے اعلیٰ فوجی افسروں کا ہاتھ تھا ورنہ روس کا وزیر دفاع کرائے کے فوجیوں کی رہائی کے لئے درمیان میں نہ پڑتا!

۷ دسمبر ۱۹۹۴ء کو انگوشیہ میں روسی وزیر دفاع گراتشوف اور چیچنیا کے صدر جنرل دودائیف کی ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی اور یہ طے پایا کہ پرامن طریقے پر مسئلہ کو حل کیا جائے (لیکن یہ محض دکھاوا اور ایک چال تھی) صدر جنرل دودائیف نے روسی قیدیوں کو وزیر دفاع کے حوالے کر دیا اور اس موقع پر وزیر دفاع نے یہ اعلان کیا کہ چیچنیا میں روس کی جانب سے کوئی فوجی مداخلت نہیں ہوگی اور دونوں فریق نے اس بات پر اتفاق کیا کہ چیچنیا کا مسئلہ ایک سیاسی مسئلہ ہے کوئی فوجی مسئلہ نہیں ہے اور اسے سیاسی بات چیت کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے۔

اس کے باوجود چیچنیا کے صدر کو اس بات کا یقین تھا کہ روس فوجی مداخلت سے باز نہیں آئے گا کیونکہ روس نے ایفائے عہد سیکھا ہی نہیں اور نہ تو وہ معاہدوں کی پابندی کرتا ہے، انہوں نے روسی وزیر سے الوداع کے وقت کہا "ہم فوجی لوگ ہیں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں آپ وزیر دفاع کی حیثیت سے اوپر سے ملنے والے احکام کو نافذ کرتے ہیں میں اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں لیکن جنرل کی حیثیت سے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حکمراں کو اس بات کا موقعہ نہ دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق حرکت کریں"(۱)

---

(۱) المسلمون ص ۳ جمعہ ۲۱ رجب ۱۴۱۵ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء

اس معاہدے کے باوجود ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو ملٹری کاروائی شروع ہو گئی جسے پیہم فضائی حملوں کی پشت پناہی حاصل تھی، روس کا اس بار یہ خیال تھا کہ وہ چیچنیا پر دو دن کے اندر قبضہ کر لے گا اور یہ مسئلہ کسی داخلی یا خارجی رد عمل کے بغیر ہی ختم ہو جائے گا، روسی صدر بورس یلتسن اسپتال میں داخل ہوتا ہے اس کا خیال تھا کہ اس کے باہر آنے سے قبل ہی یہ فوجی کاروائی ختم ہو جائے گی۔

حالات نے ایک نیا رخ اختیار کیا اور روسی اور چیچنیائی فوجوں کے مابین باقاعدہ فوجی معرکہ آرائی شروع ہوئی اسی ہزار روسی فوجیں ایک ہزار ٹینک اور چھ سو بھاری ٹینکوں کے ساتھ تین محاذ سے اچانک داخل ہوئیں، اسلامی فوجوں نے جم کر مقابلہ کیا، اس جنگ میں پڑوسی ملک انگوشیہ نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

اس طرح کے وحشیانہ حملوں سے قبل بھی روسی فوجیں مختلف سازشوں کے ذریعہ غروزنی کی حکومت کو گرانے کی ناکام کوششیں کر چکی تھیں، اس طرح کی چالوں کی ناکامی کے بعد روس کو اس ملک کی جانب سے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں آزادی کی یہ چنگاری دوسرے ملکوں تک نہ پھیل جائے اور یہ بات بھی اس کے لئے باعث ذلت تھی کہ چیچنیا جیسے چھوٹے ملک نے روس جیسے طاقتور ملک کو چیلنج کر دیا تھا، اس سے دنیا کے سامنے اس کی پوزیشن کمزور ہوئی تھی اور عوام کے دلوں سے روسی فوج کا خوف جاتا رہا تھا، چنانچہ بورس یلتسن نے روسی فوجی افسران کے لئے سخت ترین احکامات جاری کئے، ان کو فوجی مداخلت کی اجازت دیتے ہوئے غروزنی کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کو کہا جہاں اسلامی حکومت کا دار السلطنت تھا اور جہاں سے آزاد اسلامی جمہوریہ چیچنیا کا اعلان کیا گیا تھا، روسی صدر کا خیال تھا کہ غروزنی کی تباہی کے بعد اسلامی جمہوریہ چیچنیا پر روس کا قبضہ بحال ہو جائے گا۔

۹ر جنوری ۱۹۹۵ء کو روسی فوجیں اپنے جنگی طیاروں اور بھاری ٹینکوں کے ساتھ حرکت میں آگئیں اور غروزنی پر سخت حملے کئے لیکن دوسری طرف مجاہدین نے پوری شجاعت و فراست کے ساتھ ان حملوں کا جواب دیا اور میدان

مار لیا، سیکڑوں روسی فوجوں کو گرفتار کیا تیرہ ہزار سے زائد روسی فوجیوں کو قتل کردیا گیا روسی فوج کے بھاری جنگی ساز وسامان پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا اسی طرح انہوں نے روس کے کئی جنگی جہازوں کو بھی مار گرایا۔ (۱)

چیچنیا کے مجاہدین کی شجاعت اور دینی حمیت نے روس کو پاگل کردیا، پے در پے ناکامیوں کے بعد روسی فوجوں نے تمام تر انسانی واخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کردیا، کھیتوں کو جلانا دیہاتوں اور قصبات پر بمباری کرنا شروع کردیا، بین الاقوامی سطح پر ممنوع کیمیاوی اسلحہ کا بھی استعمال کیا اس طرح کے غیر انسانی مجرمانہ ووحشیانہ کاروائیوں کے نتیجے میں ہزاروں معصوم شہریوں کی جانیں تلف ہوئیں جن میں مرد، عورت، بچے بوڑھے سبھی شامل تھے ۔ عیسائیت نواز مغربی ممالک اور بین الاقوامی اداروں نے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی اس کھلی زیادتی اور انسانیت سوز مظالم کے خلاف کوئی آواز نہیں بلند کی بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہونے والی تباہی وبربادی اور ہلاکت وخونریزی کا تماشہ دیکھتے رہے اور یہ کہتے ہوئے اپنا دامن چھڑا لیا کہ یہ تو روس کا داخلی معاملہ ہے اور بین الاقوامی برادری اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کرسکتی ہے۔ (۲)

امریکی صدر بل کلنٹن نے ۱۳ دسمبر ۱۹۹۵ کو یہ اعلان کیا کہ چیچنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور وہاں جو حادثات رونما ہو رہے ہیں وہ روس کا داخلی معاملہ ہے۔ اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری بطرس غالی، فرانس، انگلینڈ، جرمن اور دیگر ممالک کے سربراہوں نے بھی یہی بات دہرائی۔

---

(۱) چیچنیا کی جانب سے یہ رپورٹ "عالمی اسلامی ریلیف سوسائٹی" سعودی عرب کو بھیجی گئی تھی اور ہم نے اس کی فوٹو کاپی حاصل کرلی۔

(۲) جریدہ "العالم الاسلامی" الاسبوعیۃ ص ۳، رمضان ۱۴۱۵ھ

اس بیان پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں، ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ صلیب زدہ مغربی دنیا اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہے، ہر جگہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے سازشیں کر رہی ہے، اسے اندیشہ ہے کہ دنیا پر اسلام غالب نہ آجائے۔

چیچنیا میں روسی فوجوں کی جانب سے ہونے والی مجرمانہ وحشیانہ کاروائیوں پر بین الاقوامی برادری کی خاموشی اور در پردہ ہمت افزائی سے روس کے حوصلے اور بڑھ گئے اور اس نے اپنی سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے شہری آبادیوں پر بھی میزائل اور بم برسانا شروع کر دیئے۔

ان تمام ظالمانہ کاروائیوں کے باوجود مسلم مجاہدین ڈٹے رہے، اس جنگ میں ان کا پلڑا بھاری رہا وہ اپنے دین کی حفاظت اور ملک کی آزادی کے لئے لڑتے رہے، اس درمیان روس نے تباہی وہلاکت کے تمام تر جدید ہتھیاروں کو معصوم مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا اور ہفتوں تک مسلسل گولہ باری سے غروزنی کے بیشتر علاقوں کو تباہ کر کے راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا جس سے اٹھنے والے سیاہ دھویں اللہ تعالیٰ سے سرکش روسیوں کے ظلم کی شکایت کر رہے تھے۔

اس درمیان بہادر اور جری مسلم کمانڈر جنرل دوداییف نے غروزنی پر مسلسل حملوں کو دیکھتے ہوئے اپنی فوج کو بعض دوسرے علاقوں کی طرف منتقل کر دیا تاکہ ظالموں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ غروزنی پر شدید حملوں کے بعد اپنی صفوں کو منظم کر کے از سر نو معرکہ آرائی شروع کرنے کی غرض سے اسلامی فوجیں دوسرے علاقوں کی طرف منتقل ہو گئیں، اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ انہوں نے شکست قبول کر لی، یا اپنے شہر کو دشمنوں کے حوالے کر دیا، افراد کی قلت اور ساز وسامان کی کمی کے باوجود ان کی سختی وجواں مردی کے تو دشمن بھی قائل تھے اور پھر انہوں نے تو ماضی میں بھی قیصر روس کے ساتھ چالیس سال تک جنگ کی اور تقریبا پانچ لاکھ روسی فوجوں کو قتل کیا، اس کے بالمقابل ۷۵٪ چیچنیائی عوام بھی شہید ہوئے لیکن انہوں نے ہتھیار نہیں ڈالا۔

روسی ریڈیو نے خبر دی کہ غروزنی شہر تو تباہ ہو چکا ہے لیکن اب بھی اس شہر کے مختلف علاقوں میں شدید معرکہ آرائی جاری ہے۔ غروزنی پر تو قبضہ ہو گیا ہے لیکن جنگ کے دوسرے محاذ کھل گئے ہیں۔ غروزنی میں روسی فوجیں اپنے آپ کو مامون نہیں سمجھ رہی تھیں اور ان کو ہر آن چیچنیائی مجاہدین کی جانب سے اچانک حملے کا اندیشہ تھا، اور وہ یہ جانتے تھے کہ یہ مجاہدین زیادہ دنوں تک اپنے شہر کو دشمنوں کے قبضے میں چھوڑنے والے نہیں ہیں اور ہر لمحہ انہیں مجاہدین کی جانب سے شدید حملے کا اندیشہ تھا۔

ایک روسی فوجی موت کے خوف کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "غروزنی کے پہاڑی علاقوں کے درمیان ہمیشہ چوکنا رہنا بہت ضروری تھا کیونکہ اسے نہیں معلوم تھا کہ موت کہاں سے آجائے گی اس کا کہنا تھا کہ چیچنیائی مجاہدین چمگادڑ کی طرح تھے جو اچانک ہی رونما ہوتے ہیں اور دسیوں روسی فوجیوں کو ہلاک کر کے اچانک ہی روپوش ہو جاتے ہیں۔[۱] لہذا روسی فوجیں مسلم مجاہدین سے بہت زیادہ خائف تھیں، غروزنی کو تباہ کر کے انہوں نے ان کے جوش جہاد کو مزید بھڑکا دیا تھا، گیارہ ہزار روسی فوجی ان مجاہدین سے مقابلہ آرائی کے لئے رات دن چوکسی برت رہے تھے۔ روسی حکومت نے جنگ کے آغاز میں ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۴ کو کہا تھا کہ یہ جنگ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں جاری رہے گی لیکن یہ جنگ اب تک جاری ہے۔ روسی حکومت کی وزارت دفاع کے ذرائع کا کہنا ہے کہ روسی فوجوں کو چیچنیا میں زبردست نقصان کا سامنا کرنا پڑا، ایرفورس اور ملٹری کے ۶۰۸ نوجوان مارے گئے دو ہزار دو سو پچاس زخمی ہو گئے ذرائع کا کہنا ہے کہ مرنے والوں میں ان فوجی نوجوانوں کے نام شامل نہیں ہیں جن کی لاشوں کی پہچان نہیں کی جا سکی، وزارت داخلہ اور دیگر فوجی یونٹوں کے نقصانات بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔[۲]

---

(۱) جریدہ "الیوم" ص ۲۵ شمارہ ۹۱۳۷۔ ۱۳ فروری ۱۹۹۵ء

(۲) العالم الاسلامی ص ۱۴ شمارہ ۱۳۹۴۔ ۶ فروری ۱۹۹۵ء

شہر ساماشکی میں معرکہ آرائی

روسی معرکہ آرائی کا سلسلہ شہر ساماشکی تک پھیل گیا جو غروزنی سے پچاس کلومیٹر کی دوری پر تھا اور انگوشیہ کی سرحد سے قریب تھا۔ ظالم روسی فوجوں اور چیچنیائی مجاہدین کے درمیان شدید معرکہ آرائی ہوئی، دونوں فوجوں کی طاقت اور ساز و سامان میں کوئی برابری نہیں تھی پھر بھی روسی فوجوں کو بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑا، چیچنیا کے مجاہدین کے پاس جدید قسم کے اسلحہ و ہتھیار تو نہیں تھے لیکن اسلامی عقیدے کی طاقت تھی جس نے ان کو متحد کئے رکھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں لڑ رہے ہیں مسلم مجاہد کو علم تھا کہ دو میں سے ایک کامیابی تو اس کے لئے یقینی ہے یا تو سرخ دشمن پر فتح ہوگی اور مال غنیمت ملے گا یا پھر شہادت کی صورت میں جنت کا وعدہ یقینی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے یہ بہترین وعدہ کر رکھا ہے۔ چیچنیائی مجاہدین جانتے تھے کہ وہ اس جہاد کے ذریعہ اپنے دین، اپنے عقیدے، اپنی سرزمین اور اپنی عزت کی حفاظت کر رہے ہیں جب کہ دوسری طرف روسی فوجیوں کا یہ حال تھا کہ ان میں سے اکثر کو بالجبر اس جنگ میں بھیجا گیا تھا جس کی دلیل یہ ہے کہ اکثر فوجیوں نے واضح طور پر حکم عدولی کرتے ہوئے سرکشی اختیار کی اور بعض نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

روسی فوجیوں کی وحشیانہ کاروائیوں پر احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دینے والوں میں جنرل سافین کا نام اہم ہے اس طرح روس کے دارالسلطنت ماسکو میں بھی چیچنیا میں روسی فوجیوں کی وحشیانہ کاروائیوں کے خلاف مظاہرے ہوئے اور عوام نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ وائس آف امریکہ کے نمائندے نے بھی ساماشکی میں روسی فوجوں پر ہونے والے شدید حملوں کا اعتراف کیا ہے۔

روسی فوجوں نے چیچنیائی عوام کے ساتھ غیر اخلاقی اور غیر انسانی زیادتیاں بھی کیں، انہوں نے مقامی عورتوں کا پیچھا کیا، سن رسیدہ بزرگوں کو ذلیل کیا اور

ایسے تمام ارباب حل و عقد کو رسوا کیا جنہوں نے ان کی مجرمانہ ووحشیانہ کاروائیوں کیخلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ یہی وجہ ہے کہ چیچنیائی مجاہدین روسی فوجوں پر شیر کے مانند ٹوٹ پڑے، چھ بکتر بند گاڑیوں کو جلادیا، توپوں کو تباہ کردیا اور ان کو بھاری نقصان پہنچاتے ہوئے مار بھگایا، اس کے بعد روسی فوجوں نے ہیلی کاپٹر، جہاز اور میزائیلوں کے ذریعہ اس شہر پر حملے کئے (۱) ان وحشیانہ کاروائیوں کے نتیجے میں ہزاروں معصوم مردوں، عورتوں اور بچوں کی جانیں گئیں کتنے ہی گھر، جانور اور فصلیں تباہ ہو گئیں۔

ماسکو حکومت نے سابقہ غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے تیولاسی سیہونوف کو چیچنیا کا نیا صدر مقرر کیا اور اسے روس کے نائب وزیر اعظم کا درجہ دے دیا۔ یہ نیا صدر کمیونسٹ حکومت کے زمانے میں دس سال تک چیچنیا کی کمیونسٹ پارٹی کا سکریٹری رہ چکا تھا۔

روس نے اپنے سرکاری بیان میں چیچنیا کی جنگ میں ہونے والے نقصانات کا اعتراف کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ ۴ر فروری ۱۹۹۵ء تک اسکے چار ہزار آٹھ سو چھتیس (۴۸۳۶) فوجی مارے جاچکے تھے اور تین سو تینتیس (۳۳۳) قیدی بنائے گئے تھے روسی حکومت نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے کہ تعداد کی کثرت اور اسلحہ کی بہتات کے باوجود چیچنیا کی فوج کی جانب سے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں ہوا اور پھر چیچنیا کی فوج تو اپنے عقیدے اپنے ملک اور اپنی عزت کی حفاظت کے لئے جہاد کر رہی تھی۔

فلادیفقاس شہر کے جنگی واقعات

یہ ایک امن پسند اور مسلم اکثریت والا شہر تھا روس کی ظالم سرکش اور وحشی فوجیں پورے سازوسامان اور پوری تیاری کے ساتھ اس شہر کی طرف بڑھنے

(۱) العالم الاسلام ص ۳

لگیں انہوں نے یہاں موجود تمام ہی مدارس، علمی اداروں اور مسجدوں کو مسمار کر دیا ان کا خیال تھا کہ مسجدوں سے ہی حق کی آواز بلند ہوتی ہے کیونکہ ملحد کمیونسٹ فوجیں کسی رب کو تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی کسی مذہب پر عمل پیرا تھیں ، یہ ایسی وحشی قوم تھی جو تمام ہی مہذب انسانی اصولوں سے عاری تھی، ان کے دلوں کو رحمت و شفقت کا جذبہ چھو کر نہیں گیا تھا ان کے دل پتھر کے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت تھے ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر بیس ہزار آباد مکانوں کو ڈھادیا اور ان میں رہنے والے پر امن شہریوں کو بے گھر کر دیا، ان وحشی فوجیوں نے تقریباً تین سو پاکدامن لڑکیوں کی عصمت دری کی اور آٹھ ہزار باشندوں کو قیدی بنالیا ان وحشی فوجیوں کے دلوں کو رحم لی چھو کر نہیں گئی تھی، انہوں نے ان قیدیوں میں موجود بچوں کی ان کے والدین کی آنکھوں کے سامنے بوٹی بوٹی کر کے ڈال دیا اور پھر انسانی گوشت کے ان ٹکڑوں کو خنزیر کے سامنے یہ کہتے ہوئے ڈال دیا کہ تم لوگ خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے ہو لیکن آج وہ تمہارا گوشت کھا رہے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ساٹھ شیر خوار بچوں کو زندہ دفن کر دیا، ماؤں کی آنکھوں کے سامنے ان کی بچیوں کی عصمت دری کی اور ان میں سے جس کسی نے اعتراض کیا تو ان فوجیوں نے اس کے کان کاٹ لئے اس کی زبان نکال لی۔ ایسے ہی ان وحشی درندوں نے مردوں کی شرم گاہوں، عورتوں کی چھاتیوں کو کاٹ دیا، زندہ لوگوں کا مثلہ کر دیا، ان کے پیٹ سے آنتوں کو کھینچ لیا دلوں کو نکال لیا، اور اس طرح کے بعض افراد آج بھی زندہ ہیں بہت سارے شہریوں کو زندہ جلادیا، اور بہتوں کو زندہ درگور کر دیا۔

اس وحشیانہ حملے کے نتیجے میں اس شہر کے پندرہ ہزار شہری شہید ہو گئے ان درندہ صفت فوجیوں کے ظلم کا نشانہ بن گئے۔ بچپن (۵۵) ہزار مسلم شہریوں نے سخت سردی میں پہاڑوں کی گھاٹیوں میں پناہ لی جب کہ درجہ برودت صفر ۲۰ ڈگری سے نیچے تھا ایک پہاڑ کے دامن میں موجود دس ہزار شہریوں کو بھوک کی وجہ سے موت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ شدید برف باری نے وہاں تک پہنچنے کے

راستوں کو بند کر دیا تھا۔ چیچنیا کی سرکاری خبروں میں ٹھوس دلائل کی روشنی میں یہ کہا گیا کہ اس شہر میں قتل عام کے دوران روسی فوج نے کیمیاوی اسلحوں کا استعمال بھی کیا۔(۱)

ارغوان شہر میں جنگ کے واقعات

یہ شہر غروزنی کے مشرق میں واقع ہے اور دارالسلطنت سے ایک سو پچاس کلو میٹر دور ہے، روس نے چیچنیا میں جنگ کے آغاز کے ساتھ ہی اس شہر کے گرد اپنی فوجوں کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا، یہ فوجیں وقتاً فوقتاً اس شہر پر حملہ کرتی رہتی تھیں لیکن ۱۰؍مارچ ۱۹۹۵ء کو روسی فوجیوں نے اس شہر پر توپوں اور ٹینکوں سے حملہ کر دیا مقامی وقت کے اعتبار سے یہ حملہ ساڑھے نو بجے شروع ہوا اور ایک گھنٹے تک جاری رہا اور ہر پچیس سکنڈ میں برابر ایک بم شہر پر گرتا رہا، ان فوجیوں نے دیہاتوں، مضافاتی علاقوں، فصلوں کو تباہ کر دیا، شہریوں کے ساتھ مویشیوں کو بھی ہلاک کر دیا، انہوں نے اپنے ظلم وجرم کی اس وقت انتہا کر دی جب کہ ملک چھوڑ کر جانے والے پناہ گزینوں کے قافلوں پر گولے برسا کر ان کو ہلاک کر دیا، انہوں نے سڑکوں کو بے کار بنا دیا بجلی اور پانی کے تمام وسائل کو تباہ کر دیا یہاں تک کہ اسپتالوں کو بھی تباہ کر دیا جہاں کہ مریضوں اور زخمیوں کا علاج چل رہا تھا، شہریوں کی عام زندگی کے لئے ضروری تمام ہی چیزوں کو تباہ کر دیا، چیچنیا کے تین اہم قلعوں ارغون، جودریس اور شالی پر اپنا تسلط قائم کر لیا اس طرح روسی فوجوں نے ایک کے بعد دوسرے شہر کو تباہ وبرباد کیا پھر چیچنیائی مجاہدین پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور یہیں سے انہوں نے روسی فوجوں کے حملوں کا جواب دینا شروع کیا مجاہدین کے جہاد کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ انشاء اللہ مجاہدین فتح ونصرت سے ہمکنار ہوں گے۔

---

(۱) مجلۃ "المجتمع" کویت ص ۲۱، شمارہ ۱۱۴۳، ۹ شعبان ۱۴۱۵ھ

جنرل جوہر دودائیف کی شہادت (۱)

جنرل دودائیف نہ صرف روس بلکہ پوری اسلام دشمن مغربی دنیا کے لئے ایک ناقابل تسخیر قوت ثابت ہو رہے تھے، ان کے ہوتے ہوئے روس کو اپنی شکست کے آثار صاف نظر آرہے تھے، چیچنیا اور قرب وجوار کے قفقازی علاقوں کے عام مسلمانوں کے درمیان ان کی مقبولیت بھی اسلام دشمن مغربی عناصر کی آنکھوں میں بری طرح کھٹک رہی تھی، جنرل دودائیف نے روس کے مغرور فوجی حکمرانوں کے تمام دعووں کو کھوکھلا ثابت کر دکھایا تھا اس چھوٹی آبادی والے ملک نے جنرل دودائیف کی قیادت میں روس کی جدید ترین اسلحہ جات سے لیس چار لاکھ فوجوں کا مقابلہ کیا اور روسی فوجوں کا ناطقہ بند کر دیا ان وجوہات کو دیکھتے ہوئے روسی اور مغربی قوتوں نے جنرل دودائیف کو اپنے راستے سے ہٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا، روسی فوج نے ان کے متوقع ٹھکانوں پر ہوائی حملوں کے ذریعہ کئی بار ان کی جان لینے کی ناکام کوششیں کیں۔ بالآخر جدید ترین تکنیکی امداد سے روسی فوج کو اپنی دیرینہ سازش میں اس وقت کامیابی مل گئی جب وہ مراکش کے شاہ حسن کے ایک معاون سے فون پر بات چیت کر رہے تھے کہ روس کی فضائیہ نے ان کے ٹھکانے پر زبردست گولہ باری کی جس کے نتیجے میں گروزنی شہر سے ۳۵ کلومیٹر دور قصبہ GEKHICHU میں ۲۱ اور ۲۲ اپریل کی درمیانی شب کو دور جدید میں امت مسلمہ کا بطل عظیم اور بلاد قفقاز کا مایہ ناز قائد صدر جنرل دودائیف نے جام شہادت نوش کر لیا۔ انا لله وانا اليه راجعون، باوثوق

---

(۱) مصنف نے جس وقت کتاب مکمل کی صدر جوہر دودائیف بقید حیات تھے اور آزاد اسلامی مملکت کی تعمیر میں مصروف عمل تھے لیکن کچھ عرصہ بعد ہی وہ باطل کی سازشوں کا شکار ہو گئے اور دشمنوں کے ہاتھوں شہید کر دئے گئے لہذا چند سطور کا اضافہ اس بحث کی تکمیل کے پیش نظر کر رہا ہوں۔ (مترجم)

ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس عظیم قائد کو شہید کرنے کا فیصلہ صدر یلتسن کا مغربی دنیا کے سربراہوں کے ساتھ ایک ملاقات میں ہوا۔ اسی طرح روس نے چیچنیا میں بڑے پیمانے پر باقاعدہ فوجی مداخلت کا فیصلہ بھی امریکہ اور برطانیہ سے مشورہ کے بعد کیا کیونکہ روسی پارلیمنٹ اور تجربہ کار فوجی افسران نے اس مغربی کاروائی کی مخالفت کی تھی۔[1] یہ سوال اٹھتا ہے کہ امریکہ برطانیہ اور روس کو اس چھوٹی آبادی والے مسلم ملک کی آزادی سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج مغرب نے اسلام کو اپنا سب سے بڑا دشمن مان لیا ہے اور وہ کسی قیمت پر اسلامی تہذیب وتمدن کے فروغ کی اجازت نہیں دے سکتا، اگر چیچنیا کے مسلمان کامیاب ہو جاتے ہیں تو آزادی اور اسلامی بیداری کی یہ لہر قفقاز کے دیگر علاقوں میں بھی پھیل جائے گی اور پھر اسلام کو غالب آنے سے روکنا ممکن نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ روس کی اقتصادی حالت خستہ ہونے کے باوجود امریکہ اور I M F برابر اسے مالی امداد فراہم کر رہے ہیں تاکہ وہ یہ پیسہ اسلام پسندوں سے لڑنے میں خرچ کرے۔ ان شاء اللہ ان تمام تر سازشوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود آخرکار فتح مجاہدین کی ہوگی۔

چیچنیا کے خلاف روس کی فوجی کاروائی پر بین الاقوامی برادری کا تاثر

چیچنیا کے خلاف روس نے فوجی کاروائی اس وقت شروع کی جب کہ اسے اپنی آزادی کا اعلان کیے ہوئے تین سال گذر چکے تھے یہ پوری دنیا کے لئے ایک انوکھی مثال تھی کہ کوئی ملک کئی سال گذرنے کے بعد اپنے سے الگ ہونے والے ملک کے خلاف فوجی کاروائی کا فیصلہ کرتا ہے، جب کہ اس آزاد ملک نے تعمیر وترقی کے راستے پر لمبا سفر کر لیا ہو، اپنے لئے مستقل فوج قائم کر لی ہو جو

(۱) ترجمان الحق لاہور پاکستان مئی ۱۹۹۶ء ص ۸۱

اس ملک اور اسکی سرحدوں کی حفاظت پر تعینات ہو اس نے اپنے شہریوں کے لئے پاسپورٹ جاری کردئے ہوں اور اقتصادی و معاشی ترقی کے مختلف منصوبوں پر عمل پیرا ہو۔

جب یہ ملک اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا، درپیش مشکلات و مصائب پر قابو پالیا روس کیجانب سے عائد کردہ معاشی پابندیوں اور سیاسی حصار سے باہر آگیا تو پھر اس مستقل ملک کے صدر کے لئے خارجی دنیا کے سربراہوں سے ملاقات کرنے پر پابندی لگادی گئی، اس کی سرحدوں پر بھاری تعداد میں روسی فوجوں کو تعینات کردیا گیا تاکہ چیچنیا کو ایک بار پھر روسی اتحاد میں شامل ہونے پر مجبور کیا جاسکے اس طرح کی سیاسی و معاشی پابندیوں کا جب چیچنیا کے عوام پر کوئی اثر نہیں ہوا تو روس نے اس کے خلاف فوجی کاروائی شروع کردی ان کے ملک پر حملہ کردیا کیونکہ چیچنیا کے پاس پٹرول کا ذخیرہ موجود تھا اور روس ان ذخائر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اس روسی حملے کے متعلق بین الاقوامی تاثر کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

عالم اسلام کا موقف

چیچنیا پر روسی حملے سے پوری دنیا کے مسلمان متاثر ہوئے یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ روسی فوج کے انسانیت سوز مظالم نے مسلمانوں کو خون کے آنسو رونے پر مجبور کردیا، ان کو اپنے پہلوؤں میں دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا یہ ایک فطری امر تھا کہ جب کوئی مسلمان بھائی یا مسلم مملکت مصیبت میں ہو تو دوسرے مسلمان بھائی کا دل بھی ضرور دکھے گا کیونکہ امت مسلمہ ایک جسم کی طرح ہے کہ جب اسکا کوئی ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء اس کی تکلیف اور اس کے درد کو محسوس کرتے ہیں لیکن ہم اس ظالم اور لادین حکومت کے خلاف کیا کرسکتے تھے جس کے دل میں رحمدلی اور انسان دوستی کا کوئی جذبہ سرے سے موجود ہی نہیں تھا، جس نے مسلم مملکت کو ختم کرنے اور مسلم عوام کو ہلاک کرنے یا پھر ان کو عیسائی بنانے پر کمر کس لیا تھا امت مسلمہ چیچنیا میں اپنے مسلم

بھائیوں پر ہونے والے مظالم کو محسوس کر سکتی تھی، پوری دنیا کے مسلمان وہاں سے آنے والی خبروں کو کان لگا کر سنتے تھے اس معرکہ آرائی میں مسلم مجاہدین کی روسی فوج پر فتح ونصرت کی خبر سے خوش ہوتے اور اس کے برعکس خبر پر پریشان ہوتے اللہ تعالیٰ سے ان کی فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے تھے اسلامی اخوت اور دینی حمیت کا یہی تقاضہ تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ''جس نے مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی نہیں لی وہ ان میں سے نہیں ہے'' مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لینا کوئی عام بات نہیں ہے بلکہ ایسے تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے جو کسی طرح بھی ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتے ہوں مظلوموں کی دست گیری کر سکتے ہوں کمزوروں اور محتاجوں کی مدد کر سکتے ہوں یا ان کے جائز مسائل کو حل کر سکتے ہوں کیونکہ وہ امت مسلمہ کے جزء لاینفک ہیں اور اس کے جسم کا حصہ ہیں۔

اسلامی ملکوں نے چیچنیا پر روسی حملوں کے سلسلے میں اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا اس حملے کی سخت الفاظ میں مذمت کی روس سے فوجی مداخلت کو فوراً بند کرنے اور چیچنیا کے عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کی آزادی دینے کا مطالبہ کیا تین سال قبل چیچنیا نے آزادی وخود مختاری کا جو فیصلہ لیا تھا اسکی حمایت کی۔ عالمی اسلامی تنظیموں اور اداروں نے بھی چیچنیا کے مسلم عوام کے ساتھ روسی فوج کی وحشیانہ کاروائیوں کی سخت مذمت کی اور بین الاقوامی برادری سے چیچنیا میں ہونے والے خون خرابہ اور قتل عام کو روکنے کے لئے مداخلت کرنے کی اپیل کی۔

سعودی عرب نے چیچنیا پر روسی حملے کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور اسے کھلی ہوئی ظلم وزیادتی اور سفاکی سے تعبیر کیا رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹریٹ نے روس کی فوجی کاروائی کو چیچنیا کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی قرار دیا، رابطہ عالم [illegible]ی کے سرکاری ترجمان نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ چیچنیائی سرحد پر روسی فوج کی موجودگی وہاں موجود منتخب حکومت کو ختم کرنے کی سازش اس کے علاقوں پر گولہ باری اور ایک آزاد مملکت پر قبضہ کرنے کی

کوشش تمام ہی چیزیں مسلمہ بین الاقوامی قوانین کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے۔

اس ترجمان نے دونوں ملکوں کے درمیان موجود سیاسی مسائل کو پر امن طریقہ پر حل کرنے کی دعوت دی جس میں طاقت کا کوئی استعمال نہ ہو اس ترجمان نے دنیا کی تمام ہی عدل پسند حکومتوں بالخصوص عالم اسلام کی حکومتوں سے درخواست کی کہ وہ چیچنیا کی آزادی وخود مختاری کا فوراً اعتراف کریں جہاں کے عوام تین سال قبل ہی اپنی آزادی کا اعلان کر چکے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی نے اسلامی تنظیم کانفرنس (O I C) اور اسلامی حکومتوں سے چیچنیا کے شہری علاقوں اور پر امن عوام پر ہونے والے روسی حملوں کو فوراً بند کرانے کے لئے ضروری اقدامات کرنے کی اپیل کی اسی طرح اس نے تنظیم حقوق انسانی سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ بڑی حکومتوں کو روسی حملوں کو روکنے اور نزاعی مسائل کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کے لئے آمادہ کرے۔(۱)

رابطہ عالم اسلامی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ دنیا کے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ سعودی عرب کے مفتی عام شیخ عبد اللہ بن باز کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے چیچنیا کے مسلمانوں کی مدد کے لئے زیادہ سے زیادہ چندہ دیں ظالم وسرکش فوجوں سے نبرد آزما یہ مسلم مجاہدین انسانی اور دینی رشتے کے ناطے ہمارے تعاون کے سب سے زیادہ مستحق ہیں یہ ہماری زکوۃ کے مستحق ہیں۔ بھوک، پیاس، جلا وطنی اور ہلاکت وتباہی سے پریشان حال ہمارے یہ بھائی کھانا کپڑا اور دوائیوں کے بھی سخت ضرورت مند ہیں دنیا میں موجود تمام ہی صاحب ثروت مسلمانوں کے لئے ان کی مدد کرنا واجب ہے۔

تنظیم اسلامی کانفرنس (O I C) (جو ایک عالمی اسلامی تنظیم ہے جسکا ہیڈ کوارٹر جدہ سعودی عرب ہے) نے ماسکو حکومت سے فوری طور پر چیچنیا میں فوجی کاروائیوں کو روکنے اور معاملات کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی اپیل کی۔

اسلامی ملکوں میں مصر نے چیچنیا پر روسی حملے کی سخت مذمت کی، اسے انسانی حقوق

(۱) مجلۃ المجتمع ص ۲۰، شمارہ ۱۱۳۳، جنوری ۱۹۹۵ء

اور بین الاقوامی قوانین کی کھلی ہوئی خلاف ورزی سے تعبیر کیا۔ اہرام نے لکھا "چیچنیا کے مسلم عوام کے ساتھ ہونے والی ٹریجڈی دراصل نام نہاد نئے عالمی نظام کے تعصب، جانبداری، اور خفیہ مفاہمت کا نتیجہ ہے اور اس نئے عالمی نظام کی تشکیل میں یورپ اور ناٹو کے ممالک اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ چیچنیا میں وحشیانہ قتل عام کو روکنا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس قتل عام سے یورپ کے سر پر جوں تک نہیں رینگتی ان کا سب سے زیادہ شدید رد عمل یہ ہوگا کہ وہ سرسری طور پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کردے، چنانچہ اس نے بصد مشکل اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔[1]

قفقاز کے مسلم ممالک کو چیچنیا میں پیش آنے والے حالات سے دلی تکلیف ہوئی، انہوں نے اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی، انہوں نے روسی فوجوں سے مقابلہ آرائی کے لئے اپنے مجاہدین کو بھی چیچنیا روانہ کیا۔[2] ان ممالک نے چیچنیا کے پناہ گزینوں کے استقبال کے لئے اپنے ملک کی سرحدوں کو کھول دیا، ہزاروں کی تعداد میں یہاں کے باشندوں نے پڑوسی ملک انگوشیہ، داغستان، شمالی استینیا اور دیگر ممالک میں پناہ لی۔

قزاکستان کے مسلمانوں نے چیچنیا پر روسی حملے کے خلاف اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے دارالسلطنت الماں میں مظاہرہ کیا۔ اس ملک میں چیچنیائی باشندوں (ایک لاکھ ساٹھ ہزار) کے نمائندوں نے ایک بڑی کانفرنس کی جس نے یہ فیصلہ کیا کہ روس کی یہ کاروائی چیچنیائی عوام کی نسل کشی کے تحت ہے اس کانفرنس نے قزاکستان کے صدر سے روسی حملے کو روکنے کے لئے مداخلت کرنے کا مطالبہ کیا اور اس مسئلے کا کوئی ایسا پر امن حل تلاش کرنے پر زور دیا جس میں چیچنیا کی آزادی وخود مختاری کی ضمانت ہو۔ ایرانی وزیر خارجہ کے سرکاری ترجمان محمد محمدی

(۱) الاہرام مصر ص ۳ شمارہ ۱۷ار ۳ر ۳ر ۱۹۹۵ء

(۲) المجتمع کویت ص ۳۱ شمارہ ۱۱۳۲ار ۳ر جنوری ۱۹۹۵ء

نے اس مسئلے کا پر امن حل تلاش کرنے پر زور دیا، اس ضمن میں ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ایران نے ایک سخت بیان جاری کیا۔ (۱)

آذر بائیجان کی سیاسی پارٹیوں نے کھلے عام عملی طور پر چیچنیا میں روسی حملے کے خلاف اپنے سخت موقف کا اظہار کیا اور اپنے چیچنیائی بھائیوں کے لئے ہر ممکن مدد اور ہمدردی کا اعلان کیا۔ ترکی میں ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴ء کو چیچنیا ریلیف کمیٹی نے استنبول میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اس میں یہاں چیچنیائی نسل کے مقیم ہزاروں شہریوں نے بھی حصہ لیا۔ فورم کے صدر ڈاکٹر جمال الدین اوبید نے روس پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ چیچنیا میں رونما ہونے والے حادثات کو روس کا اندرونی معاملہ قرار دینا (جیسا کہ مغرب کا موقف ہے) بالکل غلط ہے انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ چیچنیا آج ایک مستقل حکومت ہے وہ باغی یا سرکش نہیں ہے جیسا کہ مغربی میڈیا اس کو پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس نے آزادی کا اعلان کر کے اپنا فطری حق حاصل کیا ہے اگر روسی فوجوں کے پاس مشین گن ٹینک اور بندوقیں ہیں تو مسلم مجاہدین کا سینہ ایمان کی دولت سے پر ہے اور وہ اپنی اس دولت سے ہر مصیبت کا سامنا کر سکتے ہیں۔ (۲)

قفقاز چیچنیا سوسائٹی کے صدر ایتم بقال نے مطالبہ کیا کہ دنیا کے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ روسی فوجوں سے مقابلہ آرائی میں چیچنیا کے مجاہدین کی مدد کریں، سابق سوویت یونین کے دارالافتاء نے عالم اسلام اور بین الاقوامی برادری سے چیچنیا میں روسی جارحیت کو ختم کرنے اور خونریز جنگ کو بند کرانے کے لئے دخل اندازی کرنے کا مطالبہ کیا۔ ۱۹ فروری ۱۹۹۵ء کو ماسکو میں علماء کی ایک ایمرجنسی میٹنگ میں چیچنیا میں روسی حملے کو بند کرانے کی غرض سے اقوام متحدہ، تنظیم اسلامی کانفرنس رابطہ عالم اسلامی وغیرہ سے ضروری قدم اٹھانے کی اپیل کی، اسی طرح علماء نے یہاں کے مصیبت زدہ عوام کی انسانیت کے ناطے ہر

(۱) مجلۃ المجتمع ص ۳۲ شمارہ ۱۱۳۲، ۳ جنوری ۱۹۹۵

(۲) المجتمع ص ۲۵ شمارہ ۱۱۳۱، ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء

ممکن تعاون کرنے کی درخواست بھی کی شمال قفقاز میں قائم ریڈ کراس سوسائٹی کے ساتھ مل کر لوگوں کی امداد میں حصہ لیا۔

تاتارستان کے مفتی روسی مسلمانوں کے مرکز برائے دینی امور کے صدر شیخ عبداللہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ یہ مرکز چیچنیا کے عوام کے خلاف خون آشام جنگ کو فوراً بند کرنے اور یہاں کے مصیبت زدہ مہاجرین و پناہ گزینوں کی ہر ممکن مدد کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ تاتارستان کے مفتی نے بالخصوص اسلامی مملکتوں اور بالعموم تمام حکومتوں سے انسانیت کے ناطے یہاں کے پریشان حال بھائیوں کی مدد کی درخواست کی۔

اردن کے مسلمانوں نے روسی حملے کے خلاف اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا وزیر برائے پارلیمانی امور شیخ عبدالباقی جمعہ نے تمام ہی عرب اور اسلامی ملکوں سے اپیل کی کہ وہ چیچنیا میں اپنے مسلم بھائیوں کے خلاف ہونے والی روسی جارحیت کو بند کرانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ شیخ عبدالباقی جمعہ اصلاً چیچنیا سے تعلق رکھتے تھے، ان کا خاندان بھی دیگر ہزاروں خاندان کے ہمراہ کافی عرصہ قبل بالشویک حکومت کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرکے اردن میں آباد ہو چکا تھا اردن میں پندرہ ہزار سے بھی زائد چیچنیائی نسل کے مسلمان آباد ہیں۔ یہاں کے چیچنیائی رہنماؤں نے خبردار کیا کہ چیچنیا میں روس کی فوجی مداخلت سے پورے قفقاز میں جنگ کے شعلے پھیل جائیں گے۔ چیچنیا اور عرب کے سینکڑوں رضاکاروں نے چیچنیا کی حفاظت کے لئے اپنا نام درج کرانا شروع کر دیا ہے۔

ان تمام ہی عرب و اسلامی ملکوں نے چیچنیا میں روسی حملے کی سخت مذمت کی اسے انسانی حقوق کی کھلی ہوئی خلاف ورزی بتایا اور عالمی برادری سے یہاں ہونے والے قتل عام کو روکنے کیلئے فوری مداخلت کرنے کی اپیل کی۔

یوروپ کا موقف!

اسلام اور مسلمانوں کے تئیں صلیب زدہ مغرب کا موقف تو پہلے سے ہی معلوم ہے کہ انہیں اسلام اور مسلمانوں سے سخت نفرت ہے، وہ ان کو ختم کرنے، ان کے اسلامی تشخص کو محو کرنے اور ان کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کے لئے ہر ممکن حربہ کا استعمال کر رہے ہیں، ان کی یہ دشمنی اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ اسلام، موجودہ دور میں تمام اسلام دشمن قوتیں امت مسلمہ کے خلاف ایکا کر چکی ہیں اور جہاں کہیں موقعہ ملتا ہے اس کے جسم کو چھلنی کرنے کی کوششیں کرتی ہیں اور ابھی ایک زخم اچھی طرح مندمل بھی نہیں ہونے پاتا کہ دوسرا اس سے زیادہ شدید اور کاری زخم لگا دیتی ہیں اس وقت امت مسلمہ ان کے زخموں سے لہو لہان ہے اور وہ دشمنوں کی چالوں کا جواب دینے پر قادر نہیں ہے کشمیر فلپائن، فلسطین، صومالیہ، بوسینیا، ہرزیگوینا، چیچنیا اور دنیا کے دیگر علاقوں میں مسلمانوں کا خون ناحق بہایا جارہا ہے اور مسلمان بین الاقوامی برادری کو اپنے خلاف محسوس کر رہے ہیں۔

روس نے ایسے تمام ہی انسانی حقوق انسانی آزادی اور انسانی قدروں کو پامال کیا ہے جن کے تحفظ کا مغربی دنیا زور و شور سے ڈھنڈورہ پیٹتی رہتی ہے معاملہ جب مسلمانوں کا ہوتا ہے تو یہ مغربی اقوام علانیہ اور خفیہ طور پر ظالم کا ساتھ دیتے ہیں امریکی صدر بل کلنٹن کا یہ بیان کہ "چیچنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ روس کا داخلی معاملہ ہے" امریکی صدر کا یہ بیان اسلام کیخلاف مغرب کی سازش کی کھلی دلیل ہے۔

امریکہ کی ریپبلک پارٹی کے ممبران (جن کی فی الحال کانگریس میں اکثریت ہے) نے کلنٹن سے مطالبہ کیا ہے کہ روس کو دیجانے والی امریکی امداد کو فوراً بند کیا جائے اور یلتسن کو انتہا پسند گردانا جائے اسکے بعد ۱۸/ جنوری ۱۹۹۵ء کو صدر کلنٹن کو لکھے گئے ایک خط میں کانگریس نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ روس پر چیچنیا کے

مسئلہ کا پرامن حل تلاش کرنے کے لئے دباؤ ڈالے اور اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ یہاں فوجی کاروائی جاری رہنے کی صورت میں ماسکو کو حاصل ہونے والے یورپی تعاون پر منفی اثر پڑے گا۔[1] لیکن کیا امریکی صدر نے کانگریس کے اس مطالبے کو تسلیم کیا؟ نہیں اس نے ایسی کوئی کاروائی نہیں کی بلکہ روس کو دیجانے والی اقتصادی امداد میں مزید اضافہ کر دیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔

برطانیہ نے بھی امریکی پالیسی کو اختیار کیا اور اس نے چیچنیا میں روسی فوجوں کے ذریعہ ہونے والے قتل عام اور خون خرابے پر خاموشی اختیار کی اور اسے روس کا اندرونی معاملہ قرار دیا۔ برطانوی اخبارات نے بھی انگلینڈ کے منفی موقف کی حمایت کرتے ہوئے اس روسی جنگ کو ضروری قرار دیا تاکہ ایک باغی ریاست کو مرکز میں دوبارہ شامل کیا جاسکے۔ وہاں کے مشہور اخبار "ٹائمز" میں "چیچنیا کے بالمقابل بورس یلتسن تعاون کے مستحق" کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا جس میں چیچنیا پر اسکی فوجی کاروائی کو جائز ٹھہرایا گیا اور اس مقالے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ چیچنیا کے مسلمانوں کو آزادی وخود مختاری حاصل کرنے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں ہے۔[2] لندن کے مسلمانوں کی رائے حکومت کی رائے سے مختلف تھی انہوں نے چیچنیا میں اپنے مسلمان بھائیوں کی قتل وغارت گری پر شدید رنج اور افسوس کا اظہار کیا، اس ضمن میں برطانیہ کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کو خطوط لکھ کر چیچنیا کے مسئلہ سے متعلق برطانیہ کی منفی پالیسی پر اپنے گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا اور برطانوی حکومت سے یہاں کے مصیبت زدہ عوام کی ہر ممکن مدد کرنے اور ان کی آزادی وخود مختاری کو یقینی بنانے کے لئے ضروری اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا۔

---

(۱) المجتمع ص ۳۱ شمارہ ۱۱۴۰۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۹۵ء

(۲) المجتمع، لندن ص ۳۳ شمارہ ۱۱۳۲ر جنوری ۱۹۹۵

خاتمہ

چیچنیا کے باشندوں نے ماضی میں ایک طویل عرصے تک اسلام کے زیر سایہ امن وامان اور سکون واطمینان کی زندگی بسر کی یہاں تک کہ ۱۸۵۰ء میں روس نے ان کے ملک پر غاصبانہ قبضہ کرلیا، ثروت وخوشحالی کے تمام وسائل وذرائع پر قابض ہوگیا، استحصال اور ظلم وزیادتی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، اس نے مختلف حیلوں سے یہاں کے افراد کو عیسائی بنانے اسلامی تہذیب وتمدن کو ختم کرنے مساجد ومدارس کو مسمار کرنے، عربی زبان وادب پر مبنی نظام تعلیم کو کالعدم قرار دینے روسی زبان کو عام کرنے اور الحاد ولادینیت پر مبنی تعلیمی ادارے کھولنے کی طرف پوری توجہ صرف کی۔ اس طرح مسلم علماء کو مختلف قسم کے جھوٹے الزام میں پھانس کر قتل کرادیا، جلاوطن کردیایا پھر قید خانوں میں ڈال دیا۔

ظلم وزیادتی، قتل وغارت گری اور خون خرابہ کے ماحول نے چیچنیائی عوام کے اسلامی جذبہ اور انکی غیرت کو کمزور نہیں ہونے دیا اور انہوں نے روسی حکومت کے آگے گھٹنے نہیں ٹیک دئے، بلکہ ایسے ناسازگار ماحول میں بھی انہوں نے روسی حکومت کے خلاف کئی بار انقلاب لانے کی کوششیں کیں روسی قبضے کے خلاف اپنی منظم تحریک کو جاری رکھا، یہ لوگ اپنے مذہب اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے مخلص اور کافی سخت تھے، روسی مظالم نے ان کے حوصلوں کو پست نہیں کیا اور نہ حالات نے ان کے عزائم کو کمزور کیا، زندگی کے ہر میدان میں انہوں نے ممکن حد تک دین اسلام کی اتباع کرنے کی کوشش کی، دینی امور میں اپنے علماء کی اتباع کی، فداکاری، قربانی اور جوانمردی کی انوکھی مثال قائم کی، اپنی پلاننگ اور اپنی شجاعت سے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔

یہ صورت حال بدستور باقی رہی یہاں تک کہ سوویت یونین منتشر ہوگیا اور

بعض ممالک نے فوراً ہی روس کے تسلط سے اپنی آزادی وخود مختاری کا اعلان کردیا، چیچنیا نے بھی ۱۹۹۱ء میں اپنی آزادی کا اعلان کردیا روس نے اس کی آزادی کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کردیں اسکی آزادی کو ختم کر کے اسے ایک بار پھر اپنے دائرہ اقتدار میں شامل کرنے کی کوشش کی، روس نے اس ملک میں اپنے ایجنٹوں کی دولت اور اسلحے سے ہر ممکن مدد کی لیکن جب اسکی یہ سازش ناکام ہوگئی تو وہ فوجی مداخلت پر اتر آیا، شہروں اور دیہاتوں کو تباہ کردیا ہزاروں معصوموں کا قتل عام کیا اور یہاں کے پرامن شہریوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا اور آج بھی روس اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور یہاں کے مسلمان مجاہدین اور مسلم عوام کو ہلاک کرنے کے درپے ہے۔

ا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چیچنیا کے مسلم بھائیوں کے تئیں پوری دنیا کے مسلمانوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ میرے خیال میں اس ملک کے مظلوم ومصیبت زدہ مسلم بھائیوں کے تئیں مسلمانوں پر درج ذیل ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں:

۱۔ چیچنیا کے مسلم عوام کی امداد

عالم اسلام کے تمام ملکوں کے لئے لازم ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ متحد ہو کر کھڑے ہو جائیں، مادی اور اخلاقی طور پر ان کی مدد کریں، اسلحے، غذا اور دیگر ممکنہ وسائل وذرائع سے یہاں کے مجاہدین کو تقویت بہم پہنچائیں تاکہ ان کو روسی سامراج کے چنگل سے نجات حاصل کرنے میں پورے طور سے کامیابی حاصل ہو جائے۔

۲۔ چیچنیا کی آزادی کا فوری اعتراف

عالم اسلام کے ممالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی جمہوریہ چیچنیا کی آزادی کا فوری طور پر اعتراف کریں، اور اس کے حق کو تسلیم کرلیں کہ یہ ایک مستقل ملک ہے اور اسے اپنے ملک کے عوام کے لئے مناسب نظام حکومت

اختیار کرنے کی مطلق آزادی حاصل ہے۔

(مرحوم) جنرل دودائیف نے کہا کہ سعودی عرب کے علاوہ کسی اور ملک نے چیچنیا مملکت کا اعتراف اب تک نہیں کیا ہے، عالم اسلام کے دیگر ممالک کی جانب سے اس ضمن میں تاخیر کے لئے عذر تلاش کرتے ہوئے کہتے ہیں "اسلامی ممالک کی جانب سے ہمارے ملک کی آزادی وخود مختاری کا مسئلہ ابھی پوری طرح سے ان ممالک کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ عالم اسلام ابھی پورے طور پر متحد نہیں ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ عرب اور اسلامی ممالک ہمارے مسئلے کے متعلق کافی مضطرب وپریشان ہیں" موصوف نے اس امر کی وضاحت بھی کردی کہ مختلف حکومتوں کے اعتراف کرنے یا نہ کرنے سے کسی ملک کی آزادی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا، مثال کے طور پر جورجیا کی آزادی کو دنیا کے انتیس ممالک نے تسلیم کیا جن میں سے تین تو سیکورٹی کونسل کے رکن بھی تھے، لیکن اس اعتراف سے ان کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور روس نے اس پر قبضہ کرلیا جب کہ ان ممالک نے نئی حکومت کا اعتراف کرلیا تھا۔[1]

۳۔ چیچنیا سے متصل ممالک کا تعاون

ایسے پڑوسی ممالک، جن کی سرحدیں اس سے ملتی ہیں، کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی مدد کریں اور اس کا پوری طرح ساتھ دیں کیونکہ اگر دشمن نے اس ملک پر قبضہ کرلیا تو پھر وہ یکے بعد دیگرے پڑوسی ملکوں پر قبضہ کرنے کی کوشش بھی کرے گا، یہ بات بھی اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ روسی حملے کا بنیادی مقصد اسلام کو ختم کرنا اور اسلامی تہذیب وتمدن کے نشانات کو مٹانا ہے، دوسرا مقصد مسلمانوں کی املاک واراضی پر قبضہ کرنا ہے۔ ہم اس کے پڑوسی ممالک کے شکر گزار ہیں

(۱) المجتمع۔ کویت، ص ۳۲، شمارہ (۱۱۲۸) ۶ر دسمبر ۱۹۹۴ء

جنہوں نے اسلحہ، مال اور غذا ہر چیز سے چیچنیا کے مجاہدین کی مدد کی اور یہاں کے مجاہدین کو اپنے یہاں پناہ دی۔ جنرل دودائیف (مرحوم) نے بھی ان کے مثبت کردار اور بھائی چارگی کے جذبات کی تعریف کی ہے، ہم اس اخوت و تعاون کے جذبے میں مزید اضافہ چاہتے ہیں، چیچنیا میں صورت حال بوسنیا ہرزے گونیا سے مختلف ہے کیونکہ اس کے تمام ہی پڑوسی ممالک روس کے خلاف چیچنیا کا ساتھ دے رہے ہیں جب کہ بوسنیا کے پڑوسی یورپی ممالک ظالم سربوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور روس بھی سرب فوجوں کی ہر طرح سے مدد کر رہا تھا۔

۴۔ مثبت موقف

مسلم ممالک کے لئے لازم ہے کہ وہ مثبت موقف اختیار کریں اور وہ اسکے امداد و تعاون میں پیش قدمی کریں روس کے ساتھ اپنے تمام تر تعلقات اور معاملات کو ختم کر لیں، آخر ان مسلم ممالک اور روس کے مابین کسی طرح کا کوئی تعلق کیونکر باقی رہ سکتا ہے جب کہ یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ روس اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہے؟

اگر مسلم ممالک روس اور اس کا ساتھ دینے والے دیگر ممالک سے اپنے تعلقات کو منقطع کر لیں تو بین الاقوامی موقف میں تبدیلی آسکتی ہے، ان کی آواز پوری دنیا میں سنی جائے گی، سرکش دشمنوں کے خلاف جنگ کو جاری رکھنے میں غذائی و طبی امداد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، ان اشیاء کی کمی مجاہدین کے مشن کو متاثر کر سکتی ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ غذا، ادویہ اور ڈاکٹروں کے ذریعہ ان کی امداد کریں، روس کی حصار بندی کے سبب چیچنیا کے عوام کو غذا اور ادویہ کی قلت کا سامنا ہے۔

۵۔ چیچنیا کی تعمیر میں تعاون

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس ملک کو آزاد کرانے کے ضمن میں ہر ممکن امداد کریں اور روس کے چلے جانے کے بعد ملک کی تعمیر و ترقی میں بھی

حصہ لیں، یہاں علماء و مدرسین کو بھیجیں تاکہ وہ یہاں کے مسلمانوں کو دین کی صحیح تعلیم دیں اور اس کی صاف ستھری شکل عوام کے سامنے پیش کریں کیونکہ روس ایک عرصے سے اسلام کی شکل بگاڑنے اور اسلامی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ ممکن ہو تو ہم ان کے لئے ایسے مدارس قائم کریں جہاں اسلامی علوم و فنون، عربی زبان و ادب اور قرآنی تعلیمات کا معقول نظم ہو کیونکہ ۱۹۳۳ء کے بعد سے یہاں کے تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی تعلیم ممنوع ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کویت کے "لجنة الدعوة الاسلامیة" نے یہاں کے بچوں کو عربی زبان سکھانے اور دینی تعلیمات کی غرض سے کچھ ابتدائی ادارے قائم بھی کئے ہیں۔(۱) رابطہ عالم اسلامی بھی اس ضمن میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ اسلامی و دینی موضوعات پر کتابوں کو شائع کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں کی خدمت میں بھیجتا ہے اور وہ چیچنیا میں بھی کثیر تعداد میں ایسی کتابیں بھیج رہا ہے۔ قرآن کریم کے نسخوں کی فراہمی کے ضمن میں " مجمع الملك فهد للمصحف الشريف " بھی اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔

مسلمانوں کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے یہاں کے مدارس اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے دروازے چیچنیا کے مسلمانوں کے لئے کھول دیں تاکہ وہ یہاں آکر تعلیم حاصل کریں پھر ملک واپس لوٹنے کے بعد اپنے ہم وطنوں کے درمیان تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کریں۔ اسوقت چیچنیا کا ایک وفد ازہر شریف قاہرہ میں زیر تعلیم ہے اس تعلیمی وفد کے ایک رکن شیخ شامل سیف الدین کا کہنا ہے کہ انہوں نے شیخ الازہر شیخ جادالحق علی جادالحق سے ملاقات کی اور اپنے ہم وطن بھائیوں کے لئے تعلیمی وظیفے کی درخواست کی چنانچہ انہوں نے ۱۹۹۱ء کے لئے گیارہ مزید وظائف منظور کر لئے۔ گیارہ افراد پر مشتمل یہ دوسرا وفد کافی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے آذربائیجان پھر باکو کے راستے دمشق پہنچا اور یہاں سے مصر کے لئے روانہ ہوا۔

---

(۱) المجتمع، س ۶ شمارہ ۵۰، ۱۱۳۰ / ۲۴ جنوری ۱۹۹۵ء

شیخ شامل (جو روانی سے عربی زبان بولتے تھے) نے بتایا کہ انہوں نے عربی زبان، نحو، صرف، قرآن کریم اور تفسیر کی تعلیم شانوی کے ایک گاؤں "حلالیل" میں شیخ محمد حاجی قعل سے حاصل کی جو اپنے گھر میں خفیہ طور پر اسلامی علوم کا درس دیا کرتے تھے۔ اس وفد کے ایک دوسرے رکن محمد طاہر محمد زاہد (جن کا تعلق شال شہر سے تھا جسے روسیوں نے تہس نہس کر دیا تھا) نے بتایا کہ کمیونسٹوں کے قبضے سے قبل چیچنیا ایک اسلامی ملک تھا، پورے ملک میں اسلامی مدارس کا جال بچھا ہوا تھا ہر قصبے اور گاؤں میں علماء اور مصنفین حضرات موجود تھے جو تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف تھے، مساجد کی کثرت تھی، کمیونزم آنے کے بعد روسی حکمرانوں نے یہاں کے عوام کا رشتہ اسلام سے کاٹنے کی ہر ممکن کوشش کی، اسلامی مدارس کو بند کر دیا، مسجدوں کو مسمار کر دیا، علماء کو پھانسی دے دی، اسلامی علوم و فنون کی عربی زبان میں تعلیم یہاں تک کہ چیچنیائی زبان میں بھی تعلیم کو ممنوع قرار دے دیا، کسی گھر یا کسی مسلمان کے پاس اگر قرآن کریم کا کوئی نسخہ ہوتا تو وہ پھانسی کی سزا کا مستحق تھا، اسی طرح اسلامی عبادات کی ادائیگی بھی ممنوع تھی۔

اس دور کے ظلم و جبر کی ایک مثال کو یاد کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں جب کوئی ٹیچر کلاس روم میں داخل ہوتا تو وہ جان بوجھ کر کسی مسلم طالب علم کے سامنے کھڑا ہو جاتا اور اس سے پوچھتا کہ کیا وہ روزے سے ہے، یا تو خوف کی شدت کے سبب طالب علم اس سے انکار کر دیتا، وہ استاد اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ اس طالب علم کے سامنے کھانے کے لئے کوئی میٹھی چیز پیش کرتا تاکہ اسے پورے طور پر اطمینان ہو جائے کہ وہ روزے سے نہیں ہے۔ یہ چیچنیا میں کمیونسٹوں کے ظلم کا ایک نمونہ تھا۔ اس دور میں علماء کے گھر خفیہ مدارس تھے جہاں مسلم طلبہ دینی علوم اور عربی زبان سیکھنے اور حفظ قرآن کی غرض سے حاضر ہوتے تھے۔

اس تعلیمی وفد کے ایک اور رکن شیخ عیسیٰ مرازیف (جو جامعہ ازہر میں زیر

تعلیم ہیں) کہتے ہیں ''سوویت یونین سے آزاد ہونے کے بعد صدر جوہر دودائیف کے دور حکومت میں چیچنیا نے اسلامی تہذیب وتمدن کے میدان میں حیرت انگیز ترقی کی ہے، گزشتہ تین سالوں کے دوران ملک کے مختلف حصوں میں تین سو مسجدیں تعمیر کی گئیں ہر قصبے اور ہر گاؤں میں کم از کم ایک دینی مدرسہ ضرور کھل گیا اور ملک کے اطراف میں دینی تعلیم کی تبلیغ واشاعت عام ہوگئی۔ اس وفد کے ایک اور رکن شیخ حسن عثمانی کا کہنا ہے کہ ہمارے مسلم عوام کا ہمیشہ سے اول اور آخر محرک اسلام ہی رہا ہے۔ انہوں نے اپنی آزادی اور دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ جہاد کیا ہے''۔ (۱)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسلام کو فتح وکامرانی، مسلمانوں کو عزت وسربلندی سے سرفراز کرے، مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد ویکجہتی پیدا کردے، دشمنوں کا خاتمہ کردے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

ڈاکٹر سید محمد یونس

---

(۱) جریدہ الیوم۔ ص ۹۶۶۔۷ شمارہ نمبر ۷، ۱۷ اپریل ۱۹۹۵ء

مولانا محمد علی جوہرؒ

مولانا مرحوم کی زندگی اور سیاسی جدوجہد بہت حد تک پورے پاک و ہند کے مسلمانوں کی زندگی اور سیاسی جدوجہد تھی۔

مولانا مرحوم مسلم لیگ کے اولین بانیوں میں سے تھے۔ اور مسلم لیگ کو علی گڑھ کے انگریز پرنسپلوں کی سرپرستی سے نکال کر اسے ایک آزاد قومی و ملی جماعت بنانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ نیز قائد اعظم محمد علی جناح کا مسلم لیگ میں آنا مولانا مرحوم کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

1906ء سے جب کہ ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور 1930ء کی لندن میں گول میز کانفرنس تک برصغیر پاک و ہند اور دنیائے اسلام کا کوئی اہم واقعہ نہیں جس میں کسی نہ کسی حیثیت سے مولانا نے حصہ نہ لیا ہو۔ اور اس کی صدائے بازگشت ان کی تحریروں میں نہ سنی جا سکتی ہو

مولانا محمد علی مرحوم اور جنگ آزادی	ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی
مولانا محمد علی مرحوم ایک مطالعہ	مرتبہ عبداللطیف اعظمی
یورپ کے سفر	مرتبہ پروفیسر محمد سرور
مولانا محمد علی مرحوم بحیثیت تاریخ اور تاریخ ساز	مرتبہ پروفیسر محمد سرور
مضامین مولانا محمد علی مرحوم	مرتبہ پروفیسر محمد سرور
خطوط مولانا محمد علی مرحوم	مرتبہ پروفیسر محمد سرور
مقدمہ کراچی مولانا محمد علی مرحوم	



Designed by: Elegance Composers, Lhr 7240220